



مہترائے ط منالہ شاعر

مسٹر رائیٹ منال ثنا

مسٹر رائیٹ

منال ثنا

قسط 1 تا 3

READERS CHOICE

مسٹر رائیٹ منال ثنا

یہ کہانی ہے سوشل میڈیا کے دلدل میں پھنسی عثمیرہ میر کے کٹھن سفر کی۔ مَن پسند شخص کی چاہ میں سراب کے پیچھے دیوانہ بھاگتی، اپنی پہچان گنوا دینے والی عثمیرہ اس بات کی ہمیشہ منکر رہتی ہے کہ اُس کے لیے درست شخص کا انتخاب تو صدیوں پہلے ہی ہو چکا تھا۔ اُس کی لاکھ کوششوں کے بعد بھی جو حقیقت اُسے قبول کرنا پڑتی ہے وہ اُس کے لیے کڑی آزمائش بن جاتی ہے۔

کہانی ہے اُس عثمیرہ کی جو اللہ کی طے کردہ حدود سے تجاوز کرنے کے بعد بری طرح خوار ہو جاتی ہے مگر اللہ کی رضا کے خلاف جا کر اپنی مَن پسند منزل پھر بھی نہیں پاسکتی۔

تل تل مرتی اس لڑکی کے گمراہی سے آزمائش اور آزمائش سے انجام تک کے سفر میں جھانکتے، اور باقی کرداروں کو اور انکی کہانی کو پڑھتے یقیناً آپکو بہت کچھ سیکھنے کو ملے گا۔

READERS CHOICE

مسٹر رائیٹ منال ثنا

ٹائروں کے چرچرانے کی تیز آواز کیساتھ گاڑی ایک جھٹکے سے رکی۔ اُس نے دم سادھے ایک چور نظر ڈرایو نگ سیٹ پر بیٹھے شخص پر ڈالی جواب غصے سے سرخ پڑتا چہرہ لیے اُسکی سمت آرہا تھا۔

جارحانہ انداز میں دروازہ کھولے اُس نے لپک کر اُسکا بازو دبوچا اور گھسیٹتے ہوئے پورچ سے لاؤنج اور پھر لاؤنج سے کمرے میں لے گیا۔ اُسکے انداز پر شدید خوفزدہ اور سہمی ہوئی وہ سانس لینے سے بھی گریزاں تھی۔ مرد کا ہاتھ کس قدر سخت تھا یہ بات اُس سے بہتر کون جانتا تھا؟

"کیوں گئی تھیں؟"

کمرے کے عین دست میں لا کر اُسکا ہاتھ اس زور سے جھٹکا گیا کہ وہ لڑکھڑا کر بمشکل سنبھلی

"میں پوچھ رہا ہوں میری غیر موجودگی میں، میری اجازت کے بغیر میرے گھر سے باہر قدم بھی کیوں نکالا؟"

اُسکے سر پر کھڑا وہ گرج رہا تھا۔ اس قدر ہتک آمیز سلوک پر اُسکی آنکھیں بھرنے لگیں

"تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی مجھے چیٹ کرنے کی ہاں؟"

بمشکل خود پر ضبط کیے وہ دبے دبے لہجے میں غرایا۔

"یہ میرا گھر ہے۔ تم میری بیوی ہو۔ میرے لیے اپنی اور اس گھر کی حفاظت کرنا تمہارا فرض ہے تو کیوں کیا تم نے

ایسا؟"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُس نے تو باقاعدہ جھنجھوڑ ڈالا ایک لمحے کو اُسکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا تھا۔ اُسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ آج کے دن کا اختتام ایسے ہونے والا تھا۔

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

اسلام علیکم!

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

مسٹر رائیٹ منال ثنا

— آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں [/https://ezreaderschoice.com](https://ezreaderschoice.com) آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

"وہ..... اُس نے بلایا تھا۔ بس ضروری بات"

بدقت اُس نے لب کھولے۔ بھرائی آواز کے علاوہ وہ اس وجہ سے بھی جواب دینے سے قاصر ہو رہی تھی کہ جواب دینے والا تھا ہی نہیں۔

"ضروری بات؟"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُس نے تعجب سے دوہرایا۔ پھر غصے کی ایک شدید لہر اٹھی تو اُس نے ایک دفعہ پھر اُسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا
"ٹوہیل ودہم"

"مجھے تمہارا جواب چاہیے۔"

اُسکے کندھوں کو اُس نے یوں دبوچ رکھا تھا جیسے اُسکی گردن ہو۔ ہاں آج وہ اُس لڑکی کو واقعی مار دینا چاہتا تھا۔ اُسکی سزا اس سے کچھ کم بھی نہ تھی۔

"وہ جو بھی چاہتا تھا مجھے اس سے سروکار نہیں۔ تم کیوں گئیں؟"

"کیا تمہیں یاد نہیں تھا کہ تم میری بیوی ہو؟"

چبھتے ہوئے لہجے میں اُس نے سختی سے پوچھا۔ کندھوں پر دباؤ کچھ اور بڑھا تو وہ تڑپ اٹھی تھی۔
"پلیز چھوڑ دیں۔ مجھے تکلیف"

روتے ہوئے اُسے اپنی تکلیف کا احساس دلانا چاہا مگر اُس نے سرد و سپاٹ لہجے میں بات کاٹ دی
"بہت خود غرض ہو تم۔ تمہیں صرف اپنی تکلیف دکھتی ہے۔ کسی دوسرے کے دل پر کیا گزرتی ہے تمہیں کبھی اس سے فرق نہیں پڑتا۔"

غصے سے سرخ پڑتا چہرہ اور غیض و غضب سے انگارہ ہوتی آنکھیں لیے وہ بھی گہری تکلیف میں لگتا تھا۔ یوں جیسے بہت کچھ لٹ گیا تھا۔

"میری بیوی ہو کر، میرے نکاح میں ہوتے ہوئے تم نے مجھے دھوکا دیا ہے۔ جانتی ہو ایسی عورت کی کیا سزا ہے؟"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُسکے چہرے کے قریب جھکتے، تیخ ٹھنڈے لہجے میں بولتا وہ اُسے دہشت زدہ کر گیا تھا۔

"وہ..... وہ..... نہیں آیا تھا۔"

اُس سے دور جانے کے لیے مسلسل مزاحمت کرتی، وہ روتے ہوئے بولی

"میں نے تو اُسے دیکھا بھی نہیں۔"

"کیونکہ وہاں تمہارا سوکا لڈ بھائی جو پہنچ گیا تھا۔"

اُسکا بے وقوفانہ جواب سُن کر وہ گر جاتا تھا

"اگر وہ نہ پہنچتا تو وہ کمینہ شخص تمہارے ساتھ کیا کرتا جانتی ہو؟"

اتنی تلخ بات کرتا وہ اُسے شرمندہ کر رہا تھا۔

"اب ایک شادی شدہ لڑکی سے زیادہ سے زیادہ بھی اُسے کیا کام ہو سکتا تھا۔ کیا یہ مجھے تمہیں بتانے کی ضرورت

ہے؟"

"بالکل بھی نہیں۔"

"کیونکہ تم اچھے سے جانتی ہو۔ مگر پھر بھی تم گئیں"

ابلتی گرم سانسیں اُسکے چہرے پر انڈیلتا وہ غصے اور تکلیف سے بولا۔ چند لمحے دونوں کے بیچ خاموشی رہی۔ وہ اُسکے

جواب کا منتظر تھا تو وہ اُسکے سخت الفاظ پر بُری طرح شرمندہ ہو رہی تھی۔ ہمیشہ کی طرح اچانک ہی اُس پر اپنا باغی پن

غالب آیا۔ اُسکی آنکھوں میں دیکھتے ایک ایک لفظ پر زور دیتے وہ بھی اُسی کی طرح چلائی

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"ہاں گئی تھی میں اُس سے ملنے کیونکہ محبت کرتی ہوں اُس سے۔ میرے ماں باپ نے زبردستی آپ سے شادی کروا دی ورنہ آج آپ کی جگہ وہ ہوتا۔ سمجھے آپ؟"

اُس نے پوری قوت لگاتے اُسے پرے دھکیلا اور خود کو اُسکی گرفت سے نکالنے میں کامیاب ہوئی۔ اُسکے الفاظ مقابل کے خون کو نقطہ ابال تک پہنچا گئے۔ کیا یہ زیادتی نہ تھی کہ وہ اپنے شوہر کے منہ پر کسی اور مرد کی محبت کا دم بھر رہی تھی۔؟ اُسکے دل میں بر چھی چلنے سے بھی زیادہ درد اٹھا۔ غصہ برداشت نہ ہوا تو وہ پاگل ہوتا چنگھاڑا

"بکو اس بند کرو۔ ایک لفظ اور نکالا تو جان لے لوں گا تمہاری۔"

"یہ تمہارے باپ کا گھر نہیں ہے۔ نہ ہی میں تمہارے باپ کی طرح تم جیسی لڑکی سے جان چھڑوانے کے لیے کسی اور کے گلے ڈال سکتا ہوں۔"

جس طرح وہ چلایا تھا اُسکا سہمنا بھی بنتا ہی تھا۔ اور اُسکا دیاعنہ کوئی چھوٹا تو نہ تھا۔ بالواسطہ اُس نے اُسکے کردار پر حملہ کیا تھا۔ مگر یہاں مسئلہ یہ تھا کہ وہ خود بھی ایک سوچ میں پڑ گئی۔ کیا واقعی اُسکا کردار تھا؟

نہیں۔ بالکل نہیں۔ اپنے سوال کا جواب جانتے ہوئے مزید سہم کرنا محسوس انداز میں اُس نے دو قدم پیچھے لیے اس خوف کی وجہ ایک ہی تھی.... کہ مرد کے اٹھے ہاتھ کا مزہ وہ اچھی طرح چکھ چکی تھی۔

"تمہیں یہیں میرے پاس، میرے ساتھ رہنا ہے بھلے پھر مجبوری سے رہو۔ مگر میری وفادار ہو کر رہنا تم پر فرض کیا گیا ہے!"....

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُس کے دو قدم دور ہونے پر وہ چار قدم قریب آیا۔ پھر سے وہی سرد سپاٹ انداز۔ آج پہلی دفعہ وہ اُس شخص کو غصے میں دیکھ رہی تھی اور پہلی دفعہ میں ہی اُسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ شخص اُسکی حرکتوں پر کبھی سمجھوتہ نہیں کرنے والا تھا۔

"اور اگر تم ایسا نہیں کرو گی تو میں تمہیں زبردستی میری، صرف میری وفادار بنا کر دکھاؤں گا۔ اور ہاں"

"پھر اُس وقت تمہارے منہ سے صرف میرا نام نکلے گا۔ صرف میری محبت کا دم بھرو گی تم"

اُس نے ہر ایک لفظ پر زور دیا۔ جیسے ابھی ہی پابند کر دیا ہو۔ ایک دفعہ پھر اُسے بغاوت کا دورہ پڑا مگر اس دفعہ اُس نے آواز دھیمی رکھی

"بس کر دیں۔ کچھ غلط نہیں کیا میں نے۔ نہ ہی وہ وہاں آیا تھا۔ بھائی کو وہاں بیٹھے دیکھ کر، اُنکی وجہ سے اُس نے سامنے آنے سے انکار کر دیا۔ میرے بہت اصرار پر بھی وہ سامنے نہیں آیا۔"

اتنا کہتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اُس کے آنسو اور اُنکے پیچھے چھپا درد اُسے چابک کی طرح لگا تھا۔

"اُسکے سامنے نہ آنے کا اور اپنی ڈیٹ ناکام ہو جانے کا بہت دکھ ہے تمہیں۔ آخر ایسا بھی کیا کرنا تھا اُس سے مل کر؟"

اُس نے ایک ہی جست میں اُسے جالیا۔ اس دفعہ اُسکی جارحانہ گرفت میں اُسکا نازک جبر تھا۔

"گھر میں ایک مرد تمہیں چوبیس گھنٹوں میں سے سولہ گھنٹے ایول ایبل (دستیاب) ہوتا ہے۔ اُس کے باوجود بھی

تمہیں خفیہ جگہوں پر کسی غیر مرد سے ملاقات کرنے کی ضرورت کیونکر محسوس ہوئی؟"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُسکے الفاظ..... اُس پر کوڑوں کی طرح برس رہے تھے۔ ہاں اُس نے جو حرکت کی تھی اُس پر کسی بھی مرد کے بلکہ شوہر کے یہی الفاظ ہو سکتے تھے۔

"شاید اس لیے کبھی ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ اس مرد نے کبھی تمہیں یہ احساس ہی نہیں دلایا کہ مرد آخر ہوتے کیسے ہیں۔ تمہیں بتاؤں مردوں کی فطرت؟"

اپنی طرف اشارہ کر کے بولتے آخر میں اُس نے بڑے تیکھے، چبھتے لہجے میں معنی خیزی سے استفسار کیا۔
"بلکہ اب تو بہت ضروری ہو گیا کہ تمہیں بتایا جائے اُس بے غیرت انسان نے تمہیں ضروری بات کا بہانہ بنا کر کس کام کے لیے بلوایا تھا۔ تمہیں وہ سب بتایا جائے جو تمہارے بھائی کے وہاں نہ پہنچنے کی صورت میں وہ تمہارے ساتھ کرتا۔"

وہ جو نظریں ملانے کے قابل نہ رہی تھی اب اُس نے چونک کر اُسکی طرف دیکھا۔ اُسکی آنکھوں میں جو تحریر درج تھی اُس پر کپکپی طاری کر گئی۔ اُسکے چہرے پر دہشت زدہ تاثرات پھیلنے لگے۔ آنکھوں میں سہمی ہر نی سا خوف تھا۔ اُس ایک چہرے کے بیک وقت اتنے تاثرات بدلتے دیکھ کر وہ جو پہلے ہی غصے سے حواس کھوئے بیٹھا تھا جھٹکے سے اُسے قریب کر گیا۔

"میں چاہتا ہوں کہ آئندہ مجھے دھوکا دے کر میرے گھر کی دہلیز پھلانگنے سے پہلے تمہیں وہ سب سبق یاد آئیں جو آج میں، تمہیں بہت اچھے سے پڑھاؤں گا۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

برفیلے، سپاٹ لہجے نے مقابل کے کانوں میں جیسے صور پھونکا۔ وہ ایسا ہر گز نہیں چاہتی تھی مگر آج خود کو بے بسی کی انتہاؤں پر محسوس کر رہی تھی۔ بھلے اُسکی غلطی بہت بڑی تھی۔ بلکہ گناہ تھا۔ مگر وہ اپنے لیے ایسی سزا کبھی خواب میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی۔ زیادہ دیر اُسکے پتھر یلے، کٹھور اور سرد معنی خیز تاثرات کو نہ سہارتے بے اختیار سنہری پلکوں کی جھالر گالوں پر سایہ فگن ہوئی تو وہ ہر نی جیسی خوفزدہ بھوری آنکھیں بند ہو گئیں۔ اگلے ہی لمحے مقابل نے سرخ و سفید چہرے پر موجود اُن بند غلافی آنکھوں کو شفاف، نمکین پانیوں کا خاموش جھرنابنتے دیکھا اور پھر دیکھتا ہی رہ گیا۔

یونیورسٹی کا گراؤنڈ اس وقت سنسان پڑا تھا۔ اکاؤ کا کلاس سبز ہو رہی تھیں جبکہ ویک اینڈ کی وجہ سے کچھ ڈیپارٹمنٹ آج چھٹی پر تھے۔ گراؤنڈ کے جنوب کی سمت خالی پارکنگ ایریا میں اس وقت دنیا و مافیہا سے بے خبر ایک گروپ بیٹھا تھا۔

کچھ گاڑیوں کے بونٹ پر تھے تو کچھ نے چوکیداروں کی کرسیاں لے رکھی تھیں۔
"یار ٹونی کتنی بوریت ہو رہی ہے۔"

کرسی پر بیٹھے ایک لڑکے نے کانچ کے قلم نما پائپ سے لمبا سا کش بھرتے دوسرے کو مخاطب کیا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"تو کیا کریں۔ اب تیری بوریت ختم کرنے کے لیے بھنگڑے ڈالیں"

ٹونی جو خود بھی اُسکے والے شغل سے لطف اندوز ہو رہا تھا کچھ بگڑ کر بولا۔

"نہیں یار تو سمجھ نہیں رہا۔ چل کسی بچی وچی کو تنگ کرتے ہیں۔ ٹائم پاس ہو جائے گا"

جو جو نے جھک کر کچھ رازداری سے کہا۔ دو لڑکوں کے علاوہ سب نے اُسکے بوریت مٹانے کے آئیڈیا پر بھرپور قہقہہ

لگایا

"آئے ہائے ہائے۔ یہ کی ہے ناں تو نے ٹونی کے یاروں والی بات۔"

ایک لمبا کش بھر کر بڑے سٹائل سے دھواں چھوڑتے اُس نے خاصے لوفرانہ انداز میں کہا

"کون سی بچی کے ساتھ ٹائم پاس کرنا ہے۔ بس انگلی کا اشارہ کر دے۔"

اب وہ جو جو کے کندھے پر ہاتھ پھیلائے بڑی محبت سے پوچھ رہا تھا۔ اور دو کے علاوہ باقی سب ہنوز قہقہے لگا رہے تھے

"یہ پوری یونی میرے باپ کی ہے۔ جس لڑکی نے ڈرامہ کرنے کا سوچا اُسکی ایسی کی تیسی کر دوں گا۔"

مغرورانہ انداز میں بولتا وہ اُن سب کو مزید چوڑا کر رہا تھا۔ یہ سچ تھا کہ جب سے اُن کے گروپ میں یہ ٹونی نامی لڑکا

شامل ہوا تھا وہ ہر غلط کام کرنے لگے تھے۔ اسی کی وجہ سے تو وہ سب آہستہ آہستہ ہر طرح کے نشے کے عادی ہو رہے

تھے۔

"اچھا پھر"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

جو جو نے کچھ سوچنے کی کمال اداکاری کرتے پارکنگ ایریا کے چاروں اطراف میں دیکھا۔ خود وہ گراؤنڈ کے جنوب میں تھے جبکہ گراؤنڈ کی شمالی سمت میں موجود کیفیٹیریا سے باہر نکلتی اکیلی لڑکی پر اُسکی نظر ٹھہر گئی

"اُوئے ہوئے۔ میرے تو مزے ہو گئے۔ یہ وہی ہے، نیا مال۔ دو سال جو نیئر"

اُس نے تو باقاعدہ کھڑے ہو کر پاگلوں کی طرح شور مچانا شروع کر دیا۔

"کون سی والی؟"

ٹوٹی بھی فوراً متوجہ ہوا۔ اور اُسکے اشاروں کی سمت دیکھنے لگا

"وہ..... وہ"

"وہی جو کیفے سے باہر آرہی ہے۔"

اب کی بار سب نے ہی سر اٹھا کر باقاعدہ سر سے پاؤں تک اُس لڑکی کو دیکھا

"سالے بڑا کمینہ ہے تُو۔"

لڑکی کو پہچانتے ٹوٹی نے جو جو کی پشت پر ایک زبردست دھپ رسید کی

"پتہ ہے ناں وہ اپنے سیم کی پر اپرٹی ہے۔"

اُس نے سیم کو سنانے کو جان بوجھ کر بلند آواز میں کہا۔

"ابے کون؟"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

ایک گاڑی کے بونٹ پر آڑھاتر چھالیٹا، چھوٹے چھوٹے پیکٹس میں موجود پاؤڈر سوگتھا سیم اپنے نام پر تیزی سے سیدھا ہو بیٹھا۔

"سیم"

"سیم وہ تیرے والی"

سگریٹ پیتا بنی سرعت سے سیم کے قریب آیا۔ اُسے سنبھالتے اُس نے اشارے سے اُسے کیفے سے نکلتی لڑکی دکھائی۔ سیم کی بند ہوتی آنکھیں ایک لمحے کو کھلیں۔ وہ اب تک گھر واپس کیوں نہیں گئی تھی؟

"ہاں وہ تو میری ہے کمینو۔ چلو سب نظریں ہٹاؤ اُس پر سے"

اُسے ہوش آیا تو تیزی سے بونٹ سے اتر اور چلا کر اُنہیں مخاطب کیا۔

اُسکے کہنے پر بنی کے علاوہ باقی سب کا منہ بن گیا تھا۔ وہ یو نہی کیا کرتا تھا۔ کسی کو اُسکی طرف دیکھنے بھی نہیں دیتا تھا۔

"ویسے یارو"

"آپس کی بات ہے۔"

"اپنے سیم نے چیز تو بڑی مست ڈھونڈی ہے۔"

ٹونی نے رازداری سے اُنہیں متوجہ کرتے آخر میں شرارت کی۔ سیم کا گھوما ہوا دماغ مزید گھومنے لگا جبکہ ٹونی کی آوارگی اب بھی ہنوز تھی

"نام کیا تھا اسکا میں بھول گیا؟"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"س...س"

جو جو کی زبان سے اُسکا نام نکل ہی جاتا اگر سیم آگے بڑھ کر اُسکا گریبان سختی سے نہ جکڑ لیتا

"خبردار جو کسی نے اُسکا نام بھی لیا۔ سالوزبان کاٹ کر پھینک دوں گا تم سب کی"

"سیم ریلیکس کر۔ وہ تو بس"

بٹی ڈرتے ہوئے آگے بڑھا۔ اُسے اندازہ تھا کہ جس سپیڈ سے آج اُن تینوں نے ڈر گزرا استعمال کیے تھے یہ سب تو ہونا ہی تھا۔

"بس کچھ نہیں۔"

چلا کر کہتے اُس نے ایک جھٹکے سے جو جو کو واپس کر سی پر پھینکا۔ ٹوٹی فوراً جو جو کی طرف بڑھا۔

"یہ ساری یونی جانتی ہے۔"

لڑکھڑاتے ہوئے سیم نے گھوم کر چاروں طرف اشارہ کرتے آخر میں اپنی طرف اشارہ کیا

"وہ صرف سیم کی ہے۔"

اُسکی آواز اتنی بلند تھی کہ پارکنگ ایریا میں جو اکاڈکا چوکیدار تھے وہ باآسانی سُن سکے تھے۔

"جو اُسکے رستے میں آتا ہے بڑی خاموشی سے اُسکا بندوبست کروادیتا ہوں۔"

"اب کوئی نام بھی نہ لے اُسکا۔ جانے دو اُسے"

اُسکا انداز اب بھی ہنوز تھا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"اے چل۔ تو ہمارے سامنے پڑا بکواس کرتا رہتا ہے۔ کبھی اُس سے تو بات کرتا بھی نظر نہیں آیا۔"
جو جو سے اپنی بے عزتی برداشت نہ ہو سکی تو سب کے روکنے کے باوجود اُس نے دوبارہ سیم کو چھیڑا
"تیرے سامنے کرنا ضروری ہے کیا؟"

واپس گاڑی کی طرف جاتا سیم جارحانہ انداز میں پلٹا اور ایک دفعہ پھر اُسکا گریبان اپنی گرفت میں لیتے چنگھاڑا
"سالے اپنے سالے مسئلے لے کر میرے پاس آتی ہے وہ۔"
"ہاں آتی ہے۔ بھائی سمجھ کر۔"

جو جو نے بے خوفی سے کہتے قہقہہ لگایا۔ اُس نے دراصل اس بات پر چوٹ کی تھی کہ وہ ہمیشہ اُسے بھائی کہہ کر
مخاطب کرتی تھی۔ اُسے برا لگتا تھا مگر ابھی وہ اُسے چھیڑنا مناسب نہیں سمجھتا تھا مگر یہ جو جو اپنی تمسخرانہ باتوں سے
اُسکے دماغ کی شریانوں کو پھڑکار رہا تھا
"تیرا منہ توڑ دوں گا جو جو"

اُسے کرسی کی پشت پر دھکیلتے سیم نے اُسکے ناک پر مکا جڑا
"اویار چھوڑو یہ سب"

بنٹی اور ٹونی نے فوراً مداخلت کرتے گتھم گتھا ہوتے سیم کو دور ہٹایا
"سیم جانے دے یار۔ وہ ویسے بھی ہاسٹل کی طرف جا رہی ہے"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

بنٹی نے عاجزانہ لہجے میں کہا۔ سیم نے اُسے چھوڑ کر ایک نظر گراؤنڈ میں ڈالی۔ آہستہ قدموں سے چلتی وہ ہاسٹل والی سائیڈ پر جا رہی تھی۔ سر جھٹک کر نظریں ہٹاتے وہ اپنے کالر سے نادیدہ گرد جھاڑنے لگا "ایک گیم کھیلتے ہیں اپنے سیم کے ساتھ۔"

ٹونی جو ابھی تک جو جو کی درگت پر افسوس کر رہا تھا ناجانے اُسکے خرافاتی دماغ کو کیا سوچھی تھی۔ سیم نے خونخوار نظروں سمیت مڑ کر دیکھا۔ ایک لمحے کو ٹونی گڑ بڑا گیا پھر زور دیتے ہوئے بولا "دیکھ تیری پر اپرٹی ہے تو گیم بھی تجھے ہی کھیلنا پڑے گی۔"

ٹونی کے منہ سے اُسے 'اپنی پر اپرٹی' کہتے سن کر سیم کے تنے ہوئے تاثرات کچھ ڈھیلے پڑے تھے "سمجھ تیرا آج کا ٹاسک ہے۔"

ٹونی نے سکون کا سانس لیتے بڑے مضبوط سے انداز میں کہا "ہم سب کے بچے بیٹھ کر دو سالوں سے اُسے اپنی پر اپرٹی کہہ رہا ہے تو آج ہم سب کے سامنے ہی تو اُسے پر پوز کر۔"

"تیری بات مانوں گا میں۔؟"

سیم بگڑا تھا۔ اُس نے تو کبھی پر پوز کرنے کا سوچا بھی نہیں تھا "کزن ہے وہ میری۔ گھر والوں سے بات چلواؤں گا۔"

یہی سوچ کر اُس نے کبھی اُسے نہیں چھیڑا تھا۔ جب گھی سیدھی انگلی سے نکل سکے تو کیوں بلاوجہ انگلی ٹیرھی کرنی۔ "تو یعنی تو چیلنج قبول کرنے سے اور اُس سے کتر رہا ہے۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

ٹونی نے ناراضگی سے کہا۔ اصل میں وہ بس اپنے الفاظ سے اُسے قائل کر رہا تھا۔ اچھے سے جانتا تھا کہ سیم نے اس وقت سب سے زیادہ ڈر گز کا استعمال کر رکھا تھا۔ بنٹی اس سب پر بس تاسف سے سر ہلا رہا تھا

"وہ میری ہے۔ بس میری۔ اُس سے کتراؤں گا۔؟"

کترانے والی بات پر سیم کا میٹر آؤٹ ہوا تھا

"چل پھر ڈن کر دے"....

جو جو اپنے ناک پر ہاتھ رکھے بس خاموشی سے ٹونی اور اُسکی کمینگی ملاحظہ کر رہا تھا۔

"بدلے میں مجھے کیا ملے گا؟"

سیم نے کچھ سوچ کر ہامی بھری

"بدلے میں ہم سب یہاں تجھے چمیر آپ کریں گے۔"

ٹونی ایک دم پُر جوش ہو گیا تھا۔ جبکہ اپنی بات پر اُس نے ایک دفعہ پھر سیم کے ماتھے پر شکنوں کا جال دیکھا تو سرعت سے بولا

"چمیر آپ کرنے سے تیری بچی ایمپریس ہوگی یار۔ سمجھا کر"

"کیوں یار وٹھیک کہاناں؟"

سیم کے تاثرات دیکھ کر وہ گڑ بڑا گیا تھا تبھی اُن سب کو بھی مخاطب کیا۔ اُسکی بات پر جو جو کا سر زور زور سے اثبات میں ہلاتا تھا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اپنے سب دوستوں کو ہامی بھرتے دیکھ کر سیم قائل ہوتا جانے لگا۔

"ایسے ناجا سیم۔ تجھے چڑھا ہوا ہے۔"

بنٹی نے فوراً روکا۔ وہ تماشا نہیں چاہتا تھا۔ مگر سیم کے اُسکے پاس جانے سے صرف تماشا ہی ہونے والا تھا۔

"کوئی نشہ ایسا نہیں جو سیم کے سر چڑھ کر بولے۔"

سیم اب حواسوں میں نہیں تھا۔ ناجا نے کیوں اچانک ہی اُس لڑکی کا جنون منہ زور ہو گیا تھا۔

"پھر بھی سیم"

بنٹی اب بھی روک لیتا اگر سیم اُسے نہ گھورتا۔

"اچھا تھوڑا پانی ڈال لے سر پہ"

اُس نے مصالحت آمیز انداز اپنایا تو سیم رضامند ہو گیا۔ باقی سب بنٹی کی حرکتیں دیکھ کر منہ بنارہے تھے جواب پانی کی

بوٹل اُسکے سر پر الٹ رہا تھا۔

کچھ لمحوں بعد وہ سب گراؤنڈ میں موجود تھے۔ جبکہ وہ لڑکی اب بالکل ہاسٹل کی عمارت تک پہنچ چکی تھی۔

READERS CHOICE

"رکو"

صرف سیم آگے بڑھ کر اُس تک پہنچا۔

"جی۔؟"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

آواز نہ پہچانتے وہ سہم کر مڑی۔ اُسکے حسین روپ اور خوفزدہ انداز پر سیم کا دل ڈوب کر ابھرا
"گھر نہیں گئیں؟"

اُس نے خود پر قابو پایا۔ البتہ لڑکی بھی اُسے پہچان کر اب سنبھل چکی تھی تبھی پٹر پٹر بولنے لگی
"بھائی نے پھر سے منع کر دیا۔ آپکو تو پتہ ہے بھابھی کی وجہ سے۔ اُنکی وجہ سے میں یہاں پھنس گئی۔ ورنہ آسانی سے
ابھی ایک مہینہ تو گزر ہی سکتا تھا۔ اتنا لمبا سمیسٹر ہے اور مجھے اتنی جلدی آنا پڑا۔ ابھی تو میری ساری فرینڈز بھی نہیں
آئیں۔"
"ہم"

اُسکے تیزی سے ہلتے ہونٹوں کی حرکت دیکھتا سیم آج بری طرح حواس کھو رہا تھا۔
"بس یہی بات ہے۔ بھائی کا نکاح بھی اٹینڈ نہیں کر سکی۔ اب ہاسٹل میں رہنا پڑ رہا ہے۔ ایک ہفتے میں ہی اتنا بور ہو گئی
ہوں کہ کیا بتاؤں۔"
"آپکو پتہ ہے بھائی مجھے امی کی بھی بہت یاد آرہی ہے۔"

اُس نے مزید جلے دل کے پھپھولے پھوڑے۔ اس بات سے بے خبر کہ آج مقابل اُسکا خیر خواہ بن کر اُسکا مسئلہ سننے
نہیں بلکہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو کر اپنا مسئلہ سنانے آیا تھا۔ اُسکی گہری خاموشی اور لودیتی نظروں پر وہ
گڑ بڑائی۔ حیرت سے اُسکی طرف دیکھا جو ہوش میں نہیں لگتا تھا۔ اُسی دوران سیم نے ہاتھ بڑھا کر چادر سے باہر نکل
کر ماتھے پر جھولتی اُسکی لٹ پکڑ لی۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

وہ سٹیٹائی۔ چاروں طرف دیکھا تو صرف اُسکے دوست نظر آئے۔ وہ بڑی توجہ اور غور سے اس منظر سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

"بھا"....

وہ جب اُسکی لٹ انگلی پر گھمانے لگا تو وہ ہوش میں آتے کچھ بولتے پیچھے ہونے لگی مگر سیم نے اس دفعہ اُسکے منہ سے 'بھائی' کا لفظ نکلنے نہیں دیا "ششش"

اُسکے ہونٹوں پر انگلی جماتے ایک قدم اُسکی سمت بڑھائے وہ خمار آلود لہجے میں بولا "کچھ کہنے آیا تھا۔"

اُس نے ایک دفعہ پھر ڈرتے ہوئے چاروں طرف دیکھا۔ دور دور تک بھی اُسکے دوستوں کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ "آئی ایم ان لوو دیو مائی لیڈی۔"

وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اُسے دیکھ رہی تھی جو بڑی محبت سے اُسکے دائیں گال پر ہتھیلی پھیلائے کھوئے کھوئے سے لہجے میں بولا۔

سیم کی اس حرکت پر جہاں اُسکا دل پوری رفتار سے دھڑکنے لگا تھا وہیں کچھ فاصلے پر کھڑے جو جو نے ٹونی کے کندھے پر سر رکھ کر خباثت سے قہقہہ لگایا۔

"یہ آپ کیا"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُس نے لرزتے لب بمشکل کھولنے چاہے۔ مگر وہ بول نہیں پائی کیونکہ اب وہ اُس کے دونوں ہاتھ پکڑے ایک گھٹنہ موڑے زمین پر بیٹھ چکا تھا۔

"میرا پوزل ایکسیپٹ کرو فوراً۔ تاکہ آج اس پوری یونیورسٹی کے درودیوار کو بھی پتہ چلے کہ تم صرف میری ہو۔" ہاسٹل کی باؤنڈری میں گھٹنوں کے بل جھکا وہ آواز بلند بولا۔ وہ سہم گئی تھی۔ اُس انسان کا یہ روپ اُسے کس قدر خوفزدہ کر رہا تھا یہ بس وہی جانتی تھی۔ اُس نے تو ہمیشہ اُسے اپنے بھائی کی طرح خیال رکھتے پایا تھا۔ باؤنڈری سے دور یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں اس وقت صرف اُن آوارہ لڑکوں کے بے ہنگم قہقہے گونج رہے تھے۔

"چھوڑیں مجھے۔ آپ میرا تماشا بنوا رہے ہیں۔"

چند لمحوں میں خود کو سنبھالنے کے بعد اُس نے درشتی سے اپنے ہاتھ چھڑوائے۔ آنکھوں میں تیرتی نمی صاف کرتے وہ تیزی سے مڑ گئی۔

"کہاں جا رہی ہو۔"

سیم نے سرعت سے اٹھ کر جھٹکے سے اُسکا بازو کھینچے اپنے قریب کیا۔ وہ لڑکھڑا کر بمشکل سنبھلی مگر سر پر نرمی سے رکھی چادر وہ نہ سنبھال سکی۔

اُسکی چادر نہ صرف سر سے بلکہ کندھوں سے بھی اتر کر زمین پر سیم کے پیروں میں گری تھی۔ شرمندگی سے چور وہ اپنے اٹھتے ہاتھ کو روک نہیں سکی۔ نازک ہاتھ کا ایک بھرپور مگر غیر متوقع تھپڑ ہاسٹل کی باؤنڈری سمیت یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں بھی گونجا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

گراؤنڈ میں کھڑے لڑکوں کے ہاتھ ایک کورس میں اپنے ہونٹوں پر گئے۔ بہت اکڑتا تھا ناں سیم اب انجام دیکھ کر جو جو کی تو باچھیں ہی کھل گئی تھیں۔

خود سیم کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ جبکہ وہ اب جھک کر چادر اٹھاتے کانپتے ہاتھوں سے اوڑھ رہی تھی۔ پھر ایک ہاتھ سے آنکھوں سے پھسلتی نمی کو صاف کرتے اُس نے سیم کو دھکا دیا۔ وہ بری طرح لڑکھڑایا۔ ابھی تک تھپڑ کے ٹراما سے وہ باہر نہیں نکل سکا تھا۔

"آئندہ میری راہ میں آئے تو گھر میں سب کو بتادوں گی۔"

آنکھوں سے پھسلتے موٹے موٹے آنسوؤں کو درشتی سے صاف کرتی وہ سختی سے بول کر دوبارہ مڑ گئی۔ قدم بے جان ہو رہے تھے۔ مرد پر ہاتھ اٹھا کر وہ خود بھی خوفزدہ تھی جسم اور ہاتھ کانپ رہے تھے مگر وہ بغیر کے چلتی جا رہی تھی۔ اُسے دور جاتے دیکھ کر جو جو اور ٹونی 'بروونس مور' شی ازیورز کے آوازے کستے قہقہے لگا رہے تھے۔ سیم ہوش میں آیا۔ اُسے جس قدر اپنی بے عزتی محسوس ہوئی تھی یہ بس وہی جانتا تھا۔

"تمہاری اتنی جرات۔ تم نے مجھے تھپڑ مارا"

لپک کر اُسکے سامنے آتے وہ اُسے کندھوں سے جکڑ چکا تھا

"ہو کیا تم؟" READERS CHOICE

اُسے جھنجھوڑ کر تیخ ٹھنڈے لہجے میں اُس نے باور کروایا

"چند سیکنڈ لگیں گے مجھے اور مسل دوں گا تمہیں۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

ایک لمحے کو اُسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی خیز لہر دوڑی۔ اگر ابھی وہ کچھ کر دیتا تو وہ واقعی بے بس تھی کیونکہ ہاسٹل کا چوکیدار بھی باؤنڈری سے بہت دور تھا۔

"ہوش میں رہ کر بات کریں۔ ورنہ دفعہ ہو جائیں۔"

اپنے آپ کو اُسکی سخت گرفت سے نکالتی وہ بھیگی آواز میں مضبوطی سے بولی
"تمیز سے۔"

ایک لمحے میں وہ اُسے دوبارہ اپنی جارحانہ گرفت میں لے چکا تھا۔ پھر اُس کے بے حد قریب آتے، کان کے قریب جھک کر سرگوشی کی

"میرے دوست دیکھ رہے ہیں۔ کیا سوچیں گے؟"

اُسکے قریب آنے پر اُسکے وجود میں پھریری سے دوڑی۔ گراؤنڈ سے اب ہوٹنگ کی آواز آرہی تھی۔ یعنی اُسکے دوست اس دیدہ دلیری پر اُسکا سینہ چوڑا کر رہے تھے۔ اُسکی بات کے بعد، اُسکے دوستوں کی وہاں موجودگی کا مقصد وہ لمحوں میں سمجھی تھی۔ وہ صرف اپنی سوکالڈ مردانگی دکھانے کے لیے شوبازی کے چکر میں یہ سب کر رہا تھا۔
"تمہارے دوست بھی بالکل تمہاری طرح آوارہ ہیں۔"

بغیر کسی لحاظ کے وہ نخوت سے بولی۔ آنسو بہنا اب بند ہو چکے تھے مگر آواز اب بھی بھرائی ہوئی تھی۔
"پہچاننے میں دیر ہو گئی مجھے۔ مگر اب اور نہیں۔ جو دکھاوے کی تمیز کا دائرہ ہمارے بیچ تم نے قائم کر رکھا تھا اب سے وہ بھی ختم۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُس نے زبردستی اپنے کندھوں کو اُسکی گرفت سے نکالا اور مضبوط لہجے میں بولی

"میں تمہیں بھائی سمجھ کر تم سے بات کر لیتی تھی مگر تم"

وہ رُکی۔ سیم اب بس اُسکے چہرے پر پھیلا دکھ اور تکلیف کے تاثر دیکھ رہا تھا

"گھر سے یونی کی آڑ میں نکلتے ہو اور یہاں آ کر یہ سب۔؟"

"کیا ہو گا جب تمہارے گھر والوں کو پتہ چلے گا۔؟"

ٹھنڈے سے لہجے میں استفسار کرتی وہ سیم کو ڈراگئی تھی۔ اس سب کا یہ نتیجہ بھی ہو سکتا ہے اُس نے سوچا بھی نہیں

تھا۔ تھپڑ کھانے کے بعد کھوئے ہوئے حواس واپس لوٹنے کی رہی سہی کسر اب نکل رہی تھی

"میں سب کو سب کچھ بتاؤں گی۔"

"اور یہ..... یہ جو تم"

اُس نے حیران کھڑے سیم کی شرٹ کی جیب سے جھانکتا سفید پاؤڈر والا چھوٹا پیکٹ اچک کر درشتی سے زمین پر دے

مارا

"جو تم یہاں کارنامے سرانجام دے رہو ان لفنگلوں کے ساتھ۔ اچھے سے تمہارا دماغ درست کریں گے میرے

دونوں بھائی۔!"

اُس نے ایک نظر مڑ کر اُن آوارہ لڑکوں پر نظر ڈالی اور بھاگتی ہوئی نکل گئی

"سُنو ابھی کافی غصے میں لگ رہی ہو تم۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

سیم اُسکے پیچھے بھاگا

"رات کو کال پر"

اُسکے ہم قدم ہونے کی کوشش میں ہلکان ہوتا وہ وہیں سے بولا

"کال؟ مائے فٹ۔"

اُس نے دونوں ہاتھوں سے اپنی بہتی آنکھیں صاف کیں اور غصے کی شدت سے چلاتے ہوئے بولی

"تم اب میری آواز سننے کو بھی ترسو گے۔"

اس قدر نفرت پر سیم کے دل کو کچھ ہوا۔ وہ ہمیشہ عزت و احترام سے اُس سے بات کرتی تھی مگر آج۔؟

وہ بری طرح دلبرداشتہ ہوتے اُسے دیکھ رہا تھا جو مڑ کر دیکھنے کی بھی روادار نہ تھی۔ کچھ لمحوں بعد وہ ہاسٹل کی عمارت میں گم ہو گئی سیم کو خوف آیا اگر اُس نے گھر میں کسی کو بتا دیا۔

وہ ابھی تک وہیں کھڑا تھا جب پیچھے سے قہقہے لگاتے اُسکے دوست سر پر سوار ہوئے

"یار سیم یہ تیرے والی تو بڑی معصوم دیکھتی تھی۔ پر اس نے تو تیرے جھانپڑ ہی جڑ دیا۔"

جو جو نے بڑی ہمدردی سے اُسکے کندھے پر ہاتھ پھیلانے

READERS CHOICE

"بکو اس بند کر جو جو"

"تم سب کا منہ توڑ دوں گا سالو"

وہ غصے سے پاگل ہوتے غرایا۔ بنٹی اُسے سنبھالنے کے لیے آگے بڑھا

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"یہ صرف تیری وجہ سے ہوا ہے ٹونی۔"

اُس نے ٹونی کا گریبان پکڑ لیا۔ اپنی بے عزتی اُسے بھلائے نہیں بھول رہی تھی

"اب وہ لڑکی ہی پاگل ہے۔ پرپوز کرنے پر تھپڑ مارے گی اب؟"

ٹونی نے گڑبڑا کر سارا ملبہ ہی اُس پر ڈال دیا

"تو اُسکا منہ توڑنے کی بجائے اپنے یاروں سے لڑ رہا ہے؟"

جو جو نے بھی معاملے کی سنگینی دیکھتے اپنا حصہ ڈالا۔ اُسکی بات پر سیم کا خون مزید کھولنے لگا۔ اُس لڑکی کو وہ چھوڑنے والا تو بالکل بھی نہیں تھا۔

"ریلیکس کر سیم۔"

"تجھے منع بھی کیا تھا ایسی حالت میں مت جا اُسکے سامنے"

بنٹی نے ٹونی کا گریبان چھڑواتے اُسے ٹھنڈا کرنا چاہا مگر وہ تیزی سے پارکنگ ایریا کی طرف چلا گیا۔ فی الحال اُسے یہاں سے دور جانا تھا۔ کم سے کم اتنا دور کہ جہاں اُسے اپنی مردانگی پر پڑے تھپڑ کی گونج سنائی نہ دیتی۔

READERS CHOICE

مسٹر رائیٹ منال ثنا

ریسٹورنٹ کے پُرسکون ماحول میں اس وقت ایک فیملی کیمین میں کافی رونق لگی تھی۔ وہ سب بچہ پارٹی مل کر کچھ ماہ پہلے دبئی گئے فرہاد اور اُسکے دوست واصف کو ایئر پورٹ سے لینے آئے تھے اور اب واپسی پر فرہاد سب کو ڈنر کروانے لایا تھا۔

"واصف بھائی چلیں کیا؟"

وہ سب ہلکی پھلکی باتوں کے ساتھ کھانے کا انتظار کر رہے تھے جب واصف کا چھوٹا بھائی اور کوئی دوست اُسے لینے وہیں پہنچ گیا

"ارے تم لوگ آگئے"

اُنکی آمد پر واصف چونک کر کھڑا ہوا۔ دونوں سے بغلیں ہونے کے بعد اُس نے فرہاد کو مخاطب کیا

"اوکے فرہاد اجازت دو اب۔"

باقی سب بھی اپنی باتوں سے نکل کر اُن آنے والی ہستیوں کو دیکھ رہے تھے۔

وہ دونوں ایک دم اتنی نظروں سے کنفیوژ ہوئے البتہ ایک بھرپور نظر انہوں نے بھی حاضرین پر ڈالی

"نہیں یار۔ بیٹھو ہمارے ساتھ۔ کھانا آرڈر کیا ہے کھا کر جانا۔ ویسے بھی آج کا کھانا میری طرف سے ہے۔"

"تم دونوں بھی بیٹھو یار"

فرہاد نے زبردستی اُنہیں بھی اپنے ساتھ بٹھانا چاہا

"نہیں فرہاد بھائی اچھا نہیں لگتا"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

عاصم نے مروتا کہا تو واصف، بھائی کے اعلیٰ اخلاق پر بس اُسے گھور کر رہ گیا۔
"کوئی بات نہیں یار۔ میرے لیے جیسے واصف ہے ویسے ہی اُس سے وابستہ لوگ ہیں۔ اپنی ہی فیملی ہے تم لوگوں کی بیٹھ جاؤ"

فرہاد کو شاید واصف سے کچھ زیادہ ہی انسیت تھی تبھی اُس نے کمال سلیقے اور خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا
"اوکے لیکن ہم کھانا کھا کر آئے ہیں۔ بس آپ سے ہاٹ کافی اور ایک عدد چاکلیٹ لاوا ایک کی فرمائش کریں گا۔"
کچھ دیر پہلے مروتا انکار کرنے والا عاصم اب دانتوں کی نمائش کرتے آرام سے بیٹھ کر فرمائش پر وگراں کھول چکا تھا۔ اب کی بار واصف کے ساتھ ساتھ اُس کا دوست بھی عاصم کو گھور کر رہ گئے۔
"کیوں نہیں۔ آج کا کھانا میری طرف سے ہی ہے"

فرہاد کافی جوش سے بولا۔ اُسی دوران کھانا آنے پر باقی حاضرین تسلی سے کھانے میں مصروف ہو گئے۔
اُن دونوں کے آنے پر کسی نے کوئی خاص نوٹس نہیں لیا تھا کیونکہ اس وقت ٹیبل پر موجود فرہاد کی فیملی اور واصف وغیرہ کے سالوں پرانے مراسم تھے۔ وہ کتنے ہی سال ایک دوسرے کے پڑوسی رہ چکے تھے۔ اب تو سب کے گھر بدل گئے تھے البتہ لڑکوں کی دوستی اب بھی قائم تھی۔ تبھی لڑکیوں کے لیے بھی یہ معمول کی بات تھی۔
"چلیں جی فرہاد صاحب۔ اب آپ واپس آ گئے ہیں تو آپکو بھی سہرا پہنا کر ہی دم لیں گے"

ڈنرا اپنے عروج پر چل رہا تھا جب فرہاد کے تایا کا داماد، خضر توپوں کا رخ فرہاد کی طرف موڑ چکا تھا

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"ہاں مجھے تو لگتا ہے زیر ماموں اس کام کے لیے بہت جلدی دکھانے والے ہیں۔ آخر جلد بیٹی کے فرض سے سبکدوش ہونا چاہتے ہیں"

یہ فرہاد کی پھوپھو کا بیٹا دائم تھا۔ جو براہ راست فرہاد کی منگیترا اور تایا زاد عشمیرہ سے کہتا اُسے چونکنے پر مجبور کر گیا۔ فرہاد سب کے بیچ عشمیرہ اور خود کے ہائیلائٹ ہونے پر کچھ جھینپ گیا

"آہم آہم" واصف تو باقاعدہ اُسے چھیڑنے لگا تھا۔ اُسکی اس حرکت پر اُسکے دوست نے ناگواری سے اُسے گھورا

"ہائے ہائے کتنا اچھا لگے گا میرا بھائی دلہا بن کر"

یہ فرحین تھی۔ اپنے بھائی کی سگی اور عشمیرہ کی بچپن سے لے کر چند مہینے پہلے تک کی پکی سہیلی۔ اب تو ان دونوں کی بیچ ایسی پھوٹ پڑ چکی تھی جس کے نتیجے میں وہ ہمیشہ عشمیرہ کو چڑانا اپنا فرض سمجھنے لگی تھی۔ جیسے ابھی اُس نے اپنے تئیں ایک کوشش کر بھی ڈالی جس میں وہ اچھے سے کامیاب ہو چکی تھی

"دلہے کے لیے سب تیار ہیں۔ دلہن کا پوچھا کسی نے؟"

غصے سے اپنی پلیٹ میں چیچ اور کانٹا پیٹختے سینے پر ہاتھ لپیٹے وہ سب حاضرین کو باری باری کینہ توڑ نظروں سے گھورتے پوچھ رہی تھی

READERS CHOICE

"چپ کر کے کھانا کھاؤ عشمیرہ"

عشمیرہ کی بہن زرین نے معاملے کی نوعیت کشیدہ ہوتے محسوس کی تو فوراً بہن کو ٹوکا مگر اب عشمیرہ کا ٹلنا کوئی آسان بات تھی؟

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"کیوں بھی؟ یہ لوگ چپ کر کے کھا رہے ہیں جو میں چپ کروں؟"

وہ اب زمین کو گھور رہی تھی۔ اپنی بہن پر اسے شدید تاؤ آ رہا تھا۔ زمین کی نظروں میں موجود وارنگ کو یکسر نظر انداز کرتے وہ سامنے بیٹھے فرہاد اور ساتھ بیٹھی فرحین کو دیکھتے سپاٹ انداز میں بولی

"مجھے لگتا ہے دلہن سے بھی پوچھ لینا چاہیے۔ کیا پتا وہ کبھی بھی اس رشتے کے لیے تیار ہی نہ تھی"

اپنے دوستوں کی موجودگی میں عشمیرہ کی گل افشانیوں پر فرہاد کے چہرے پر ایک رنگ آ اور ایک جا رہا تھا

"عشمیرہ میں کیا کہہ رہی ہوں؟ خاموش ہو کر کھانا کھاؤ"

ضرورت سے زیادہ خاموشی اور کشیدہ ماحول کو محسوس کرتے زمین نے چھوٹی بہن کا بازو دبوچتے اب کی بار سخت ترین لہجہ اپنایا

"کیا مسئلہ ہے زری تمہیں۔ یہ لوگ جب سے فضول بکواس کر رہے ہیں انکو کیوں نہیں ٹوکتی"

درشتی سے اپنا بازو اسکی گرفت سے نکالتے وہ اب اٹھ کر دبے دبے لہجے میں غرارہی تھی۔ واصف سمیت باقی دونوں لڑکوں نے آنکھیں چھوٹی کر کے اس لڑکی کو سر سے پاؤں تک گھورا۔

"کیوں بھی فضول کیسے ہے۔ میں کچھ دنوں سے نوٹس کر رہی ہوں عشمیرہ کہ تم بھائی کے موضوع پر یونہی بد تمیزی کرتی ہو۔ جبکہ بچپن سے تمہاری نسبت طے ہے ان سے اب اس طرح بیزار کی آخر کیا مقصد؟"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

فرحین نے جان بوجھ کر کچھ دنوں پر زور دیتے کچھ دن پہلے والا موضوع چھیڑنا چاہا۔ عشمیرہ کا چہرہ ایک لمحے کو تاریک پڑا کہ نادانستگی میں فرحین اُسکا ایسا راز پاگئی تھی جو کم سے کم اُسے معلوم نہیں ہونا چاہیے تھا۔ مگر لمحوں میں اُس نے خود کو سنبھالا

"طے ہے تو میں کیا کروں۔ میرے سے پوچھ کر طے کی تھی؟ بچپن سے ایک ہی رٹ سنتی آرہی ہوں۔ بچپن میں کیا سب کو الہام ہو گیا تھا کہ جو ان ہونے تک عشمیرہ یا فرہاد ایک دوسرے کی بجائے کسی اور کو پسند ہی نہیں کریں گے" اب کی بار وہ کچھ زیادہ ہی بول گئی تھی۔ آواز بھی پہلے کی نسبت تیز تھی۔ فرہاد کو شدید خفت محسوس ہو رہی تھی۔ زمین کے شوہر خضر نے بھی فرہاد کے دوستوں کے سامنے معاملہ ہاتھ سے نکلتے دیکھا تو فوراً اُسے اپنی بہن کو ٹوکنے کا اشارہ کیا

"عشمیرہ میں ناراض ہو جاؤں گی تم سے اگر اب تم ایک لفظ بھی بولی تو"

زمین نے دبے دبے لہجے میں اُسے سمجھانا چاہا۔ واصف نے ایک نظر اُسے دیکھا۔ کتنی سمجھدار لگتی تھی اب وہ۔ اپنے شوہر کے اشارے سمجھنے والی۔

آاا وہ اُسکی محبت تھی..... مگر اب پہنچ سے دور تھی..... اُس نے سرد آہ بھر کر چہرے کا رخ پھیر لیا۔ وہ اُسے ایسے نہیں دیکھ سکتا تھا کیونکہ فرہاد کے علاوہ اور بھی چند لوگ اس راز سے، اُسکی خاموش محبت سے آگاہ تھے۔

"تمہاری پسندنا پسند سے کیا ہوتا ہے۔ ہو گا وہی جو تایا ابو اور باقی سب چاہیں گے۔ ہنہ"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

فرحین نے اُسے مزید سلگانا اپنا فرض سمجھا۔ اپنے بھائی کی عشمیرہ میں دلچسپی جانتے ہوئے اُسے اُسکی ذات کی نفی ایک آنکھ برداشت نہیں ہوتی تھی

"فرحین خاموشی سے کھانا کھاؤ۔ اب ایک لفظ نہ نکلے تمہارے منہ سے"

اتنی دیر سے خاموش بیٹھے فرہاد نے بالآخر چپ توڑتے بہن کو سختی سے ٹوکا۔

معاملہ اب شدید سنگین ہوتا جا رہا تھا

"یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ عشمیرہ گھر والوں کی مانتی ہے یا گھر والے مانیں گے عشمیرہ کی"

کرسی پیچھے کرتے وہ نخوت سے بولی۔ پھر اپنا ہینڈ بیگ اور خضر کے سامنے سے گاڑی کی چابی اٹھاتے تیز قدموں سے ٹیبل چھوڑتے نکلنے لگی۔ سب اب کھانا چھوڑے اُسے دیکھ رہے تھے جو مڑ کر دیکھنے کی بھی روادار نہ تھی

"کہاں جا رہی ہو؟"

زرین تڑپ کر اُسکے پیچھے کھڑی ہوئی

"مرنے جا رہی ہوں۔ تمہیں کیا فکر؟"

"تم ڈرنا بجوائے کرو"

بغیر مڑے وہ سپاٹ لہجے میں بولی

"عشمیرہ مجھ سے کیوں ناراض ہو رہی ہو؟"

زرین دکھی سی اُسکے پیچھے لپکی

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"زری پلیز۔ مجھ سے بات مت کرو۔ میرے پیچھے بھی مت آنا"

اب کی بار اُسکی آواز نم اور گیلی تھی۔ دو آنکھوں نے شدت سے اُسکی پشت کو اپنی نظروں کے حصار میں لیا البتہ وہ محسوس کیے بغیر کیبن سے نکلتی چلی گئی

"دیکھ لیا تم سب نے۔؟"

بہن کے دکھی ہو جانے پر زری نے شرمندہ کرتی نظر سب پر ڈالی پھر باقاعدہ فرحین کو نظروں میں لیتے سختی سے بولی

"آخر ضرورت ہی کیا تھی اُسکے سامنے یہ ٹاپک شروع کرنے کی۔"

"صبح سے بھوکی تھی وہ اس چکر میں کہ رات ریستورنٹ سے ڈنر کریں گے۔ مگر تم لوگوں کو سکون ہی کہاں ہے" فرہاد کو دیکھ کر کہتے ہوئے اُسکی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے۔ اپنی نئی نویلی دلہن کو روتے دیکھ کر خضر تڑپ اٹھا تھا

"ریلیکس زری۔ وہ ٹھیک ہو جائے گی"

اٹھ کر باقاعدہ اُسے اپنے حصار میں لیتے تسلی دی۔ یہ منظر دیکھ کر واصف کی آنکھوں میں مرچیں سی بھرنے لگیں۔ خود زری نے بھی خضر کی حرکت پر گڑ بڑا کر صرف ایک ہی سمت دیکھا، جہاں واصف بیٹھا تھا۔ اور یہ بھی اُسے معجزہ ہی لگا کہ وہ سر جھکائے بیٹھا تھا۔ اُسے کیا معلوم بیچارے نے دیکھ کر ہی سر جھکایا تھا

"بیوقوف کہیں کی اکیلی چلی گئی ہے۔ پتا نہیں کہاں گئی ہوگی اُسکا کچھ بھروسہ بھی نہیں کہ"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

فرحین نے موقع سے فائدہ اٹھاتے کچھ سخت الفاظ بولنے چاہے مگر زرین نے درشتی سے اب کی بار مداخلت کی
"شیم آن یو فرحین۔"

"اُس نے کبھی تمہارے متعلق ایسی کوئی بات نہیں کی۔ مگر تم اب اُسکی خاموشی کا ناجائز فائدہ اٹھانے لگی ہو"
"تمہاری سب سے بہترین دوست اور بہنوں جیسی ہے وہ"
مضبوط لہجے میں بولتی وہ اب عشمیرہ کی بہن لگی تھی۔

فرحین نے سر جھکا لیا۔ جو بھی تھا مگر زرین کی شادی کے بعد سے وہ اُسکا خاصا لحاظ کرنے لگی تھی
"گاڑی میں ہی بیٹھی ہوگی۔ سب کے سامنے ہی وہ خضر کی گاڑی کی چابی لے کر گئی ہے"
اُس نے جیسے بہن کے لیے صفائی دی۔ فرہاد نے اپنے تاثرات نارمل کرتے دھیمے لہجے میں اُسے مخاطب کیا
"زری تم جاؤ اُسکے ساتھ بیٹھو۔ ہم کچھ دیر میں آتے ہیں۔"
"زری"

وہ سر ہلاتے نکلنے لگی تو وہ پھر پکار بیٹھا۔ اُس نے مڑ کر سوالیہ نظروں سے اُسکی طرف دیکھا
"یہ پیزا لے جاؤ"

فرہاد نے عشمیرہ کی جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں اُسکا آدھا کھایا ہوا پیزا رکھا تھا۔ اُسکی فکر پر جہاں و اصف کھانسنے لگا تھا
وہیں فرحین کے علاوہ کچھ سنگلز اندر ہی اندر جل کر راکھ ہو گئے تھے
زرین نے سر ہلاتے اُسکی بات پر عمل کیا۔ وہ نکلی تو خضر بھی بیوی کے پیچھے نکل گیا

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"آپ اُسکی فکر کیوں کرتے رہتے ہیں بھائی۔ اُسے آپکی کوئی فکر نہیں۔ میں نے آپکو کال پہ بتایا تھا ناں کہ وہ میسج اور کال پر کسی لڑکے سے"

فرحین سے بھائی کی فکر دیکھ کر زیادہ دیر خاموش رہا نہ گیا تو ہمیشہ کی طرح ضرورت سے زیادہ بول ہی گئی۔
"اگر تم چاہتی ہو کہ مجھے شدید غصہ نہ آئے تو چپ کرو"

فرہاد نے ٹھنڈے مگر دھیمے لہجے میں تیزی سے ٹوک دیا مگر تقریباً سب ہی اُن دونوں کی باتوں سے بہت کچھ سمجھ گئے تھے۔

ڈنر کا سارا مزہ خراب ہو چکا تھا۔ سب اب مارے بندھے بیٹھے تھے۔ بچپن سے لے کر کچھ عرصہ پہلے تک اُنکی محفلوں میں ایسی بدمزگی نہیں ہوا کرتی تھی مگر چار مہینے پہلے، زرین کی شادی کے بعد سے جہاں عشمیرہ بدلی وہیں اُنکی محفلوں کی رونق بھی برباد ہو چکی تھی۔ ہمیشہ فرہاد اور عشمیرہ کے رشتے کو اور شادی کو موضوع بنا کر وہ عشمیرہ کو جلا کر راکھ کر دیتے تھے۔ باقی کسر فرحین اپنی سخت باتوں سے پوری کر دیتی تھی۔

اُس کے بعد وہ مزید پندرہ بیس منٹ ہی رُکے تھے پھر فارغ ہو کر اکٹھے باہر نکل آئے۔ پارکنگ میں پہنچے تو عشمیرہ خضر کی گاڑی کے بونٹ پر بیٹھی تھی جبکہ زرین اور خضر بھی پاس ہی کھڑے تھے۔ دور سے ہی معلوم ہو رہا تھا کہ وہ تینوں خوشگوار انداز میں بات کر رہے تھے۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

کچھ لوگ دائم کی گاڑی کی طرف بڑھ گئے اور فرحین اور فرہاد کا رخ خضر کی گاڑی کی طرف تھا۔ واصف، اُسکا بھائی اور دوست بھی فرہاد کے ساتھ ہی تھے جبکہ اُنہیں بڑھتے دیکھ کر عشمیرہ تیزی سے بونٹ سے نیچے اتری اور ہاتھ جھاڑتے ہوئے باغی سے لہجے میں با آواز بلند بولی

"یہ دونوں بہن بھائی اگر اس گاڑی میں بیٹھے تو میں نہیں جاؤں گی۔!"

اُسکا باقاعدہ اشارہ بھی فرہاد اور فرحین کی طرف تھا۔ بھائی کی بے عزتی پر فرحین کا چہرہ غصے سے سرخ پڑ گیا تھا۔ اور فرہاد تو سختی سے ہونٹ بھیج گیا۔

"فضول ضد نہ کرو عشمیرہ۔ میں ابو کو شکایت کروں گی"

زرین نے ناراضی سے اُسے ڈپٹا۔ البتہ اب کی بار عاصم نے اُسے دیکھ کر ٹھنڈی آہ بھری۔ کاش آج وہ اُسکی بھابھی ہوتی مگر.....

زرین کی سو بر طبیعت، ماں باپ کی فرمان برداری اور دھیمانداز اُسے سب میں ہی منفرد بناتا تھا۔ واصف کی زندگی کی اولین چاہ تھی وہ لڑکی مگر میرز بیر نے بیٹیوں کو اپنی مرضی کے بغیر بیاہنا تھا نہ بیاہا۔

"ہاں آخری ہتھیار تم لوگوں کا یہی ہے۔ ابو کی دھمکیاں دینا"

عشمیرہ جلے کٹے لہجے میں بولتی اب بھی اپنی جگہ سے ایک انچ نہیں ہلی تھی۔ مطلب صاف تھا وہ تب تک گاڑی میں نہیں بیٹھنے والی تھی جب تک وہ دونوں بہن بھائی اپنی شکل گم نہ کرتے۔

اور کوئی نہیں تو عاصم ضرور اُسکی ڈھٹائی سے متاثر ہوا تھا..... تھوڑا بھی نہیں..... بلکہ اچھا خاصا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

ایک بہن مشرق تھی تو ایک مغرب..... خیر جو بھی ہو اُسے اچھا لگا تھا کہ اللہ نے ایک ہی گھر میں دو ورائٹرز (اقسام) کی لڑکیاں پیدا کی تھیں

"فرحین تم پھوپھو کے بچوں کے ساتھ بیٹھو۔ جاؤ"

صبر اور خون کے گھونٹ بھرتا فرہاد بہن سے مخاطب ہوا۔ آخر انہیں ہی ہار ماننا تھی۔ عشمیرہ کہاں تھی اپنی ضد سے ہٹنے والی؟

وہ سب کے بیچ مزید اپنا تماشا نہیں بنوانا چاہتا تھا۔ فرحین شکوہ کناں نظروں سے بھائی کو دیکھنے لگی جو اُسے دائم کی گاڑی کی طرف جانے کا اشارہ کرتے دے دے لہجے میں غرایا

"جاؤؤو"

منہ کے زاویے بگاڑتی وہ پیر پٹختے چلی گئی.....

"زری میں واصف لوگوں کے ساتھ جا رہا ہوں۔ کچھ دیر سے گھر لوٹوں گا۔"

پھر فرہاد تحمل سے زرین سے مخاطب ہوا۔ عشمیرہ نے باقاعدہ آسمان کی طرف سر اٹھا کر شکر ادا کیا اور بے نیازی سے چلتی بڑی شان سے پچھلی سیٹ پر براجمان ہوئی۔ اُسکی اس قدر دیدہ دلیری پر سب نے ہی اُسے دیکھا۔ عاصم نئے سرے سے اُس سے متاثر ہوا تھا

"چچا چچی اور باقی سب انتظار کر رہے ہیں فرہاد"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

زمین نے ہمیشہ کی طرح مدھم لہجے میں سمجھانا چاہا۔ مگر فرہاد اپنے بگڑے ہوئے موڈ کے ساتھ ہر گز گھر نہیں جانا چاہتا تھا

"اُن کو بتادینا کہ دوستوں سے مل کر آ جاؤں گا"

"دیر ہو جائے گی۔؟"

وہ فکر مندی سے پوچھ رہی تھی۔ عاصم جو متاثر کن نگاہوں سے عشمیرہ کو تک رہا تھا اب متاثر کن نگاہوں سے دوبارہ زمین کو دیکھنے لگا۔

اُسکے دل میں درد سا جاگا۔ اگر وہ اتنا دکھی تھا تو واصف.....! ہاں وہ تو اُس سے بھی زیادہ دکھی ہوتا ہوگا

"ہاں شاید رات ہو جائے۔"

فرہاد نے بیزاری چھپاتے کہا۔

"زری آ جاؤ"

گاڑی سٹارٹ کرتا خضر کھڑکی سے سر باہر نکال کر بولا

"جی آگئی بس"

اُس نے وہیں کھڑے جواب دیا۔ اب کی بار واصف نے اُسکا چہرہ دیکھا۔ وہ مطمئن تھی اور یہی چیز واصف کو چھ رہی تھی۔ ناجانے کیوں دل اب بھی چاہتا تھا کہ وہ کسی طرح اُسکے پاس لوٹ آئے۔ وہ سب پر ایک الوداعی نظر ڈال کر چلی گئی۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

فرہاد اب تک اُسی جگہ دیکھ رہا تھا جہاں عشمیرہ بیٹھی تھی۔ اُسکی نظروں کا ارتکاز محسوس کر کے واصف نے اُسکے کندھے پر ہاتھ پھیلاتے اُسے تسلی دی

"چل یار پریشان نہ ہو۔ وہ مان جائے گی"

عاصم نے دانت پیستے بھائی کی طرف دیکھا جو اپنی محبت کو تو ہاتھ سے نکال چکا تھا اور اب دوسروں کو تسلیاں دیتا پھر رہا تھا۔

"تو اب بھی یہی کہہ رہا ہے۔ جبکہ ہر بات جانتا ہے"

انہوں نے فرہاد کی مدھم سی آواز سنی۔ واصف کو تاسف ہوا۔

"واصف بھائی ہم گاڑی میں ویٹ کر رہے ہیں۔ آجائیں"

عاصم اس ایمو شٹل ڈرامے سے بیزار ہوتا واصف سے مخاطب ہوا۔ تو فرہاد اور واصف بھی گاڑی کی طرف چل دیے۔

گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ کر اُن دو آنکھوں نے گہری، پُر تپش نظر کچھ فاصلے پر کھڑی گاڑی سے سر باہر نکالتی عشمیرہ پر ڈالی۔

ہاں وہ سالوں سے اُس سے محبت کرتا آ رہا تھا۔ عشمیرہ کے بچپن سے اُسے چاہتا تھا وہ کیوں دستبردار ہو جاتا اُس سے؟

نہیں کبھی نہیں!۔

"عشمیرہ"

بہت دھیرے سے اُسکے لب پھڑپھڑائے..... اُس لڑکی کے لیے ایک تڑپ سی تھی اُسکے لہجے میں۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

عشمرہ بھلے اُسے چاہتی یا نہیں..... بھلے اُسکا دل کسی اور کی طرف جھکتا مگر دلہن وہ بس اُسی کی بنے گی۔!
وہیں کھڑے اُس کے حسین چہرے کو دیکھتے اُس نے فیصلہ کیا تھا۔!

تھکے تھکے شکستہ قدموں سے وہ خاموشی سے لاؤنج عبور کر گیا۔ نیچے والا پورشن سنسان پڑا تھا۔ شاید سب سو چکے تھے تبھی وہ دبے پاؤں سیڑھیاں چڑھنے لگا یہ احتیاط صرف اپنی ماں اور بہن کو اپنی موجودگی سے بے خبر رکھنے کے لیے تھے۔

آج اُس دشمنِ جاں کی یاد کا ایسا دور اپڑا کہ وہ سرِ شام ہی دفتر سے نکل آیا تھا۔
بس ایک نظر اپنے کمرے کے سامنے والے کمرے پر ڈالی..... بند دروازے کے نیچے روشنی کی لکیر اس بات کی گواہ تھی کہ اُسکی اکلوتی بہن جاگ رہی تھی۔ وہ مزید محتاط ہوا اور تیزی سے اپنے کمرے میں بند ہو گیا۔
ٹائی گلے سے نکال کر بیڈ پر پھینکی اور بیڈ پر گرنے کے سے انداز میں لیٹا۔ آنکھیں موندی ہی تھیں کہ چھم سے اُسکا حسین مکھڑا آنکھوں کے سامنے آ گیا۔

یہ دو مہینے پہلے کی ہی تو بات تھی جب اُس نے ریسٹورنٹ میں اُسے تلخ کلامی کرتے دیکھا تھا۔ اُسکا دل گواہ تھا کہ جب بھی اُسے دیکھا ہر دفعہ نگاہ ٹھہر جاتی تھی۔ دو مہینے پہلے وہ حسین چہرہ کتنے سالوں بعد دیکھا تھا۔ اُسے جیسے ہجر میں بیتا وقت اچھے سے حفظ تھا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"عشمرہ"

اُس کے لب پھڑپھڑائے..... اُس وقت بھی اور اب بھی.... تڑپ سی تھی اُسکی آواز میں۔

جب کسی طور بے قرار دل کو چین نہ ملا تو اُس نے تیزی سے جیب سے موبائل ٹٹولا اور اگلے چند لمحوں میں وہ انسٹا گرام پر اپنا فیک اکاؤنٹ کھولے بیٹھا تھا۔ پچھلے دو مہینوں میں جب سے اُسے اُسکے اکاؤنٹ کی بھنک پڑی تھی تب سے ہی وہ چار سے پانچ فیک اکاؤنٹس سے اُسے ریکویسٹ اور آن گنت میسجز بھیج رہا تھا مگر دوسری طرف سے آج تک کوئی رسپانس نہیں ملا تھا۔ اُسے اُسکی سوشل میڈیا پر سرانجام دینے والی تمام سرگرمیوں کی بھنک بھی اُسی ذریعے سے پڑی تھی جس سے اُسکے اکاؤنٹ کا پتا چلا تھا مگر وہ بے بس ہو کر رہ گیا تھا۔

کسی بھی طریقے وہ اُسے رسپانس نہیں دے رہی تھی۔

اُس نے دوبارہ اُسکی پروفائل کھولی..... یہ کام وہ دن میں بیسیوں دفعہ کیا کرتا تھا۔

وہ ہر روز اور کبھی کبھی تو دن میں دو دفعہ بھی اپنی پروفائل فوٹو تبدیل کرتی تھی۔ پہلے کچھ عرصے انسٹا گرام کی طرف سے پروفائل فوٹو کھولنے کا آپشن نہیں تھا مگر اب تھا۔

جس کا فائدہ اٹھاتے وہ روز اُس کی ادھی ادھوری تصاویر کو دیکھتا تھا۔ ایک طرف اپنے دل کے سکون کے لیے خوش تھا تو دوسری طرف یہ خیال اُسکو آن دیکھی آگ میں جھلساتا تھا کہ اُسکے علاوہ اور بھی نا جانے کون کون اُسے دیکھتا ہوگا۔

"عشمرہ"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"کس دلدل میں پھنس گئی ہو۔"

اُسکی تصویر دیکھتے وہ تڑپ رہا تھا.... کچھ دیر یو نہی دیکھتے رہنے کے بعد وہ موبائل سینے پر رکھ گیا جیسے خود کو سکون پہنچایا ہو۔ ابھی چند ہی سیکنڈ گزرے تھے کہ اچانک اُس کے دماغ میں کچھ کلک ہوا۔ وہ تیزی سے اٹھ بیٹھا تھا۔ یہ خیال پہلے کیوں نہ آیا۔

اب اُسکی انگلیاں تیزی سے سکرین پر چلتیں ایک نمبر ڈائل کر رہی تھیں
"ایک چیز چاہیے تھی تجھ سے"

کال پر اُسکا اکلوتا دوست واصف تھا۔ اُسکے بے چین انداز پر وہ چونکا

"ہیں..... کیا چاہیے؟"

"تیرا انسٹا اکاؤنٹ"

"میرا اکاؤنٹ؟ مگر کیوں؟"

اُسکی پھر تی پر واصف مزید حیران ہوا

"یار اگر مگر نہ کر پلینز۔ مجھے ضرورت ہے"

تھکے تھکے انداز میں بولتا وہ مقابل کو پریشان کر رہا تھا

"اچھا"

واصف حیران و پریشان تھا مگر پھر اُسکی خاموشی پر اُس نے زیادہ سوچنے کی بجائے کہا

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"واصف 9897 پاسورڈ ہے۔ اور یوزر نیم تو تجھے پتا ہی ہے واصف علی"

"یار پر سنل اکاؤنٹ نہیں چاہیے"

وہ جھنجھلا گیا تھا۔

"پھر؟"

"تیرا..... پوسٹری بیج چاہیے۔"

اب کی بار وہ جھجک گیا تھا

"تو کیا کرنے والا ہے؟"

واصف نے براہِ راست پوچھ لیا

"تو مجھے دینا نہیں چاہتا؟"

اُسکے لہجے سے بیک وقت مایوسی اور غصہ چھلکتا صاف محسوس کیا جاسکتا تھا۔ تبھی واصف نے صفائی دی

"یار کیسی باتیں کر رہا ہے۔ میں کیوں ایسا چاہوں گا۔ زیادہ مشکل کسی کو اپنا پرنسپل اکاؤنٹ دینا ہوتا ہے مگر میں نے تو وہ

بھی بنا سوچے سمجھے دیا تھا۔ اور بیج کا تو کوئی مسئلہ بھی نہیں۔ تین سال پہلے شوقیہ بنایا تھا۔ اب تو جاب میں اتنا مصروف

ہوں کہ کبھی کھول کر بھی نہیں دیکھا۔ زری کی شادی کے بعد سے جیسے ہر چیز سے دل اچاٹ ہو گیا ہے"

"تو سن رہا ہے؟"

اُسکی لمبی خاموشی پر واصف نے اُسکی موجودگی کی تصدیق کرنی چاہی۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

وہ جو آگے کالائے عمل سوچ رہا تھا فوراً متوجہ ہوا

"ہاں"

"میں تجھے یوزر نیم اور پاس ورڈ ٹیکسٹ کر دیتا ہوں کیونکہ مجھے خود بھی یوزر نیم ٹھیک سے یاد نہیں ہے اب"

اُسکی بات پر وہ محض "اوکے" بول سکا۔ پھر یکدم کال کٹنے سے پہلے تیزی سے اُسے روکا

"سُن واصف"

"ہاں بول؟"

"اپنے موبائل سے لاگ آؤٹ کر دے گا؟"

کچھ لمحے خاموشی کے بعد وہ تذبذب سے بولتا جیسے اُسے پابند کر رہا تھا۔ دوسری طرف واصف چند لمحے جیسے گنگ ہو

گیا۔ جب بولا تو لہجہ مستحکم تھا

"میں سمجھ رہا ہوں کہ تجھے جو بھی کرنا ہے اُس کے لیے پرائیویسی چاہیے۔ اور میں ایسا کم ظرف نہیں ہوں کہ ایسی

کوئی اچھی حرکت کروں۔ اگر تو نہ بھی کہتا میں تب بھی یہی کرتا"

"خیر..... ٹرسٹ می۔ میری طرف سے تجھے کبھی کوئی شکایت نہیں ملے گی"

اُس نے اچھے سے تسلی دلائی۔

"زرین اور عشمیرہ کو تیرے اس اکاؤنٹ کا پتہ ہے؟"

اُسکا یہ سوال واصف کے لیے قطعی غیر متوقع تھا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"ویٹ والاٹ"

اُس نے خود کو سمجھانے کے لیے وقت لیا تھا

"زری بیچ میں کہاں سے آگئی؟"

"اور عشمیرہ؟"

ان ناموں پر اُسے شدید دھچکا لگا

"تُو..... تُو کیا کرنے والا ہے؟"

اُسکی خاموشی و اصف کو بری طرح چبھی تھی

"زرمین کا کوئی لنک نہیں۔ ڈونٹ وری۔"

بالآخر اُس نے ٹوٹی پھوٹی تسلی دینی چاہی

"اور عشمیرہ؟"

واصف اتنی آسانی سے ٹلنے والا نہیں تھا۔ تبھی اب کی بار اُس نے بچے تلے الفاظ میں کہنا شروع کیا

"جو کرنے والا ہوں عشمیرہ کے بھلے کے لیے ہوگا۔"

"تیرا اسکے بھلے سے کیا تعلق؟"

واصف کو اچنبھا ہوا۔ اب کی بار اُسکے پاس واقعی جواب نہ تھا تبھی خاموش رہا

"پسند کرنے لگا ہے اُسے؟"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

کچھ دیر بعد واصف نے جیسے خود ہی اندازہ لگایا۔ مقابل بس مختصراً "ہمم" کر کے رہ گیا
"تجھے..... تجھے پتہ بھی ہے وہ کسی اور سے"

وہ شدید حیرت زدہ سا کچھ کہنا چاہتا تھا..... اُسے یاد دلانا چاہا کہ پورا خاندان جانتا تھا عشمیرہ کسی سوشل میڈیا بوائے
کو پسند کرتی ہے۔ اُسے اور بھی کچھ یاد دلانا چاہتا تھا مگر اُس نے تحمل سے بات کاٹ دی
"سب پتہ ہے واصف۔ مگر میں پیچھے ہٹنے والا نہیں"

اُسکا دو ٹوک انداز واصف کو چپ لگا گیا۔ وہ کہہ بھی کیا سکتا تھا۔ اپنی محبت کھو چکا تھا دوسروں کو کیسے روک سکتا
تھا۔ اس معاملے میں خاموش رہنا اُسکی مجبوری تھی
کال بند ہو چکی تھی۔ وہ واصف پر یقین کر سکتا تھا کیونکہ وہ دونوں پرانے اور گہرے دوست تھے۔ مگر عشمیرہ کے
معاملے میں وہ اپنے سائے کی مداخلت بھی نہیں چاہتا تھا کجا کہ کوئی انسان.....! اور وہ بھی کوئی مرد!.....
وہ ابھی اسی کشمکش میں مبتلا تھا جب نوٹیفکیشن کی آواز پر چونکا۔ واصف نے اُسے یوزر نیم اور پاس ورڈ بھیجا تھا۔
کچھ سوچتے اُس نے تیزی سے اکاؤنٹ لاگ ان کیا اور جائزہ لینے لگا۔ تین ہزار فالورز اور آٹھ سو پوسٹس پر مشتمل وہ
اکاؤنٹ کسی دیکھنے والے کو آسانی سے اُس کے فیک نہ ہونے کا بھروسہ دلا سکتا تھا۔ اُس نے آخری پوسٹ کی تاریخ
دیکھی جو شاید آج سے سات مہینے پہلے کی تھی۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُس کا دل اب بھی اس سب پر راضی نہ تھا مگر اب عشمیرہ کے قریب رہنے کا یہی ایک طریقہ تھا۔ اُس نے واصف کا ای میل ایڈریس ہٹا کر اپنا ڈال دیا۔ دوسری طرف واصف کو نوٹیفکیشن ملا تو وہ مسکرا کر رہ گیا۔ اُس کا یار کافی ٹچی ہو رہا تھا نفی میں سر ہلاتے اُس نے کنفرمیشن دے دی۔

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

اسلام علیکم!

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

مسٹر رائیٹ منال ثنا

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں [/https://ezreaderschoice.com](https://ezreaderschoice.com)

آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

اب وہ بانیو سے ایڈمن نیم کے علاوہ باقی چیزیں بھی تبدیل کر رہا تھا۔
عشمرہ کو وہ بچپن سے چاہتا تھا اور اب اُسکی خاطر ایک اور فیک اکاؤنٹ موڈیفائی کر رہا تھا۔... ایک چھٹافیک
اکاؤنٹ.....

اب اُسے واصف کا دیابوزر نیم بھی بدلنا تھا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"زبل فاطمہ" اُسکے دماغ میں فی الحال یہی نام آیا تھا۔ آگے پیچھے ہانسن لگاتے اُس نے نام مکمل کیا اور پورے نام کی جگہ "پوسٹری کارنر" لکھ دیا۔ پھر بائیو سمیت باقی پروفائل مکمل بدلتے، پرانی ہائی لائٹس سے واصف کی شئیر کی چیزوں کی چھانٹی کرتے مکمل اطمینان کیا۔

قریباً پچیس منٹ تک ہر چیز کا اچھے سے جائزہ لیتے وہ مطمئن ہوا۔ سب سے پہلے "عشقی کوئین" کو سرچ کیا..... اُسکا یوزر نیم ہمیشہ اُسے مسکرانے پر مجبور کرتا تھا۔ ملکہ ہی تو تھی۔ اُسکی ملکہ۔ ہاں! بس اُسکی۔

مکمل نام میں اُس نے "Heaven's Flower" (جنت کا پھول) یعنی اپنے نام کا معنی لکھا ہوا تھا۔ ریکویسٹ بھیج کر وہ دوبارہ لیٹ گیا..... لیکن پھر بے چینی ختم نہ ہوئی۔ اُسے محسوس ہوا جیسے اس بار بھی وہ خالی ہاتھ لوٹا یا جائے گا تبھی کچھ اور احتیاطی تدابیر کا خیال آیا۔ گوگل سے ایک زبردست غزل نکال کر لگے ہاتھ اُس نے سٹوری بھی ڈال دی اور پرانی دوپوسٹس کو بھی سٹوری پر شئیر کر دیا۔ اب وہ مطمئن سادو بارہ مسکراتے ہوئے اُسکی پروفائل فوٹو دیکھ رہا تھا۔

ناجانے کب اُسکی آنکھ لگی۔ مگر غیر آرام دہ انداز میں لیٹنے کی وجہ سے کافی گھنٹوں بعد اُسکی آنکھ کھل گئی۔ سینے پر گرامو بائل اٹھا کر ٹائم دیکھا۔ رات کے تین بج رہے تھے اُسے حیرت ہوئی وہ اتنی دیر سے ایسے ہی پڑا تھا۔ کپڑے بدلنے کا ارادہ ایک لمحے میں ترک کیے وہ ٹھیک ہو کر لیٹے دوبارہ سونے لگا مگر موبائل پر نظر آتا نوٹیفیکیشن دیکھ کر بجلی کی سی رفتار سے اٹھ بیٹھا

"عشقی کوئین ایکسیپیڈیور فلوور ریکویسٹ"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُس نے آنکھیں صاف کرتے بار بار دیکھا واقعی نوٹیفکیشن یہی تھا۔ وہ اندازہ نہیں کر پایا کہ خوشی کس قدر تھی۔ ساری تھکاوٹ اور نیند اڑن چھو ہو گئی اُس نے تیزی سے پروفائل کھولی مگر ابھی بھی کنفرم کرنا باقی تھا۔ اُس نے کنفرم کیا اور چند لمحے خالی سکریں کو دیکھتا رہا پھر اٹھ کر فریش ہونے چلا گیا۔

نائٹ سوٹ میں ملبوس وہ نکھرا نکھرا سا واشروم سے باہر نکلا تو ایک دفعہ پھر نوٹیفکیشن بیپ نے اُسے متوجہ کیا۔ وہ تیر کی تیزی سے موبائل کی طرف لپکا۔

نہ صرف سٹوری پر سنسیر کی دونوں پوسٹس اور سٹوری کو لائیک کیا گیا تھا بلکہ سٹوری پر ریپلائی بھی کیا گیا تھا۔ اُس نے حیرت سے 'وَن منٹ آگوا' والا میسج دیکھا..... سوائتین بجے وہ جاگ رہی تھی؟ مگر کیوں؟

ہاں وجہ وہ اچھے سے جانتا تھا..... دل یکدم بجھ گیا۔ افسردہ دلی سے اُس نے چیٹ کھولی.... سٹوری پر فائر والاری ایکشن بھیجا گیا تھا۔

اور اُسکے نیچے ایک اور میسج تھا

"نائس پوسٹری تم نے خود لکھی ہے کیا؟"

اتنی بے تکلفی؟ اُسے اس کی توقع نہ تھی۔

پچھلے دو مہینوں میں وہ لڑکوں کے ناموں کے علاوہ چند ایک نیک ناموں سے بھی اکاؤنٹ بنا چکا تھا مگر اُس نے کوئی رسپانس نہ دیا۔ اور آج ایک لڑکی کے نام سے اکاؤنٹ دیکھ کر نہ صرف ریکویسٹ قبول کی تھی بلکہ بے تکلفی سے میسج بھی کر دیا تھا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُس نے یہ کیوں نہ سوچا کہ یہ کوئی لڑکا بھی ہو سکتا ہے..... کیونکہ سوشل میڈیا پر یہ چیز عام تھی۔
اُس کے دل میں ٹیس سی اٹھی..... اُس سے سچی محبت کرتا تھا تبھی اُسکے اس غلط قدم کو غلط ہی گردان رہا تھا۔ کوئی اور ہوتا تو ضرور اس بیوقوفی پر جشن مناتا....

کوئی اور؟

ہاں بالکل.....

یقیناً بہت سے اکاؤنٹس کو وہ لڑکیاں سمجھ کر فولوبیک کرتی ہوگی۔

اُسکے دل میں اٹھتا درد کچھ اور بڑھا تھا۔

آنکھیں میچ کر اُس نے خود پر قابو پایا پھر جوابی پیغام ٹائپ کرنے لگا تھا

"نہیں خود نہیں لکھی..... گوگل سے اٹھائی تھی"

"اوہ اچھا"

"ویسے بہت دُکھی لگتی ہو تم"

"آئی مین ساری پوسٹس میں بھی پوسٹری اور سٹوری پہ بھی"

اُسکے ایک میسج کے جواب میں ایک ساتھ تین میسج..... چند چند سیکنڈز کے وقفے سے۔

اُسکا دل کچھ اور دُکھا..... کیوں تھی وہ اتنی نادان؟

اُسے بیوقوف بنانا کچھ مشکل تو نہ تھا

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"دکھی نہیں ہوں..... بس پوسٹری پسند ہے"

"گڈ..... مجھے بھی پسند ہے"

جھٹ جواب آیا

"اور کیا پسند ہے تمہیں زمل فاطمہ؟"

ایک اور بے تکلف سوال۔ وہ سلگا تھا۔

"اپنی پسندنا پسند میں ہر کسی سے شئیر نہیں کرتی۔"

ناجانے کیوں وہ روکھا سا جواب دے گیا۔ شاید اُسکی آنکھیں کھولنا چاہی تھیں

"میری امی کہتی ہیں کسی انجان سے بے تکلف ہونا اچھی بات نہیں"

یہ طنز نہیں تھا نصیحت تھی مگر دوسری طرف میسج پڑھ لیے جانے کے باوجود وہ باقاعدہ سناٹا محسوس کر رہا تھا۔ شاید وہ

جواب سوچ رہی تھی

"ہم تمہاری امی بالکل ٹھیک کہتی ہیں۔"

"کاش میری امی نے مجھے بھی یہ سب اچھے وقت پر سمجھایا ہوتا"

دو میسج ایک ساتھ۔ دوسری طرف عثمیرہ نے حقیقتاً ٹھنڈی آہ بھری تھی

"میری امی کہتی ہیں کبھی بھی، کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ سے کوئی اچھی بات سیکھنے کو ملے تو اُسے فوراً سیکھ لینا

چاہیے"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُس نے مزید نصیحت کی تھی۔ جیسے کہا ہوا اب ہی سمجھ جاؤ۔ پھر چند لمحے تک اُس نے دوبارہ کوئی جواب نہیں دیا۔ جتنا ضدی اور باغی روپ وہ اُس دن ریسٹورنٹ میں دیکھ چکا تھا اُسے محسوس ہوا جیسے ابھی وہ اُسکی اتنی اکڑ پر اُسے ہلاک کر کے جائے گی مگر وہ عشمیرہ تھی..... ہر کسی کی توقع سے برعکس.....

"تم اچھی باتیں کرتی ہو۔ کیا میری دوست بنو گی؟"

اُسے دوستی کی پیشکش کرتی وہ کہیں سے بھی دو مہینے پہلے والی عشمیرہ نہیں لگی تھی

"ایسا مت کرو عشمیرہ"

وہ تڑپ اٹھا تھا۔ حالانکہ اُس کے لیے یہ ایک خوشگوار پیشکش تھی کہ یہی اُسکی اولین خواہش تھی مگر تھی تو غلط ناں۔

"کیوں ہو تم اتنی نادان"

وہ جیسے تصور میں اُس سے مخاطب تھا۔ اُسکا دل چاہ رہا تھا کہ اُسکے روبرو جا کر جھنجھوڑ کر رکھ دے۔ مگر ابھی یہ قبل از وقت تھا۔ اُسے عشمیرہ کے دل میں زل فاطمہ کے لیے ایک پُر اعتماد مقام چاہیے تھا۔

"او فوہ ایک تو تم اتنی دیر سے سپلائی کر رہی ہو"

ابھی وہ 'او' کے 'کا' جواب لکھ بھیجتا کہ دوسری طرف سے وہ خود ہی شروع ہو گئی

"میرے ابو شاید میرا روم چیک کرنے آرہے ہیں۔ اُنہیں پتا چل گیا تو جان سے مار ڈالیں گے"

ایک اور اتنا اہم راز وہ پہلی ہی دفعہ کسی اجنبی کو بتا رہی تھی۔ اُسکا دماغ سنسنانے لگا جبکہ دوسری طرف وہ اُسے پابند کر رہی تھی

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"ہم صبح"

"بات کریں گے"

"تم پلیز بات کرنا"

"مجھ سے"

ٹوٹے ٹوٹے پیغام اُسکے جلدی میں ہونے کا ثبوت دے رہے تھے۔ شاید نہیں یقیناً وہ میرز بیر سے بے حد ڈرتی تھی

"اوکے"

عشمرہ سے راہ ورسم تو زمل فاطمہ کو بڑھانے ہی تھے تبھی اُس نے بھی کسی پس و پیش کے بغیر ہامی بھر دی تھی۔

دوسری طرف سے آخری ری ایکشن لائیک کا تھا۔

یقیناً میرز بیر کے ڈر سے وہ سونے جا چکی تھی۔ مگر اب پونے چار ہو رہے تھے۔ اتنی دیر تک عشمرہ کا جاگنا بھی کم سے

کم اُسے گوارا نہ تھا وہ بھی اس صورت میں جب وہ اچھے سے اُسکے جاگنے کی وجہ جانتا تھا۔

اُسکی مٹھیاں بھینچیں گئیں۔ ہر حال میں اُسے عشمرہ کو اعتماد میں لے کر اُس لڑکے کے بارے میں جاننا اور اُس سے

دور کرنا تھا۔

READERS CHOICE

مسٹر رائیٹ منال ثنا

سر سبز لان کے گلابوں سے لدے پودوں کے پاس گلابی آنچل پھیلائے وہ فرنٹ کیمرہ کھولے بیٹھی تھی۔
چہرے پر زبردست میک اپ تھا۔ کمر تک آتے سنہری سیدھے بالوں کو ڈیڈ اسٹریٹ کیے، آنکھوں میں کاجل کی سیاہ
گہری دھاریں بھرے، ہیزل براؤن لینز لگائے وہ ہمیشہ کی طرح اس وقت مکمل تیار تھی۔
میک اپ کرنا اور ہر وقت اپنے آپ کو گروم رکھنا یہ اُس کا سب سے پسندیدہ مشغلہ تھا۔ اور پھر آج تو خاص دن تھا۔ آج
عید تھی اور وہ ہمیشہ کی طرح فل ٹپ ٹاپ اب اپنی تصویریں بنانے میں مصروف تھی۔
"عشتمیرہ!!!".....

اپنے نام کی دھاڑنما پکار پر اُسکے ہاتھ سے موبائل چھٹتے چھٹتے بچا۔ باپ کی آواز پر اُس کا دل ابل کر حلق میں آیا تھا مگر
اُس نے تیزی سے خود پر قابو پایا
"جی ابو؟"
"کیا ہوا؟"

اُنکی طرف دیکھتے اُس نے معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑے
"یہ کیا بیہودگی ہے؟ کیا کر رہی ہو یہاں؟"

شدید طیش کے عالم میں اُنہوں نے پوچھا۔ اُسے اس وقت لان میں کھلتے گلابوں کی طرح چمکتے دیکھ کر اُنکا پارہ ہی تو
چڑھ گیا تھا۔ دوسرا اپنے ساتھ اس وقت فرہاد کی موجودگی اُنہیں زیادہ طیش دلارہی تھی کیونکہ فرہاد بھی اکیلا نہیں
تھا۔ ہمیشہ کی طرح واصل آج بھی اُسکے ساتھ تھا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"ابو تصویریں بنا رہی ہوں۔"

اُس نے پہلے سے بھی زیادہ معصومیت سے جواب دیا
"کیوں؟"

اُسکی مصنوعی بے خبری پر اُنہوں نے خون کے گھونٹ بھرے
"شاید آپ بھول رہے ہیں ابو۔ آج عید ہے۔"

اُس نے اپنے تئیں یاد دلایا۔ معصومیت جوں کی توں تھی۔ اُنکے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تو وہ چلا اٹھے تھے
"گستاخ لڑکی۔ شاید تم بھول رہی ہو کہ ہمارے گھر میں اس خرافات کی عید والے دن بھی گنجائش نہیں"
اتنے میں ہی اُنکی سانس پھول گئی تھی۔ مگر اب عشمیرہ اُنکے قہر کو لگا کر چکی تھی۔ اتنی آسانی سے اب وہ ٹلنے والے نہ
تھے

"نورین..... نورین کہاں ہو تم"

غضبناک انداز میں اُنہوں نے بیوی کو طلب کیا

"کیا ہوا زری کے ابو؟"

گھبراتی ہوئی وہ فوراً حاضر ہوئیں۔ مگر اب وہ اکیلی نہیں تھیں۔ تقریباً گھر کے تمام افراد ہی اُنکے ساتھ تھے۔ پہلی عید
تھی تو زریں بھی میکے آئی ہوئی تھی۔ بہن کو سر جھکائے کھڑے دیکھ کر سارا ماجرا سمجھنے میں اُسے وقت نہیں لگا تھا
"اپنی اس نافرمان اولاد کو تمیز تہذیب سکھاؤ۔ ورنہ میں مزید اسے اس گھر میں برداشت نہیں کروں گا۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُنکا انداز اب بھی ہنوز تھا۔ نورین بیگم کو مزید تشویش ہوئی

"کیا کر دیا عشمیرہ نے؟"

"مجھے وجوہات بتانے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اسے بولو اپنی شکل گم کرے میرے سامنے سے۔"

ہاتھ اٹھا کر بولتے اُنکا انداز دو ٹوک تھا۔ نورین کو گھبرائے ہوئے دیکھ کر فرہاد نے شرمندہ کرتی نظر عشمیرہ پر ڈالی مگر اُسے پرواہ کب تھی؟

دوسری طرف واصف..... وہ بیچارہ تو ہمیشہ سے اُنکے فیملی ڈرامے دیکھتا آ رہا تھا۔ البتہ اس دفعہ اس قدر سنگین

نوعیت دیکھ کر وہ اب بغلیں جھانکنے پر مجبور ہو چکا تھا

"عشمیرہ فوراً معافی مانگو اپنے ابو سے"

نورین بیگم نے ہمیشہ کی طرح مصالحت آمیز انداز اپنایا تو عشمیرہ نے شکایتی نظروں سے اُنکی طرف دیکھا۔ اُنکی گھوری پر اُس نے صبر کے گھونٹ بھرے

"ابو وہ"

"معافی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بس جلد تمہارے لیے کوئی فیصلہ کروں گا اُسے قبول کر کے مجھ پر احسان کر

دینا"

اُسکی بات کاٹتے انہوں نے اپنا فرمان جاری کیا مگر اب کی بار آواز آہستہ تھی۔ تایا کی بات کا مقصد سمجھتے فرحین اور چچی دونوں کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"ابو جیسا آپ چاہتے ہیں میں مر کر بھی ویسا نہیں ہونے دوں گی۔"

زیادہ دیر وہ اپنی باغی طبیعت پر قابو نہیں پاسکی تھی تبھی اچانک چٹخا اٹھی

"تم سے مشورہ نہیں مانگا میں نے"

انہوں نے جیسے اُسکی بات کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ یہی بات عشمیرہ کو سلگائی تھی۔ دوسرا فرحین اور چچی کی افسوس کرتی نظریں اُسے مزید باغی ہونے پر مجبور کر رہی تھیں

"ٹھیک ہے۔ نہ مانگیں مجھ سے مشورہ۔ مگر میں بھی آپ ہی کی بیٹی ہوں۔ دیکھتے ہیں پھر کون"

"عمیر"

"عمیر"

اس سے پہلے کے وہ مزید کچھ کہتی زبیر صاحب چنگھاڑنے لگے تھے۔ چچا کو پکارتی اُنکی آواز دوسری منزل تک کیا ساتھ

والے گھروں تک بھی جا رہی تھی۔ اس وقت لان میں صرف میر عمیر اور خضر ہی موجود نہ تھا

"جی بھائی صاحب"

چچا بھاگتے ہوئے باہر آئے۔ سب کو وہاں لان میں موجود دیکھ کر وہ خطرے کی بُسو نگھ سکتے تھے

"کب تک اپنی امانت ہمارے گلے میں لٹکائے رکھو گے؟"

میر زبیر کے انداز پر عشمیرہ کو اپنی ذات انتہائی ارزاں لگی تھی۔ آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے تھے جو کوئی اور تو نہیں مگر

واصف اور زرین ضرور دیکھ چکے تھے

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"بھائی صاحب یہ آپ کیا"

میر عمیر بھائی کی بات پر گڑ بڑا گئے۔ فرحین، فرہاد اور چچی خوش ہوتے اب خاموشی سے میر زبیر کو سُن رہے تھے
"ہاں کیوں نہ آج دو ٹوک بات ہو جائے۔"

یہ کہتے ہوئے وہ تسلی سے لان میں رکھی کر سیوں پر جا بیٹھے تھے۔ میر عمیر کو بھی اپنے قریب بیٹھنے کا اشارہ کیا تو
انہوں نے خاموشی سے بھائی کی تقلید کی

"ہم چاہتے ہیں کہ تمہاری امانت جلد تمہیں دے دیں۔"

"عید کا دن ہے اس معاملے پر کوئی اچھا فیصلہ کرنے کا اچھا موقع ہے۔"

میر زبیر کی ٹھہری ہوئی آواز اور فیصلہ کن انداز پر عشمیرہ کا دل ڈوب کے ابھرا
"مگر بھائی صاحب"

میر عمیر نے کچھ کہنا چاہا مگر چچی نے تیزی سے مداخلت کی

"جی بھائی صاحب آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ فرہاد کی بھی اچھی جگہ جاب لگ گئی ہے۔ اُس نے خود بھی اپنی خواہش
ظاہر کی تھی۔ آپ جب کی بھی تاریخ دیں ہمیں دل و جان سے منظور ہے"

چچی کی چالاکی پر عشمیرہ کا دماغ گھوما۔ پھر فرحین کی فاتحانہ نظریں..... اُسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ اُسکے ساتھ کچھ کر
ڈالتی۔ زمین اور نورین بیگم دونوں کا دھیان صرف عشمیرہ کی طرف تھا جو بڑی دیدہ دلیری سے میدان میں اتری
"لیکن چچا اُس سے پہلے مجھے آپکو"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"بلکہ سب کو کچھ بتانا ہے"

سینے پر بازو لپیٹے وہ باپ اور چچا کے سامنے تن کر کھڑی ہو گئی۔ واصف اُسے دیکھ کر بس افسوس ہی کر سکتا تھا اچھے سے جانتا تھا کہ اُسکی ایک بھی نہیں سنی جائے گی۔

"زری بہن کو میری نظروں سے دور کر دو بیٹا۔ میں نہیں چاہتا کہ عید کے دن اس پر ہاتھ اٹھاؤں۔"

زرین کو مخاطب کرتے اُنکا انداز اپنے آپ دھیمّا اور پرسکون ہو گیا تھا۔ اُنہیں زرین پر فخر تھا جو ہمیشہ سے اُن کی ہاں میں ہاں ملاتی رہی تھی۔ ایک یہ عثمیرہ تھی کسی کی ایک نہ سننے والی۔ باپ کی بات پر زرین فوراً اُسکی طرف لپکی اور اُسے ساتھ لیے داخلی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

کچھ دیر بعد فرحین کو بھی اندر بھیج دیا گیا۔ کیونکہ باہر بڑوں کی میٹنگ شروع ہو چکی تھی۔ لاؤنج میں موجود عثمیرہ کو بہن کی گود میں سر رکھے روتے دیکھ کر وہ سر جھٹکتے اپنے پورشن کی طرف بڑھ گئی۔ پیچھے پیچھے واصف اور فرہاد بھی چلے آ رہے تھے۔

"زری میں قسم کھا کر کہتی ہوں میں خود کشی کر لوں گی اگر ابونے میرے ساتھ زبردستی کی"

لاؤنج میں داخل ہوتے دونوں نے اُسکی آواز سنی

"پلیز عثمیرہ اپنے حال پر رحم کرو خدا کے لیے۔"

زرین تاسف سے بول رہی تھی

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"پہلے تو تم خود ایک سراب کے پیچھے بھاگ رہی ہو۔ ناجانے وہ لڑکا کون ہے؟ کیسا ہے؟ نہ تم نے اُسکو کبھی دیکھا نہ اُسکا گھریا گھروالے دیکھے۔ ناجانے وہ سچا بھی ہے یا نہیں۔ اُس کے پیچھے اپنی اور ہماری زندگی مشکل مت بناؤ"

اتنا بڑا انکشاف آج فرہاد نے اپنے کانوں سے بھی سن لیا تھا۔ پہلے تو صرف فرحین نے اُسے بتایا تھا مگر اب وہ خود بھی یہ سب سن رہا تھا۔

مٹھیاں بھینچے ضبط کرتے وہ وہیں رُک گیا۔ شاید مزید سننا چاہتا تھا۔ واصف بھی رُک چکا تھا

"تم سب ایک جیسے ہو۔ تم شروع سے ابو کے فیصلوں کے سامنے ہار مانتی رہی ہو اور اب مجھے بھی ویسا ہی بنانا چاہتی ہو۔ حالانکہ تم خود بھی میری طرح واصف بھائی کو"

ایک عزم سے بولتے وہ ایک دم اٹھ کر بہن کے روبرو کھڑی ہوئی جبکہ اُسکی آخری بات پر جہاں باہر کھڑے واصف کا زخم ہرا ہوا تھا وہیں اندر بیٹھی زرین تڑپ کر اُسکی بات کاٹ گئی

"عشمرہ پلینز خاموش ہو جاؤ۔ خدا کا واسطہ ان سب باتوں کو چھوڑ دو۔"

"میں اب صرف خضر کو پسند کرتی ہوں۔"

وہ بے بسی سے بولی۔

READERS CHOICE

"ہااہ کیونکہ اب تمہارے پاس اور کوئی آپشن نہیں رہا ناں"

اندر سے آتی عشمرہ کی استہزائیہ آواز پر فرہاد واصف سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہا تھا

"لیکن میں تمہاری طرح نہیں بنوں گی۔ اپنی محبت سے کسی صورت دستبردار نہیں ہونے والی میں"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

دونوں ہاتھوں سے آنسو صاف کرتی وہ مضبوطی سے بول رہی تھی

"تم بزدل ہو۔ اپنے حق کے لیے لڑنا نہیں آیا تمہیں اور اپنی محبت کھودی تم نے۔ واصف بھائی اتنے اچھے ہیں مگر تم نے سٹینڈ نہیں لیا نہ انکی خاطر نہ اپنے لیے"

واصف کا دل ڈوبنے لگا اور فرہاد بے حد شرمندہ ہو گیا تھا۔ دل کر رہا تھا اندر جا کر عشمیرہ کا منہ توڑ دیتا۔ اُس نے تیزی سے لاؤنچ میں قدم رکھے۔ وہ واصف کے ساتھ وہاں سے گزر جانا چاہتا تھا مگر عشمیرہ کی زبان کے جوہر عروج پر تھے "اب اپنے شوہر سے محبت کرنا تمہاری مجبوری بن گئی ہے حالانکہ تمہارا شوہر اس قابل بھی نہیں۔ ابو نہیں جانتے کہ تمہارے لیے کیسے گھٹیا شخص کا انتخاب کیا انہوں میں مگر میں جان چکی ہوں اُس شخص کی اصلیت۔ ابھی کچھ دن پہلے ہی میں نے تمہاری اور اُسکی سب باتیں سنی ہیں۔ کیسے اُس نے شادی کے کچھ مہینوں بعد تمہارے سامنے آسانی سے اعتراف کر لیا کہ وہ نشے کا عادی ہے اور اب تمہارے سامنے بھی کرتا ہے۔ اور تو اور"

"بس بہت ہوا۔ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے عشمیرہ۔"

وہ اس سب سے واقف تھی یہ جان کر زرین دنگ رہ گئی۔ سختی سے اُسے مزید بولنے سے روکتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ وہ پہلے ہی خضر کی اصلیت جان کر پاگل ہو رہی تھی اب عشمیرہ کی باتوں پر بے حد دلبرداشتہ ہو گئی تھی۔ اتنا بڑا انکشاف سننے کے بعد فرہاد بھی شاید نہ رکتا مگر واصف کو وہیں دنگ کھڑے دیکھ کر اُسے مجبوراً رکنپڑا

"زری؟ کیا ہوا"

عشمیرہ کو جیسے ہوش آیا۔ بہن کو یوں زار و قطار روتے دیکھ کر اُسے تشویش ہوئی

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"جاؤ عشمیرہ".....!

اُس نے غصے سے کہا۔ پیچھے کھڑے فرہاد کیساتھ واصف کو دیکھتے زرین کے آنسوؤں میں مزید روانی آئی
"ہنسہ اس گھر میں تو ہر کوئی مجھے ہی نکال رہا ہوتا ہے"

بگڑ کر بولتی وہ لاؤنج سے نکل کر اوپر جاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگی
"اوپر کہاں جا رہی ہو؟"

فرہاد جو پہلے ہی بھرا بیٹھا تھا اُسے اوپر جاتے دیکھ کر جارحانہ انداز میں اُسکی طرف بڑھا
"زیادہ ٹچی ہونے کی ضرورت نہیں۔ تمہارے پورشن پر نہیں جارہی۔ اوپر چھت پر جا رہی ہوں"
مڑے بغیر جواب دیا گیا۔
"کیوں؟"

ابرواچکائے غصے سے پوچھتے وہ اُسکے مقابل جا کھڑا ہوا تھا۔ عشمیرہ کو شدید کوفت ہوئی
"ہٹو سامنے سے تمہیں جوابدہ نہیں ہوں۔ اپنے کام سے کام رکھو۔"
"تمیز سے عشمیرہ۔ تمہارا ہونے والا شوہر ہوں"

اُس نے انگلی اٹھائے وارن کیا۔ مگر وہاں اثر کسے تھا؟
"ہنسہ بلی کے خواب میں چھیچھڑے۔ تم میرے ہونے والے نہیں بلکہ کبھی نہ ہونے والے شوہر ہو۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

بے نیازی سے کندھے اچکاتی وہ استہزائیہ بولی۔ فرہاد کا چہرہ غصے سے سرخ پڑنے لگا تھا۔ مزید غلطی اُس نے اُسکے سینے پر ہاتھ مار کر اُسے پیچھے دھکیلتے کی تھی

"ہٹو سامنے سے۔ اور اپنی اوقات کی لڑکی ڈھونڈواپنے لیے۔"

"عشمرہ"

اُسکا انداز اس قدر تضحیک آمیز تھا کہ فرہاد کا ہاتھ اٹھا تھا۔

"فرہاد پلیز"

واصف جو زمین کو روتے چھوڑ کر بے بسی محسوس کرتے بھاری قدموں سے اوپر آ رہا تھا سامنے کے منظر پر اُس نے فوراً فرہاد کو جالیا۔

عشمرہ نے چہرے پر ہاتھ رکھے خود کو متوقع تھپڑ سے بچانا چاہا مگر بھلا ہوا وصف کا جو فرہاد کا ہاتھ روک چکا تھا۔ عشمرہ کا جسم اب بھی مردانہ تھپڑ کے خوف سے کپکپا رہا تھا۔ آنسوؤں سے لبریز آنکھیں لیے وہ فرہاد کی سائیڈ سے نکل کر بھاگتی ہوئی اوپر چلی گئی۔ فرہاد نے مڑ کر اُسے اوپر جاتے دیکھا۔ جیسے ابھی اُسکے پیچھے جا کر اُسے بھسم کرنے کا ارادہ رکھتا تھا

READERS CHOICE

"چل کر فرہاد۔ آ جا باہر چلیں"

واصف نے اُسکے تیور بھانپتے اُسکا موڈ بہتر کرنے کو کہا پھر خود ہی اُسے لیے واپس نیچے جانے لگا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

لاؤنج میں اب تک زرین بیٹھی رو رہی تھی۔ واصل کے دل کو کچھ ہوا۔ ایک وہ دکھی سی رو رہی تھی اور دوسری وہ جو اُسکے یار کی محبت تھی۔ وہ بھی روتی ہوئی اوپر گئی تھی۔
اس گھر میں لڑکیوں کی زندگی کتنی مشکل تھی اُسے اچھے سے اندازہ تھا۔ ایک دکھی سی الوداعی نظر زرین پر ڈالتا وہ فرہاد کو لیے لائونج اور پھر گھر سے ہی نکل گیا۔

چھت پر آکر وہ کچھ دیر تک اپنے آنسو جھپک کر روکتی رہی۔ لینز کی وجہ سے وہ کھل کر رو نہیں پارہی تھی۔ ایک ڈرسا تھا کہ فرہاد اُس پر ہاتھ اٹھانے والا تھا۔ کتنی دیر خود پر ضبط کرتی رہی پھر موبائل کھولنے لگی وہ جس کام کے لیے آئی تھی اُسے جلد از جلد وہ کام کرنا تھا۔

اس ایک سال میں اُس نے تین چار دفعہ اُسی کے اصرار پر وائس کال پر بات کی تھی۔ اور اس کام کے لیے ہمیشہ وہ چھت پر آتی تھی اسی وجہ سے ہی فرحین اُسکا راز جان پائی تھی۔ زرین کی شادی پر وہ اُسے چھت پر کال کرتے رنگے ہاتھوں پکڑ چکی تھی۔

اُسکی اپنے بھائی کے لیے بیزاری سے پہلے ہی اُن دونوں کی اُن بن رہنے لگی تھی مگر اب تو جیسے پکی دشمنی ہو گئی تھی۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

فرحین کے ڈر کو اُس نے دماغ سے جھٹکا کیونکہ اوپر آتے وہ اُسے دیکھ آئی تھی جو اپنے لاؤنج میں ہی بے خبر سو رہی تھی۔

شکر ہے دونوں بہن بھائی سے کچھ دیر کے لیے جان چھٹی ہوئی تھی۔ اُس نے نخوت سے سر جھٹکا۔ انسٹا کھولا تو ڈھیلروں میسج اُسکے منتظر تھے جس میں سب سے اوپر 'زل فاطمہ' کا میسج تھا۔ تقریباً ڈھائی مہینے میں ہی دونوں کے بیچ گہری دوستی ہو گئی تھی

"ہیلو عشمیرہ..... عید مبارک..... وش یو آویری پیپی عید"

اُس نے چیٹ کھولی۔ ہمیشہ کی طرح دوسری طرف زل فاطمہ کا موڈ خوشگوار تھا۔ البتہ اُسکا موڈ بالکل اچھا نہیں تھا تبھی بیزاری سے بولی

"خاک پیپی ہونی ہے یار۔ گھر میں صبح ہی صبح تماشا لگ گیا"

"اووہ"

"کیوں کیا ہوا؟"

"ریلیکس ہو کر بتاؤ"

دوسری طرف وہ ہر بات سے باخبر ہونے کے باوجود حیرت اور ہمدردی سے پوچھ رہا تھا۔ اُسکی ہمدردی پر عشمیرہ کا دل پسچ گیا۔ کتنی اچھی دوست تھی اُسکی جو ہمیشہ اُسے سننے اور اُسکی دلجوئی کے لیے موجود رہتی تھی۔ اُسکے یہی خیالات اگر وہ سن لیتا تو یقیناً عشمیرہ کا دماغ درست کر دیتا۔ خیر وہ جانتا بھی تھا کہ عشمیرہ اب زل فاطمہ پر اندھا اعتبار

مسٹر رائیٹ منال ثنا

کرنے لگی تھی۔ اور وہ اُسکی سوشل میڈیا پر بنی تمام سہیلیوں کی انفارمیشن لے کر اُنہیں بھی فولو کر چکا تھا۔ جب کہیں کوئی گڑبڑ لگتی تو اُسے اپنے مخلصانہ مشورے دیتا اور اچھے سے اُسکی برین واشنگ کرتا۔ یہ بھی شکر تھا کہ عشمیرہ اُسکی باتوں میں آجاتی تھی۔

ہاں اُسے یہ دکھ تھا کہ وہ اتنی آسانی سے کسی کی باتوں میں آجاتی ہوگی۔ جیسے اب اُسکے ایک دو ہمدردی بھرے میسج اور دکھی ایموجز پر دوسری طرف سے عشمیرہ کے وائس نوٹس کی بھرمار ہوگئی۔ ایک ایک منٹ کے آٹھ میسجز تھے۔ ساری الف لیلہ پہلے سے ہی جاننے کے باوجود وہ ساری دوبارہ سن رہا تھا کیونکہ اُسکی آواز بھی تو سننی تھی۔

"تمہیں پتہ ہے اس سب کے بعد فرہاد مجھ پر ہاتھ اٹھانے والا تھا۔ مجھے تو یقین نہیں ہوتا کیسا مرد ہے وہ"

وائس نوٹس کے بعد آخر میں ایک ٹیکسٹ میسج لکھ کر اپنا اصل دکھ بتایا

"ابو کو یہ کیوں دکتا کہ وہ خود کیسا ہے۔ پڑھا لکھا جاہل۔ بس میرے ہی نقص کیوں نظر آتے ہیں اُنہیں"

اُس نے مزید جلے دل کے پھپھولے پھوڑے

"کیونکہ اُنکی بیٹی تم ہو عشمیرہ۔ وہ تمہیں ہی سمجھائیں گے۔ کسی اور کی اولاد کو تو نہیں کچھ کہیں گے ناں"

دوسری طرف سے ہمیشہ کی طرح اُسکی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی گئی تھی

"کسی اور کی اولاد؟ وہ کسی اور کی اُس جاہل اولاد کو اپنی بیٹی دینا چاہتے ہیں۔"

زمل فاطمہ کے اس بے وفا میسج پر وہ رونے والی ہوگئی تھی

"میں مرجاؤں گی پر ایسا ہونے نہیں دوں گی"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُس نے چار پانچ رونے والے ایمو جز لگا کر اپنا دکھ سہی سے واضح کیا۔

"ہو تو بہت برا ہے..... اب تم کیا کرو گی؟"

دوسری طرف دکھی ہونا اُسکی بھی مجبوری تھی۔ آخر اُسکی سہیلی تھی کیسے نہ وہ اُسکے غم میں شریک ہوتا۔ لیکن اُسے معلوم نہیں تھا کہ وہ اُسے کیسا جھٹکا دینے والی تھی

"ابھی ضارب کو کال کرنے لگی ہوں۔ اُسے کہوں گی جلد از جلد رشتہ بھیجے"

اور وہ دھماکا کر چکی تھی۔ وہ اُس غیر انجان مرد کو کال کرنے والی تھی۔ مقابل تو جیسے انگاروں پر لوٹ گیا۔

"اور وہ مان جائے گا؟"

سلگ کر پوچھا۔ ڈھائی مہینوں میں اگر انکی دس بارہ دفعہ معمولی آن بن ہوئی تھی وہ صرف اور صرف اس ضارب نامی بلا کی وجہ سے ہوئی تھی۔

"یار ایک تو تمہارا ضارب سے اللہ واسطے کا بیر ہے۔ وہ بھلا کیوں ایسا کرے گا محبت کرتا ہے مجھ سے"

اُس نے ہمیشہ کی طرح جھنجھلا کر غلط فہمی دور کرنا چاہی

"ہنہ محبت....."

دوسری طرف وہ کڑھ کر رہ گیا۔ جب اس ٹاپک پر بات ہوتی تھی تو وہ اپنا ضبط کھونے لگتا تھا۔

"اتنی ہی محبت کرتا ہے تو ایک سال تک تمہیں ٹالتا نہیں"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُس نے جتنا تھا اور وہ جتنا کر رہا۔ یہاں عشمیرہ کا میٹر گھوم رہا تھا۔ کبھی کبھی اُسے زل فاطمہ کی اچھائی اور اُسکی اچھی باتیں بہت پریشان کرتی تھیں کیونکہ اُسکی باتیں ضمیر جگاتی تھیں اور وہ ضارب کے معاملے میں ماں باپ کی نہیں سن رہی تھی ضمیر کی خاک سنتی

"پلیز زل..... تم میرا موڈ خراب نہ کرو۔"

بیزاری سے وہ دو ٹوک الفاظ میں میسج ٹائپ کرنے لگی

"کبھی کبھی تو دل کرتا ہے تمہیں ہلاک کر دوں جب تم ضارب کے خلاف بولتی ہو۔ بس میں اپنی دوستی کا پاس رکھ رہی ہوں۔ ورنہ میرا دل کرتا ہے"

اُس نے بغیر لحاظ کیے یہ دھمکی دے دی تھی۔ حالانکہ دوستی کی ابتدا اُسی نے کی تھی مگر زل فاطمہ کا اس دوستی میں دب کر رہنا عشمیرہ کو ڈوبیہ نیٹنگ بنانا جارہا تھا۔ دوسری طرف اُسکا دل آج بری طرح دکھاتا تھا۔ خیر یہ عشمیرہ کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ ہمیشہ کی طرح اُس نے معافی نامہ لکھا

"اوکے سوری سوری"

"آئندہ نہیں کہوں گی"

"ہاں ٹھیک ہے بعد میں بات کرتی ہوں۔"

"ضارب سے بات کر لوں پہلے۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"اُسے اپنی پکس بھی بھیجی ہیں"

ایک ساتھ چھوٹے چھوٹے دو تین میسج کرنا عثمیرہ کے جلدی میں ہونے کی علامت ہوا کرتا تھا۔ اور اب اُسکی دی ہوئی اطلاع پر اُسکا دل خون کے آنسو رونے لگا تھا۔ وہ عید کے دن اپنے سب سے سنورے روپ کو اُسے دکھانے والی تھی۔ وہ کس طرح اُسے روکتا

"ویٹ عثمیرہ"

ابھی اُسے کچھ سمجھ بھی نہیں آیا تھا مگر تیزی سے اُسے جانے سے روک گیا۔ وہ اُسے یہ قدم اٹھانے سے آخر کیسے روک سکتا تھا۔ دماغ تیزی سے سوچیں بُن رہا تھا

"ہم کیا ہوا زمل؟"

فوراً جواب آیا۔ یعنی وہ اب بھی اُسی کی چیٹ کھولے ہوئے تھے۔ اُسکے دل کو کچھ سکون ملا۔ تسلی سے اُس نے سوچ لیا تھا کہ کیا کرنا چاہیے

"یار میں اتنی پیاری تیار ہوئی ہوں۔ سوچا تھا تم سے تعریفیں کرواؤں گی۔ اور تم میری پکس دیکھے بغیر جا رہی ہو"

اُسکا پیغام زیادہ تر تفصیلی ہوا کرتا تھا۔ اور آج والا پیغام..... عثمیرہ تو حیرت و خوشی کے مارے پاگل ہونے والی تھی

"وااٹ"

"ہماری ڈھائی مہینوں کی آن لائن فرینڈ شپ میں تم نے ہر دفعہ پکس بھیجنے سے منع کر دیا۔"

"یہ آج سورج کہاں سے نکل آیا؟"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

ضارب، کال، فرہاد اور باقی سب فکروں سے وہ جیسے لمحوں میں آزاد ہوئی تھی۔ زل فاطمہ شروع سے تصویریں بھیجنے کے معاملے میں ایسی ہی پکی تھی۔ مگر آج وہ بھیجنے والی تھی۔ عشمیرہ حیران ہوئی آخر وجہ کیا تھی؟

"بس ویسے ہی۔ میں نے سوچا تم ہمیشہ بھیج دیتی ہو، پوسٹ بھی کرتی رہتی ہو تو مجھے بھی ٹرسٹ بڑھانے کے لیے شاید پکس بھیجنی چاہئیں"

اُسکی آخری بات سے اُسکی ناراضگی ظاہر ہوتی تھی

"یہ کیسی بات کی تم نے؟"

عشمیرہ نے نا سمجھی سے پوچھا

"مجھے لگتا ہے کہ تم مجھ پہ ٹرسٹ نہیں کرتی۔ اگر ایسا ہوتا تو کبھی مجھے بات بات پر بلاک کرنے کی دھمکی نہ دیتی"

وہ دُکھی سا اُسے گھیر رہا تھا۔ ابھی تک اُس نے عشمیرہ کی سپیشل تیاری نہیں دیکھی تھی تو ضارب کیسے اُس سے پہلے دیکھ سکتا تھا؟

عشمیرہ کو روکنے میں بے بس تھا مگر اپنے آپ کو پہلے نمبر پر لانے کے لیے کچھ محنت تو کر ہی سکتا تھا

"ایسا نہیں ہے زل..... تمہیں پتا ہے ناں ضارب کے معاملے میں ایسی ہی ہو جاتی ہوں"

"مجھے خود سمجھ نہیں آتی کہ میں اتنا غلط کیوں کر جاتی ہوں۔ مگر یقین کرو صرف تم نہیں، اگر گھر سے بھی کوئی ضارب کے خلاف بولے مجھ سے برداشت نہیں ہوتا"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

عشمرہ نے فوراً صفائی دی۔ جو بھی تھا وہ اب اُسکی پکی سہیلی بن چکی تھی۔ زمل فاطمہ کے علاوہ بھی اُس نے انسٹا پر کافی دوستیاں پال رکھی تھیں مگر زمل کی جان لٹانے والی دوستی نے عشمرہ کے دل میں اُسکا مقام کچھ بڑھا دیا تھا۔
"ہممم"

یہ زمل کی طرف سے کولڈ رسپانس تھا۔ عشمرہ اچھے سے جانتی تھی تبھی اُس نے مزید لکھا
"اچھا میری طرف سے سوری..... ایسا کبھی مت سوچنا کہ میں تم پہ ٹرسٹ نہیں کرتی۔"
"ٹرسٹ نہ ہوتا تو کبھی اپنے پر سنل سیکرٹس تم سے شنیر نہ کرتی۔"
"تمہیں اچھے سے پتا ہے ناں کہ میں فولوبیک بھی صرف کچھ لوگوں کو دیتی ہوں"
اُس نے بدگمانی دور کرنے کے لیے کچھ زیادہ ہی صفائی دے دی تھی۔ اگر اتنی صفائی نہ دیتی غصے سے چلی بھی جاتی تو مقابل پھر بھی ویسے ہی ملتا مگر عشمرہ اس سے واقف ہی کہاں تھی؟
"ہممم"

اُس نے پھر ہم لکھا۔ آج وہ اُسکی دوستی میں صفائیاں دے ہی رہی تھی تو اُسے بھی تیور دکھانا چاہیے تھا مگر کب تک؟
کیونکہ دوسری جانب وہ بڑی طرح چڑچکی تھی
"اچھا چلو اب ہم ہم ٹائپ کرنا بند کرو"
"تمہیں پتہ ہے ناں کتنی چڑھوتی ہے مجھے بار بار ہم ہم دیکھ کر"
"آئندہ کچھ بھی ہو تم ہم نہیں لکھو گی"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

ہاں وہ عشمیرہ تھی۔ زیادہ دیر اپنی بیزاری چھپا نہیں سکی تھی۔

وہ مسکرا کر رہ گیا۔ یہ لڑکی اُسے ناکوں چنے چہوار ہی تھی

"اب جلدی پکس بھیجو"

"تمہیں نہیں پتا میں تمہاری پکس دیکھنے کے لیے کتنی ایکسائیٹڈ ہو رہی ہوں"

وہ بغیر کے کتنے ہی میسج ٹائپ کر چکی تھی۔ اور وہ جو اُسے زمل فاطمہ کی تصویر کے بہانے روک چکا تھا اب سہی

معنوں پر پریشان ہوا۔ بات منہ سے نکال دی تھی کیسے پوری کرتا؟

محض چند لمحوں میں اُس نے فیصلہ کیا اور پھر گیلری سے کسی لڑکی کی پانچ سے چھ تصاویر سیلیکٹ کر کے اُسے بھیج

دیں

"اومائی گااڈ"

"یو آر سو سویٹ زمل"

"یاااا تمہارا فیس کتنا اینو سینٹ ہے"

دوسری طرف سے عشمیرہ شروع ہو چکی تھی

"ڈریس اچھا ہے۔ سمپل سا"

"ویسے تم کافی سمپل ہو۔ میک آپ تو کیا ہی نہیں"

اُس نے دل کھول کر تبصرہ کرتے مزید بھی پوچھا

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"میک آپ کیوں نہیں کیا؟"

"بس ویسے ہی۔ مجھے پسند نہیں"

عاجزی سے جواب دیا گیا۔

وہ تصور میں خود کو میک آپ میں دیکھ کر کتنا اثر مندہ ہو رہا تھا یہ بس وہی جانتا تھا۔ عشمیرہ کے چکر میں اُسے کیا کیا کرنا پڑ رہا تھا اور اب کسی اور کی تصاویر بھیجنا..... ہاں اُسے آج معلوم ہوا تھا کہ لوگ ٹھیک کہتے ہیں محبت اور جنگ میں سب جائز ہے۔ اب اُس کی اپنی مثال سامنے تھی جو محبت میں ہر ناجائز کام کو جائز بنا کر ایسے کر رہا تھا جیسے ثواب کا کام ہو۔

"اور مجھے تو ہر چیز کرنا پسند ہے۔ چوبیس گھنٹے ٹپ ٹاپ رہنا میرا پیشہ (جنون) ہے"

دوسری طرف سے جھٹ عشمیرہ کا جواب آیا۔ اُسے اپنی اس عادت پر ہمیشہ کی طرح فخر کرنا نہیں بھولا تھا۔

"ہاں مجھے پتا ہے تم پر سب سوٹ کرتا ہے۔"

اُس نے مسکراتے ہوئے ایمو جی کیساتھ جواب دیا

"تمہارا ڈریس اچھا ہے کہاں سے سٹیج (سلوایا) کروایا؟"

عشمیرہ جو اُسکی تصاویر زوم کر کر کے دیکھ رہی تھی کافی زنانہ سوال کر گئی۔ وہ بیچارہ یہ سوال دیکھ کر سٹیٹا ہی گیا تھا۔ اُسے خود اس سوٹ کی تفصیلات معلوم نہ تھیں اُسے کیسے بتاتا۔ کچھ سوچ کر اُس نے معصوم لڑکیوں والا بھول پن اپنایا

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"پتا نہیں..... امی لائی تھیں میں نے پہن لیا۔"

"یار کتنی بورنگ ہو تم....."

عشمرہ نے حقیقتاً اُسے کو سا تھا۔

"ہم دونوں کی پسند کبھی نہیں مل سکتی۔ مجھے شاپنگ کرنا پسند ہے اور تمہیں گھر میں رہنا"

اُس نے مزید تبصرہ کیا۔ مقابل کو تو جیسے موقع مل گیا تھا ایک اور نصیحت کرنے کا، سو وہ شروع ہو گیا

"ہم....."

"میری امی کہتی ہیں اچھی لڑکیوں کو بازاروں میں نہیں جانا چاہیے۔"

"اور نامحرم سے بات کرنا تو گناہ کبیرہ ہے۔"

"وہ کہتی ہیں کہ عورت کو تو سیپ میں بند موتی کی طرح ہونا چاہیے۔ جسے سب پانا چاہیں مگر بس وہی پاسکے جو اُسے

سچی نیت سے حاصل کرے"

عشمرہ نہیں سمجھ پائی تھی کہ شاپنگ کی بات میں نامحرم اور اُس سے بات کرنا کیسے گھس آیا تھا۔ مگر وہ زل فاطمہ

تھی۔ اُس سے کچھ بھی توقع کی جاسکتی تھی کہ وہ کب کہاں اپنی امی کی نصیحتیں لے کر آجائے۔

READERS CHOICE

"تمہاری امی بہت اچھی باتیں کرتی ہیں۔"

یہ بات اُس نے جیسے مجبوراً کہی تھی۔ مگر دل پھر بھی بو جھل ہو گیا تھا۔ کیسے نہ ہوتا؟ وہ اپنی غلطیوں اور گناہوں کو

محسوس تو کرتی ہی تھی۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"کاش تم مجھے پہلے مل جاتیں تو میں اس دلدل میں نہ پھنستی جس سے میں نکل بھی نہیں سکتی اب"

اُس کے میسج سے ہی اُسکی طبیعت کا بوجھل پن وہ محسوس کر گیا۔ اُسے لگا شاید لوہا پگھل رہا ہے اب ضرب لگا دینی چاہیے

"تم اب بھی نکل سکتی ہو"

اُس نے اپنی سی کوشش کی مگر وہ کچھ زیادہ ہی ملول ہو گئی تھی

"پلیز زمل"

"ہم اس ٹاپک پر آئندہ بات نہیں کریں گے۔"

"اوکے جیسے تم ایزی ہو۔"

وہ فوراً اُسکی بات پر رضامند ہو گیا۔ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا تھا۔ جب وہ دکھی دل کے ساتھ یا افسردگی سے اُسے ٹوکتی تو ناجانے کیوں وہ فوراً ہتھیار ڈال دیتا تھا۔ شاید ڈرتا تھا کہ وہ اس انجان، بے ضرر زمل فاطمہ کو چھوڑ ہی نہ دے۔

عشمرہ اب میسجز سے ہاتھ روک چکی تھی۔ وہ زیادہ دیر یہ چیز برداشت نہیں کر سکتا تھا تبھی جلد ایک انتہائی زنانہ سوال کیا۔

READERS CHOICE

"تم نے کیسا ڈریس بنوایا؟"

ایسے سوال وہ ہمیشہ عشمرہ سے ہی سنتا آیا تھا کہ فلاں ایکٹریس کا ڈریس ایسا تھا۔ فلاں کا ویسا تھا۔

میسج بھیج کر جواب کا انتظار کرتے اُسے بے ساختہ کچھ دن پہلے کا منظر یاد آیا

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"تم دیکھنا میں ایک دن حلیمہ سلطان جیسے ڈریس پہنوں گی۔"

"حلیمہ سلطان کون ہے؟"

اُس نے بے اختیار پوچھا

"ار پغل کی ہیر و سن حلیمہ اور کون۔"

اور وہ پچھتا یا تھا اُس کا جواب سن کر۔ وہ کیسے بھول گیا کہ دوسری طرف 'عشمرہ' تھی۔

"اب یہ مت کہنا تمہیں ار پغل کا بھی نہیں پتہ"

وہ ناراضگی سے کہہ رہی تھی۔ اور وہ یہ کیسے کہہ سکتا تھا کہ اُسے نہیں پتہ۔ خود وہ بھی اس ار پغل کے بڑے چرچے سن چکا تھا۔

ہاں یہ اُسے واقعی نہیں معلوم تھا کہ ار پغل کی ہیر و سن کا نام حلیمہ تھا اور وہ کیسے ڈریسز پہنتی تھی۔

اُس دن کو یاد کرتے وہ مسکرایا۔ پھر اچانک نوٹیفکیشن ٹون پر چونک کر متوجہ ہوا۔ وہ ڈریس کی نوعیت بتانے کی بجائے بے دھڑک اپنی تصویریں بھیج رہی تھی۔ پورے بارہ دفعہ نوٹیفکیشن ٹون کی آواز آئی۔ کوئی اور وقت ہوتا تو وہ 'عشمرہ' کے اس عمل پر اُسکی ہدایت کی دعا کے ساتھ اُسے بھی نصیحت کر ڈالتا مگر ابھی وہ بری طرح اُسکے سحر میں گرفتار تھا تبھی بڑی خاموشی سے اُسکے موہنے روپ کو آنکھوں میں بسانے لگا۔

پانچ منٹ سے زیادہ 'عشمرہ' سے انتظار نہ ہوا تو خود ہی کہہ ڈالا۔

"آج تم نے ہمیشہ کی طرح میری تعریف نہیں کی۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

وہ جو اُسکو دیکھنے میں مگن تھا گڑ بڑا کر بولا

"نہیں میں کرنے ہی والی تھی"

"میں دیکھ رہی تھی پکس"

عشمرہ نے تھمبر آپ کا ایمو جی بھیجا

"بہت حسین ہو تم۔"

"بہت پیاری۔ بہت مکمل"

"میں نے اتنا کامل حسن آج تک کسی لڑکی میں نہیں دیکھا"

یہ واقعی اُس نے سچے دل سے کہا تھا۔ آخر بری طرح فریفتہ تھا اُس پر کیسے نہ دل کے سچے جذبات زبان پر لاتا؟ ہمیشہ کی

طرح اُس نے کھلے دل اور سادگی سے اعتراف کیا۔ وہ عشمرہ کی نسبت بہت کم ایمو جز استعمال کرتا تھا۔

"یار میں نے سب سے ہی اپنی تعریفیں سنی ہیں۔ پتہ نہیں ضارب کی فیملی کو میں پسند آتی بھی ہوں یا نہیں"

اُسے تو کوئی اور ہی تڑپ لگی ہوئی تھی۔ وہ جو آج اُسکے سحر میں کھویا ہوا تھا عشمرہ نے اُسے حقیقت میں لا پٹھا۔ دل

یکدم پھر ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا تھا

"اللہ تمہارے حق میں بہتر کرے گا عشمرہ"

یہ دعا اُس نے عشمرہ کو دی تھی لیکن دل میں اپنا نام اُس کے ساتھ لینا نہیں بھولا تھا۔ عشمرہ نے پھر سے بس مسیج کو

لائیک کیا تھا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

وہ جب میسج کرتے کرتے اچانک غائب ہو جاتی تھی تو اُس کا دل یوں نہیں گھبرانے لگتا تھا کہ شاید وہ اب اُس لڑکے سے بات کر رہی ہو گی۔ چند لمحوں کے بعد اُس نے ہمت کر کے پوچھ ہی لیا

"تم نے ضارب کو بھی پکس بھیجیں؟"

"ہاں ابھی جب تمہیں بھیجیں تو اُسے بھی بھیج دیں۔ کیوں؟"

اب کی بار جواب کچھ دیر سے آیا تھا

"کتنی؟"

یہ سوال عشمیرہ کے لیے تو غیر متوقع تھا ہی مگر وہ خود بھی نہ سمجھ پایا کہ کیوں ایسا سوال کر گیا تھا

"ارے یار رجنی تمہیں بھیجیں"

اُس نے بیزاری سے جواب دیا۔ یہ شکر تھا کہ عشمیرہ نے زیادہ محسوس نہیں کیا

"وااٹ..... تم نے ایک غیر مرد کو اپنی بارہ تصویریں بھیج دیں"

وہ تو سیخ پا ہو چکا تھا۔ ابھی وہی بارہ تصاویر زوم کر کے وہ جس طرح اُسے دیکھ کر اپنی آنکھوں کو سکون پہنچا چکا تھا اب کسی اور کا بالکل اسی طرح اُسکی تصویریں دیکھنے کا تصور اُسے پاگل کر رہا تھا۔ اُسکی بے اختیاری میں کہی بات عشمیرہ کا میٹر آؤٹ کر گئی تھی

READERS CHOICE

"تو؟ تمہیں کیا مسئلہ ہے؟"

کتنا چھتا ہوا میسج تھا۔ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اُسے اس معاملے میں اپنی سہیلی کی مداخلت پسند نہیں آئی تھی۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

وہ جیسے بے بس ہوتے ہار مان چکا تھا۔ یہ لڑکی ہمیشہ اُسے منہ کے بل گرا کر اپنے پاس بلاتی تھی۔ اپنی اضطرابی کیفیت پر قابو پاتے کچھ جوڑ توڑ کر کے اُس نے شکوے کے سے انداز میں میسج لکھا "میں تمہیں ضارب کے متعلق ہی ایک اچھا مشورہ دینے والی تھی اور تم غصہ کر رہی ہو" "کیسا مشورہ؟"

"اگر تم اُسے اپنی زیادہ تصویریں بھیج دو گی تو وہ ایک ہی دفعہ ساری دیکھ کر تمہیں انکور کرنے لگے گا۔" اُس نے زیادہ تصویریں نہ بھیجنے کا بہت بھونڈا جواز پیش کرنا چاہا۔ "تو؟"

عشمرہ متاثر نہیں ہوئی تھی۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ اُسکے تیور بگڑ رہے تھے "تو یہ کہ تم بتاتی ہو کہ وہ تمہیں اکثر انکور کر دیتا ہے۔ اگر کم سے کم پکس بھیج دو گی تو وہ تمہارے لیے زیادہ اویل ایبل (دستیاب) رہے گا۔ ایسے تمہارا دل بھی نہیں ٹوٹے گا" وہ اچھے سے جانتا تھا کہ یہ کوئی ایسی خاص وجہ نہ تھی مگر دوسری جانب عشمرہ تھی۔ جسے ہمہ وقت ضارب کی ساری توجہ کی فکر رہتی تھی۔

"ہاااں تم ٹھیک کہہ رہی ہو".....

اب کی بار وہ زل کی سوچ سے خاصا متاثر ہوتے اُسکی بات کو زبیدہ آپا کے ٹوٹکوں کی طرح مان چکی تھی "پھر کیا کروں اب؟ آن سینڈ کر دوں؟"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

وہ اُس سے مشورہ مانگ رہی تھی۔ شاید زندگی میں پہلی دفعہ وہ کسی سے مشورہ مانگ رہی تھی۔

اُسی سے؟ انہیں وہ کسی سے تو نہیں بلکہ اپنی پکی سہیلی سے مشورہ مانگ رہی تھی۔ دوسری طرف وہ اپنے اعصاب کو پر سکون محسوس کرتے تیزی سے جواب ٹائپ کرنے لگا

"ہاں بس ایک دور ہنسنے دو باقی اُن سینڈ کر دو"

"اوکے" کہہ کر وہ باقی تصویریں اُن سینڈ کرنے چلی گئی۔

"عشمرہ؟"

"وہ جو تم نے جو آج پکس پوسٹ کی ہیں وہ بھی ڈیل کر دو"

عشمرہ نے دوبارہ اُسکی چیٹ کھولی تو زمل فاطمہ کی طرف سے آئے میسج پڑھ کر اُسے اس دفعہ حقیقتاً اچنبھا ہوا

"اب اُن سے کیا تکلیف ہے یار۔ اتنی پیاری تو لگ رہی ہوں میں۔ اور ویسے بھی میری فرینڈ لسٹ میں ضارب کے علاوہ باقی سب لڑکیاں ہیں"

"تم نہیں سمجھتیں یار....."

دوسری طرف وہ جھنجھلا گیا

"دیکھو کیا پتا کوئی لڑکی کے نام سے اکاؤنٹ بنا کر تمہاری فرینڈ لسٹ میں شامل ہو۔"

اُسے حقیقت کا وہ رُخ دکھانا چاہا جو خود تو عشمرہ نے کبھی تصور بھی نہ کیا تھا

"تمہیں پتہ ہے میری امی کہتی ہیں کہ لڑکیاں اپنے شوہروں کی امانت ہوتی ہیں۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُس نے ہمیشہ کی طرح اپنی خیالی امی کی بات دوہرائی۔ نصیحت کرنے کے لیے اُسے ہمیشہ یہ انداز اپنانا پڑتا تھا۔ اب اُسے یہ تو نہیں کہہ سکتا تھا کہ میں کہتا ہوں۔ عشمیرہ کا کیا بھروسہ ساری زندگی کے لیے بلاک ہی کر ڈالتی۔ ہاں وہ واقعی اُس سے ڈرتا تھا

"تم بھی کسی کی امانت ہو۔ تمہیں دیکھنے کا بھی بس اُسے ہی حق ہے"

اس دفعہ وہ عشمیرہ کو روکنے کے لیے چاہ کر بھی ضارب کا نام استعمال نہیں کر سکا تھا۔ کیونکہ تصور میں تو اُس نے خود کو رکھا ہوا۔

دوسری طرف چند لمحے عشمیرہ خاموش رہی شاید اُسکی آخری بات پر غور و فکر کر رہی تھی۔
"ضارب؟"

پھر کچھ دیر بعد جیسے کسی شک کو ختم کرنے کے لیے اُس نے جو نام لیا وہ مقابل کو تیر کی مانند لگا۔ ہاں اگر وہ تصور میں اپنی محبت کو اپنے ساتھ سوچتا تھا تو وہ بھی تو اپنی محبت کو ہی سوچے گی۔ کسی نے بھگو کر جو تمارا تھا اُسے۔ وہ اندر ہی اندر بلبلاتا تھا۔ ناجانے کیوں کبھی کبھی عشمیرہ پر شدید غصہ آنے لگتا تھا۔

اُس کا موڈ اب بری طرح بگڑ چکا تھا۔ وہ اُسکو ضارب کے نام پر کوئی تصدیقی جواب نہیں دینا چاہتا تھا مگر عشمیرہ نے ایک سوالیہ نشان بھیج دیا۔ مطلب وہ اپنا جواب چاہتی تھی۔ اور اُسے مر کر بھی اس نام پر بالکل نہیں کہنا تھا۔ تبھی نا چاہتے ہوئے لکھا

"ہنسن..... اس لیے تمہیں چاہیے کہ ایسے پوسٹ کر کے رسک نہ لو"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"ہاں شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو"

اب وہ کیسے نامانتی۔ بہت ٹھوس وجہ دی تھی زمل فاطمہ نے اور زمل فاطمہ کی امی کی نصیحتوں کے تو کیا ہی کہنے.....
"تمہیں پتا ہے تم بہت اچھی دوست ہو۔"

"آئی لویو یارر"

عشمرہ کی طرف سے کسی بھی عقلمندی کی امید نہ ہوتے ہوئے بھی یہ دو پیغام اُس کے لیے غیر متوقع تھے۔ ناجانے کیوں دل تیزی سے دھڑکا تھا پھر ایک دم رُک گیا۔ اگر جو اُسے زمل فاطمہ کی حقیقت پتہ چل جاتی تو وہ کیا کر جاتی اس کا اندازہ لگانا کافی مشکل تھا۔

"آئی لویو ٹو"

مگر عشمرہ کے 'آئی لویو' کے جواب میں یہ کہنا، محبت جیسا معرکہ اتنی مشکل سے سرانجام دیتے اُس شخص کا اہم فرائض تھا جو اُس نے سرخ دل لگا کر زیادہ اچھے سے ادا کیا۔

"اچھا مجھے بلاوا آجائے گانیچے سے۔ مجھے ضارب سے بھی بات کرنی ہے۔ پھر بات ہوتی"

"اوکے..... بائے"

عشمرہ اُسکا میسج لائیک کرتے، اُسکی سُنے بغیر بس اپنی سنائے جا چکی تھی۔ آخر میں ہمیشہ وہ یہی کیا کرتی تھی۔ وہ مجروح سا مسکرا گیا کہ آج اُسکے جلدی میں جانے کی وجہ ضارب کو کال کرنا تھی۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

چھت پر اضطرابی کیفیت میں یہاں سے وہاں ٹہلتے وہ ضارب حماد نامی کوئی پرو فائل کھول رہی تھی۔ پھر تیزی سے کال ملائی۔ جو کوئی دسویں رنگ پر اٹھائی گئی۔

"ہیلو ضارب"

عشمرہ کا اضطراب عروج پر تھا

"خیریت آج تم نے کال کر دی..... لگتا ہے تمہارے ہٹلر ابو گھر پہ نہیں ہیں"

دوسری طرف موجود شخص شاید کافی فارغ تھا

"ضارب پلینز..... ابو ہیں وہ میرے۔ میں اُنکے خلاف جو مرضی بولوں مگر کوئی اور بولے مجھے بالکل نہیں پسند"

عشمرہ نے ناراضی سے ٹوک دیا۔ بشمول اُسکے وہ اُسکی فیملی سے سب کے خلاف یو نہی بات کر جاتا تھا اور عشمرہ اُسکی سو کالڈ محبت میں مجبور بس ناراضی سے ٹوک جاتی تھی۔ ایک سال سے شروع ہوئے اس چکر میں بس پہلے کے چند مہینے ہی ضارب کو عشمرہ کے لیے محنت کرنا پڑی تھی اُس کے بعد سے اب تک اُنکے تعلق کو برقرار رکھنے میں جو بھی محنت تھی وہ عشمرہ کی طرف سے تھی۔

"اوکے ڈارلنگ تم تو غصہ ہی کرنے لگیں۔ میں تو مذاق کر رہا تھا"

ہمیشہ کی طرح وہ طنز کو مذاق کا نام دے رہا تھا۔ عشمرہ کو اگر برا لگتا بھی تو اُسکی ناراضگی کے ڈر سے کچھ کہہ نہیں پاتی تھی۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

ہاں وہ ایسا ہی بے مروت تھا۔ ذرا سی بات پر منہ پھلا کر وہ ہفتوں عشمیرہ کو بلاک کیے رکھتا اور دوسری طرف اُسکی محبت کی ماری عشمیرہ تڑپ تڑپ جاتی تھی۔ جب اُسکا دل کرتا وہ بات کرتا جب دل کرتا میسج دیکھ کر بھی نظر انداز کر دیتا تھا۔ عشمیرہ بس بیوقوفوں کی طرح جیسے سخت بنجر زمین پر ہل چلا رہی تھی

"آج میں نے تمہاری پکس دیکھ کے بہت مس کیا ہے تمہیں۔ دل چاہ رہا تھا کہ بس دیکھتا رہوں۔ اتنی حسین کیوں ہو تم؟"

عشمیرہ کی لمبی خاموشی پر وہ ہی بولا۔ آج کافی دن بعد وہ اس قدر رومانٹک موڈ میں لگ رہا تھا۔ یقیناً عشمیرہ کی تصاویر اور کال کا کمال تھا۔

"اور تمہاری آنکھیں..... اففف"

"تم نے بس تین پکس کیوں بھیجیں؟ میرا تو دل ہی نہیں بھرا"

آہستہ آہستہ وہ مطلب کی بات پر آ رہا تھا۔ اور عشمیرہ 'دُعا' کے دماغ میں اس وقت صرف زل کا خیال تھا۔ کہ اُسی کے آئیڈیپر عمل کر کے ضارب اُسے اتنی توجہ دے رہا تھا۔ اُس نا سمجھ کو کیا خیال کہ وہ شخص بس اُسے ٹریپ کر رہا تھا

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

مسٹر رائیٹ منال ثنا

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

اسلام علیکم !

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں <https://ezreaderschoice.com>

آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

"اچھائیں اور بھیج دوں گی۔"

وہ پگھل گئی تھی۔ ہاں وہ اسی طرح پگھل جایا کرتی تھی۔ بے وقوف جو تھی۔

"بہت شکریہ میری جان۔"

وہ تو جیسے صدقے واری جارہا تھا۔ اتنی فرمانبرداری لڑکی جو ہاتھ لگ گئی تھی۔ بیچاری عشمیرہ کیا جانتی اُسکی ڈرامے بازی

ورنہ وہ تو عشمیرہ جیسی لڑکیوں سے جوتے کھانے کے بھی قابل نہ تھا۔

"میں نے ابھی ایک ضروری بات کرنے کے لیے کال کی تھی"

آہستہ آہستہ وہ مدعے پر آئی

"ہاں بولو..... ایسا کیا ہو گیا جو اتنی سیریس ہو گئی ہو"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُسے تشویش ہوئی

"آپ کب اپنی فیملی کو میرے گھر بھیجیں گے؟"

"میری فیملی کو؟ مگر کس لیے؟"

دوسری طرف سے عشمیرہ کی آواز سن کر وہ گڑبڑا گیا تھا۔ مگر خود پر قابو پانا اُس کے لیے ضروری تھا کیونکہ وہ کال پر

بات کر رہے تھے میسج پر نہیں۔ اُس نے جیسے مزاحیہ انداز میں بے خبری ظاہر کی

"ضارب پلینز کبھی تو مجھے سیریس لے لیں۔ ابو فرہاد سے میری شادی کروا رہے ہیں۔ آپ اپنی فیملی کو جلد از جلد

بھیجیں میرے گھر"

اُسکا انداز آج بے لچک اور دو ٹوک تھا۔ ضارب ایسے موقع پر کسی صورت اُس سے بگاڑنا نہیں چاہتا تھا کہ اب ہی تو وہ

چڑیا اصل شکنجے میں آئی تھی۔

"اوکے بابا کرتا ہوں بات مام ڈیڈ سے"

وہ اتنے پیار سے بولا جیسے واقعی اتنا ہی راضی تھا۔

"ویسے میری فیملی سے ملنے کی بڑی جلدی ہے تمہیں۔ مجھ سے ملنے کی تو کوئی جلدی نہیں"

اب وہ معنی خیز باتیں شروع کرنے والا تھا۔ جو بھی تھا مگر ایسے موقع پر عشمیرہ زیادہ بات نہیں بڑھایا کرتی

تھی۔ فطری جھجک تھی یا ایسی باتوں سے اُسے واقعی کوفت ہوتی تھی وہ خود اس کا جواب نہیں جانتی تھی۔

"آپ سے تو ایک ہی دفعہ ملوں گی شادی کے بعد۔ ابھی تو آپ میرے سر پر لٹکی تلوار کا کوئی بندوبست کریں"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

وہ رونے والی ہو چکی تھی۔ ضارب کو اُسکی آواز میں نئی گھلی محسوس ہوئی تو لہجے میں مزید چاشنی سموئے اُسے اعتماد میں لیا

"اچھا جان میں آج ہی کچھ کرتا ہوں"

"آپ مجھے پچھلے ایک سال سے اپنا عادی بنانے کے ساتھ ساتھ روز مجھے یہی امید دلاتے رہے ہیں۔ مگر اس دفعہ آپ مجھے ایسی امید دلا کر خاموش نہیں رہ سکتے کیونکہ اس دفعہ معاملہ بہت سنگین ہے۔ شاید ابو ڈیٹ بھی فکس کر دیں۔ میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی"

آخر آنسو پلکوں کی باڑ توڑتے چھلک چھلک کر بہنے لگے۔

"اگر آپ نے کچھ نہ کیا اور ابو نے فرہاد سے میری شادی کروادی میں مر جاؤں گی ضارب"

"اوہ عشمیرہ مائی لو..... پلیز ڈونٹ ویپ"

ضارب تو سٹیٹا ہی گیا۔ اب تو جیسے وہ اُسکی کال اٹھا کر پچھتا رہا تھا۔ مگر اندر کہیں وہ خوش بھی تھا کیونکہ اپنا اصل مطلب نکالنے کے لیے اُسے ایسی ہی تڑپ عشمیرہ کی طرف سے چاہیے تھی۔

"ضارب میں سچ میں مر جاؤں گی۔ اس دنیا میں زری اور امی کے بعد میں نے سب سے زیادہ آپکو چاہا ہے۔"

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ اگر جو زمل فاطمہ کو معلوم پڑ جاتا کہ وہ کیسے محبت کی بھیگ مانگ رہی تھی۔ کیسے کسی بے غیرت اور کم ظرف مرد کے لیے پاگلوں کی طرح روئے جا رہی تھی تو وہ روئے زمین سے یا تو اس ضارب نامی بلا کو غائب کر چکا ہوتا یا عشمیرہ کو۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

ضارب اب اُسے بڑی ہی محبت سے چپ کرواتے آگے کیا کرنا ہے اُسکے متعلق بتا رہا تھا اور عشمیرہ پہلے انکار کرتے کرتے بھی آخر کار مان گئی تھی۔ کال بند کرنے سے پہلے ضارب نے اُسے کسی کو بھی نہ بتانے کی سخت تلقین کی تھی جسے عشمیرہ نے اچھے سے سمجھا تھا۔

عید گزرے آج پانچواں دن تھا۔ اس دوران اُسکی سب سے ہی بہت کم بات چیت ہوئی تھی۔ آج اُس نے فرصت سے ضارب کو کال کی تھی اور اب اُس کی باتوں نے اُسے عید والے دن سے بھی زیادہ پریشان کر دیا تھا۔ ضارب کے منع کرنے کے باوجود عشمیرہ نے آج خود ہی زمل کو میسج کر ڈالا

"زمل۔ میں بہت پریشان ہوں یار"

"کیوں کیا ہوا؟"

عشمیرہ حیران ہوئی کیونکہ پہلے کے برعکس آج اُسکا سپلائی بہت جلدی آیا تھا

"ضارب سے بات ہوئی تھی عید والے دن۔ آج بھی ہوئی ہے"

"اچھا پھر؟"

عشمیرہ کے بتانے پر اُس نے خود کو نارمل رکھا۔ کمال ضبط رکھتا تھا وہ شخص۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"یار وہ کہہ رہا ہے کہ جلد بھیجے گا اپنے پیرنٹس کو مگر"

عشمرہ کشمکش میں تھی کہ بتائے یا نہیں۔ دوسری طرف وہ پریشان ہوا تھا
"مگر کیا؟"

"وہ چاہتا ہے"

"زل یار وہ کہہ رہا ہے کہ ایک دفعہ میں اُس سے مل لوں۔"

آخر اُس نے بتا دیا۔ پانچ دن کی مسلسل فکر کے بعد کسی کو راز دار بنانا ضروری تھا۔ ایسے میں اتنی بڑے راز کو وہ صرف
زل سے ہی شئیر کر سکتی تھی
"لیکن کیوں؟"

دوسری طرف اُس کے پیروں تلے سے زمین کھسک گئی تھی۔ اب بس یہی سننا تو رہ گیا تھا۔

"پتا نہیں اُس نے کہا وہ اپنی فیملی سے ملوانے لے کر جائے گا۔ پھر وہ گھر آئیں گے"

عشمرہ اُسے ضارب کی سوچ بتا کر شاید اپنی زندگی میں پہلی دفعہ سمجھداری کا مظاہرہ کر رہی تھی
"تمہیں اب بھی اُس پر بھروسہ ہے؟"

وہ بس یہی پوچھ سکا تھا۔ نا جانے کیوں آج اس قدر بے بسی محسوس ہو رہی تھی

"ظاہری بات ہے یار۔ اب تو وہ مجھے اپنے پیرنٹس سے ملوانے لے کر جا رہا ہے۔ اسکا مطلب وہ سیریس ہے میرے
ساتھ"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"اور تم پلیز بلا وجہ کے شک مت ڈالنا مجھے"

"مجھے سخت ناپسند ہے جو تم ہر وقت مجھے اُسکے خلاف بھڑکاتی رہتی ہو"

اُسے بولنے اور اعتراض کرنے کا موقع دیے بغیر وہ تسلی سے پیغام لکھ رہی تھی۔ دوسری طرف تو جیسے سناٹا چھا گیا تھا۔ وہ کیسے خود کو ایسی مشکل میں ڈالے گا؟ یہ سب عشمیرہ کے لیے نہیں بلکہ اُسکے لیے عذاب تھا

کافی دیر بعد وہ کچھ بولنے کے قابل ہوا تو "ہمم" لکھ ڈالا۔ پھر گہری سانس بھرتے اُس نے اپنے حواس درست کیے "کب جارہی ہو اُس سے ملنے؟"

ہاں بس اب یہی سوال رہ گیا تھا جو وہ پوچھ سکتا۔

"پہلے آج شام کو جانا تھا"

"مگر اب ضارب کہہ رہا ہے کہ رات کو جب سب سو جائیں گے تب نکلنا"

وہ دھک سے رہ گیا۔ پہلے شام اور اب رات؟

رات کے اندھیرے میں وہ اُسے ملنے کے بلارہا تھا اور وہ بیوقوف لڑکی ایک غیر اور سب سے بڑھ کر ایسا شخص جسے

اُس نے زندگی میں کبھی دیکھا نہ تھا۔ جس کے خاندان، جس کی جان پہچان کا نہیں پتہ تھا اُس سے ملنے کو تیار تھی۔

اُس نے سنے سنا تھا محبت اندھی ہوتی ہے۔ ہاں وہ بھی عشمیرہ سے محبت کرتا تھا۔ اندھی محبت کرتا تھا۔ مگر ایسی اندھی؟

کہ جس نے اُس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت چھین لی تھی۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

ایسی اندھی کے جس نے سہی غلط کی تمیز مٹادی تھی۔ اُسے لگا تھا وہ پاگل ہو جائے گا۔ یہ لڑکی اور اس کے فیصلے اُسے پاگل کر دیں گے۔

وہ بالکل خاموش ہو گیا تھا۔ کہنے کو کچھ رہا ہی نہیں تھا۔

کتنی دیر یونہی گزر گئی۔ عشمیرہ بھی اپنے آخری میسج کے بعد ایک سوالیہ نشان بھیج کر اب کوئی میسج نہیں کر رہی تھی۔
"جاؤ گی کیسے؟"

"وہ خود لینے آئے گا؟"

اُس نے خوفزدہ ہو کر میسج کیا۔ اب کی بار فوری طور پر کوئی جواب نہیں آیا تھا۔ اُسے خوف سا محسوس ہوا۔ یوں لگا جیسے وہ ابھی ہی چلی گئی تھی ضارب سے ملنے۔ اُسکے دل کی دھڑکن بڑھنے لگی تھی۔ اگر وہ اگلے چند منٹوں میں جواب نہ دیتی تو وہ میر ہاؤس پہنچنے کی ٹھان چکا تھا۔ موبائل ہاتھ میں لیے اضطرابی کیفیت میں وہ اپنے آفس میں مسلسل ٹہل رہا۔

"نہیں۔ خود نہیں آئے گا"

بالآخر اٹھارہ منٹوں بعد نوٹیفیکیشن ٹون بجی تو اُس نے سکون کا سانس لیا

"وہ کہہ رہا تھا کہ مجھے اپنے گھر کا ایڈریس بھیجے گا۔ میں وہاں آؤں"

"کیونکہ اُسکی ماما اور سسٹر گھر میں ہی مل سکتی ہیں"

"اوہ اچھا"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُس نے حقیقتاً سکون کا سانس لیا کہ وہ خود نہیں آرہا تھا۔ ایسے میں وہ اپنی طرف سے کچھ کر سکتا تھا۔

"اوکے میں بعد میں بات کرتی ہوں۔ ابھی اپنا ڈریس نکالنے جا رہی ہوں۔"

"ویسے زل کیسا ڈریس پہن کر جاؤں اُسکے گھر۔؟"

"یا ایک کام کرو اچھا سا کلر ہی سیلیکٹ کر دو۔ بلیک، یلو یا بلیو؟"

"ہاں میرے پاس ایک پریل فل فراک ہے۔ وہ جو تم نے بھی دیکھی ہوئی ہے۔ وہ کیسی رہے گی؟"

عشمرہ جلدی میں تھی۔ وہ ڈری ہوئی ضرور تھی مگر اب زل کو محض بتا کر وہ کچھ اچھا محسوس کر رہی تھی۔

وہاں وہ کافی سنجیدہ لگ رہی تھی اور یہاں اُسکی جان پر بنی ہوئی تھی۔ اب اُس کے سوال کے جواب میں وہ اُسے کیا

بتاتا؟ یہ کہ میرا پسندیدہ بلیک کلر ہے وہ پہن جاؤ..... یا یہ کہ پریل فراک تم پہ بہت سوٹ کی تھی وہ پہن جاؤ۔

وہ بتا دیتا اگر اُسے ضارب کے لیے نہ پہننا ہوتا۔ مگر اب۔؟ کتنی ہی دیر وہ کچھ کہہ نہ سکا۔ جب بولا تو جواب سوال کے

برعکس تھا

"سچ پوچھو تو میں چاہتی ہوں تم نہ جاؤ۔"

"لڑکیوں کی عزت صرف اپنی چار دیواری میں محفوظ رہتی ہے عشمرہ۔"

"میری امی کہتی ہیں کہ جب کوئی لڑکی کسی غیر محرم کے لیے گھر کی دہلیز پھلانگتی ہے تو پھر کوئی بھی اُسکی عزت نہیں

کرتا۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

یہ اُس کے دل کی باتیں تھیں۔ ناجانے کیوں اُسے گمان ہوا تھا کہ وہ اُسکی بات مان جائے گی۔ مگر کیسے وہ عشمیرہ تھی۔ اپنی مرضی کی مالک۔

پھر وہ کتنی ہی دیر اُسکے رپلائی کا منتظر رہا۔ دیکھ کر بھی وہ کوئی جواب نہیں دے رہی تھی شاید اُسکی بات نہیں ماننا چاہتی تھی۔

وہاں عشمیرہ اُسے بتا کر پچھتا رہی تھی۔ آج وہ کسی کی مداخلت نہیں چاہتی تھی مگر آج ناجانے کیوں اُسے اپنی اس دوست سے چڑھ گئی تھی۔ آخر ضرورت ہی کیا تھی اسکو سب بتانے کی۔ بلکہ ضرورت ہی کیا تھی اسکو اتنا فری کرنے کی۔ وہ اپنی سوچوں میں مصروف تھی جب دماغ میں ایک خیال آیا۔

"ہاں زمل میں سمجھ گئی تمہاری بات۔"

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔"

"میں یونہی اتنا بڑا قدم اٹھانے والی تھی۔"

"میں ضارب کو منع کر دیتی ہوں۔"

اُس نے ثابت کیا کہ کوئی اُسکا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اُس نے زمل کو اُسی کے مطابق ٹریٹ کیا جیسے وہ مشورے دے رہی تھی۔

"کیا واقعی نہیں جارہیں تم؟"

اُسکا جواب سن کر وہ واقعی حیران ہوا تھا۔ اُسے عشمیرہ سے ایسی کسی عقلمندی اور فرمانبرداری کی توقع نہیں تھی۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"ہاں میں نے فیصلہ کر لیا ہے میں ایسا کچھ نہیں کروں گی"

کچھ سیکنڈ بعد اُسکا سپلائی آیا

"گڈ۔ مجھے بہت خوشی ہے"

وہ کچھ لمحے کے لیے واقعی خوش ہو گیا تھا۔

"اچھا میں لپچ کر کے آئی۔ امی بلارہی ہیں"

عشمرہ نے اُسکی خوشی کے جواب میں بس یہ کہا۔ پھر وہ چلی گئی تھی۔ اور اب کی بار اُسکا روکھا سا جواب اُسے ٹھٹھکا گیا۔

پہلے عشمرہ کا جواب غیر متوقع تھا اور اب اُسکا ردِ عمل۔ ہاں وہ عشمرہ تھی۔ سیدھی کیسے ہو سکتی تھی۔ وہ ضرور زل فاطمہ سے جان چھڑوا رہی تھی۔ اور پھر اُس نے ایک لمحہ لگایا تھا حقیقت جاننے کے لیے فیصلہ کرنے میں۔ "عشمرہ؟"

"تم اتنے دن سے کہہ رہی تھی کہ میں لائیو آؤں۔ آج رات میں لاؤں گی۔ تم بھی لازمی جوائن کرنا"

اُس کے ہاتھ تیزی سے کی بورڈ پر چل رہے تھے۔ اُس نے انجام کی پرواہ نہیں کی تھی کہ اگر وہ واقعی آجاتی تو وہ کیسے لائیو آئے گا؟

شاید اندر کہیں اُسے یقین تھا کہ وہ زل سے جھوٹ بول رہی تھی۔ ہر روز اُس سے ایک ساتھ لائیو آنے کا اصرار کرنے کے باوجود اگر وہ جانے کا پلان کر چکی ہوئی تو وہ کسی صورت اُسے تبدیل نہیں کرے گی۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"کتنے بچے؟"

کچھ دیر بعد اُس کا سپلائی آیا۔ ایک دفعہ پھر انجام کی پرواہ کیے بغیر ایک لمحے کو اُسے خوشگوار حیرت ہوئی
"کچھ کنفرم نہیں۔ لیکن دس بچے کے بعد کا کنفرم ہے"

کچھ سوچ سمجھ کر اُس نے جواب دیا

"نہیں یار اتنی لیٹ نہیں آسکتی میں۔"

عشمرہ کی طرف سے جھٹ انکار آیا

"اصل میں آج ابو گھر نہیں ہیں تو امی رات کو میرے ساتھ ہوں گی۔"

"اِس لیے آج لیٹ نائٹ موبائل یوز کرنا مشکل ہے۔"

اُس نے روانی سے جھوٹ بولے۔

وہ اچھے سے جانتا تھا عشمرہ اپنی ماں کی کتنی پرواہ کرتی تھی۔ خود عشمرہ بھی جانتی تھی کہ وہ زمل کو اپنے بارے میں
سب بتا چکی تھی مگر اُسکے باوجود انکار کر رہی تھی۔

"زمل۔ تم پھر کسی دن کا پلان کر لو"

ایک لمحے میں وہ عشمرہ کی چالاکی سمجھ گیا تھا۔ اب وہ اُسے جواب دینا ضروری نہیں سمجھتا تھا۔ خود عشمرہ بھی کہاں
اُسکے جواب کی منتظر تھی۔ ایک مجروح سی مسکراہٹ نے اُسکے چہرے کا احاطہ کیا۔ موبائل اُس نے سینٹر ٹیبل پر پٹخا
اور کرسی پر بیٹھے پاگلوں کی طرح دونوں ہاتھوں میں بالوں کو جکڑنے لگا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُس کا بس نہیں چل رہا تھا ہر چیز کو آگ لگا دے۔ یا جا کر عشمیرہ کو مار ڈالے۔ اُس کا خون کھول رہا تھا آنکھیں بے تحاشا سرخ پڑنے لگی تھیں۔

تھک کر اُس نے کرسی کی پشت پر سر گرایا تو نظر سامنے لگی گھڑی سے ٹکرائی۔ چار بج رہے تھے۔ اور وہ رات دس بجے کے بعد جانے والی تھی۔

یکدم وہ سیدھا ہو بیٹھا۔ ایک لمحے کو دل چاہا کہ جا کر میر زبیر کو سب حقیقت بتا دے مگر ایسے میں جو نتائج نکلتے اُسکے بدلے وہ لازمی عشمیرہ کو کھودیتا۔ پھر دماغ نے مزید کوئی سنگل دیا۔ ہاں یہی درست تھا۔ اُسے نہ صرف عشمیرہ کو اُس بے غیرت شخص سے بچانا تھا بلکہ اُسے ہر حال میں پانا بھی تھا۔

تھکے تھکے قدموں سے وہ اٹھ کر فریش ہونے چلا گیا۔ واپس آیا تو انٹر کام اٹھائے آفس بوائے سے کافی منگوائی۔ کچھ دیر کافی پینے اور سوچنے کے بعد اُس نے اپنا کوٹ اور لیپ ٹاپ اٹھائے باہر کا رخ کیا۔ ریش ڈرائیونگ کرتے وہ پندرہ منٹ بعد واصل کے گھر کے سامنے موجود تھا۔

READERS CHOICE

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُسے کنزئی سے معلوم ہوا کہ واصف اپنے کمرے میں تھا۔ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے مطلوبہ کمرے کے باہر پہنچ کر اُس نے دروازہ کھولا۔ واصف بیڈ پر گود میں لیپ ٹاپ لیے بیٹھا تھا۔ اُسے آنا فانا اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر حیرت سے پوچھا

"خیریت تو آج بڑی جلدی میں ہے"

"ہاں وہ تیرا ایک دوست بنا تھا کوریامیں۔ جو بڑا زبردست ہیکر تھا۔ اُسکی ہیلپ چاہیے یا بہت ارجنٹ ہے"

تمہید باندھے بغیر وہ سیدھا مدعے پر آیا۔ تمہید کا وقت تھا اُسکے پاس؟

"دوست نہیں تھا وہ بس روم میٹ تھا"

"پتہ نہیں وہ ہیلپ کرے گا بھی یا نہیں"

واصف نے الجھتے ہوئے اُسکے چہرے پر کچھ تلاشنا چاہا مگر اضطراب کے سوا وہاں کچھ نہ تھا

"تو پوچھ تو سہی اُس سے"

اُس نے آگے بڑھ کر واصف کا لیپ ٹاپ اچکتے سائیڈ پر رکھ دیا۔ مطلب صاف تھا اُسے ہر حال میں اپنا کام کروانا تھا وہ

بھی مثبت نتائج کیساتھ۔ واصف سر ہلاتے اٹھ گیا۔ بیڈ کے سامنے پڑے ڈریسنگ پر سے موبائل اٹھایا اور کمرے میں ٹہلتے ہوئے اُس لڑکے کا نمبر ملانے لگا۔

سلام دعا کے دوران اُسکی نظر اُس پر تھی جو بیڈ پر آڑھا ترچھا گرا کس قدر بکھرا ہوا لگ رہا تھا۔ وہ لڑکا اُس سے کافی خوشگوار انداز میں بات کر رہا تھا۔ واصف کے لیے یہی فائدے کی بات تھی۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"کیا ہیک کرنا ہے؟ کب؟ اور کتنی دیر کے لیے؟"

تین منٹ بات کرنے کے بعد واصف نے اُس لڑکے کے سوال پر اُس سے پوچھا

"کسی کا انسٹا اکاؤنٹ کامیابی سے ہیک کروانا ہے"

وہیں لیٹے اُس نے چھت کو گھورتے جواب دیا۔ دماغ میں جھکڑ سے چل رہے تھے۔

"تو پاگل ہو گیا ہے۔ ایک غیر لڑکے سے اب تو عشمیرہ کا اکاؤنٹ ہیک کروائے گا۔"

"تاکہ بعد میں وہ بھی اُس کا فائدہ اٹھاتا پھرے۔"

واصف تو جیسے اُسکے جواب پر پھٹ پڑا تھا۔ اُسے لگا جیسے وہ شخص بھی عشمیرہ کی طرح دماغ جیسے پرزے سے فارغ ہو گیا تھا۔

"تیرا دماغ خراب ہو چکا ہے اُسکے پیچھے مگر میں اُسے بھائیوں کی طرح پروٹیکٹ کروں گا۔"

وہ وہیں لیٹے آنکھیں چھوٹی کیے اب واصف کو گھور رہا تھا جس کا خون شریانوں میں جوش مار رہا تھا۔

اُسے خاموشی سے خود کو دیکھتے پا کر واصف نے بغیر کسی پس و پیش کے اُس لڑکے کی کال کاٹتے معذرت خواہانہ انداز

میں کہا

READERS CHOICE

"سوری میں اس کام میں تیری مدد نہیں کر سکتا"

"ابے اوہ بہن کے بھائی"

وہ خونخوار تاثرات لیے بڑے جارحانہ انداز میں اُسکی طرف بڑھا

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"عشتمیرہ کا اکاؤنٹ ہیک نہیں کروانا"

"پھر؟"

اُسے خون آشام نظروں سے خود کو اتنے قریب سے گھورتا پا کر واصف نے حلق تر کرتے پوچھا

"جس لڑکے سے وہ بات کرتی ہے اُسکا کروانا ہے"

پھر اُسکا موبائل جھپٹے دوبارہ وہ نمبر مل رہا تھا

"کیا کرنے والا ہے وہ؟"

واصف اب ڈھیلا پڑا

"آج سب پتہ چل جائے گا"

وہ بس تاسف سے یہی کہہ سکا۔ وہ لڑکا اب کال نہیں اٹھا رہا تھا۔ اُس نے موبائل واپس واصف کی طرف بڑھا دیا

"ہمت کر۔ میں کچھ کرتا ہوں۔ ہم محفوظ رکھیں گے اُسے"

واصف نے تسلی دی

"آخر کب تک واصف"

"آخر کب تک" READERS CHOICE

"جب تک وہ خود کو خود محفوظ نہیں رکھے گی وہ ایسے ہی مسئلوں میں پھنسی رہے گی"

وہ بے حد افسردہ تھا۔ عشتمیرہ نے اُسے پہلی دفعہ میں ہی تھکا دیا تھا

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"اور اب تو"

"اب تو اُسکے چکر میں گھر سے نکلنے والی ہے۔"

اُس سے نظریں چرا کر کہتے وہ دوبارہ بیڈ پر گرنے کے سے انداز میں لیٹا۔

واصف تو اس انکشاف کے بعد چند لمحے گنگ ہو گیا۔ کیا واقعی وہ زرین کی بہن تھی؟

کچھ دیر اُسے دیکھتا رہا جو شاید کسی بھی وقت رو دیتا۔ پھر اُسکے پاس بیڈ پر جا بیٹھا۔

"تجھے اُس نے خود بتایا؟"

اُسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے اُس نے پوچھا۔ جیسے وہ ابھی کہہ دے گا کہ نہیں مجھے وہم ہوا ہے۔

بدلے میں اُس نے آج دوپہر ہوئی ساری بات و اصف کے گوش گزار دی۔

کتنی ہی دیر تو و اصف انگلیاں منہ میں دبائے بیٹھا رہا پھر کچھ سوچتے ایک پہلو اُسکے سامنے رکھا

"تو کیا پتہ وہ واقعی اپنا ارادہ بدل چکی ہو۔"

"میں اُسے سب سے زیادہ جان گیا ہوں و اصف۔"

وہ اب اٹھ بیٹھا تھا۔ آواز میں جیسے صدیوں کی تھکان تھی۔

"اُس نے مجھے کہا کہ وہ آج رات آنٹی کی وجہ سے موبائل یوز نہیں کر سکے گی۔ اسلیے میں آج لائیونہ رکھوں۔ حالانکہ

میں اور وہ خود بھی اچھے سے جانتی تھی کہ وہ اس معاملے میں بمشکل اپنے باپ سے ڈرتی ہے۔"

سامنے دیوار پر لگی پینٹنگ کو دیکھتے وہ اب مزید بتا رہا تھا

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"ہو سکتا ہے وہ آج واقعی سچ کہہ رہی ہو۔"

واصف نے پھر ایک ممکنہ پہلو سامنے رکھا

"میں نے کہاناں میں اُسکی رگ رگ سے، اُسکی ہر حرکت سے واقف ہوں"

وہ ہنوز اُسی انداز میں بولا۔ پھر اُسکی طرف دیکھتے بولا

"پھر بھی میری دعا ہے کہ جیسا تو کہہ رہا ہے ویسا ہی ہو"

اُسکے لہجے کی تڑپ واصف نے اندر تک محسوس کرتے اُسکے کندھے پر تسلی کے سے انداز میں ہاتھ رکھا

"تو اُس لڑکے کو دوبارہ کال ملا۔"

کچھ دیر بعد وہ پھر بولا۔

واصف دوبارہ اُسکا نمبر ڈائل کرنے لگا۔ اب کی بار تیسری رنگ پر کال اٹھالی گئی تھی۔ کچھ دیر باتوں کے بعد واصف

نے اُسے پریشانی سے اپنی طرف تکتے پا کر بتایا

"وہ کہہ رہا ہے انسٹا اکاؤنٹ ہیک کرنا اُسکے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔"

"اُسکا یوزر نیم بتا جلدی"

اُس نے عشمیرہ کے فالوورز میں سے ضارب حماد کا یوزر نیم اُسے بتایا۔ اور اب خاموشی سے واصف کو بات کرتے دیکھ

رہا تھا۔

پورے پانچ منٹ بعد اُس کی طرف سے مثبت جواب ملا اور اب وہ واصف سے مزید ہدایات مانگ رہا تھا

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"وہ پوچھ رہا ہے ساری چیٹس کے سکرین شاٹ بھیجے؟"

واصف ساتھ ساتھ اُس سے پوچھ رہا تھا

"نہیں اپنی ڈیسک (Any Desk) ایپ یوز کرے۔ اور وہیں بیٹھے مجھے میرے لیپ ٹاپ میں اُسکا اکاؤنٹ کھول کر دے۔"

اب والی اُسکی ہدایت کچھ لمبی تھی۔ دوسری طرف موجود لڑکے کے لیے یہ کام زرا المباتھا مگر اگلے آٹھ منٹ میں وہ اپنے لیپ ٹاپ پر ضارب حماد کا چیٹ باکس دیکھ سکتا تھا۔ کامیابی پر واصف نے اُسے تھمبر آپ کا اشارہ دیا۔ وہ اب اُس لڑکے سے کچھ ضروری تفصیلات پر بات کر رہا تھا پھر بات کرتے کرتے اُسکے ساتھ بیڈ پر آ بیٹھا۔ سامنے اُسکے لیپ ٹاپ پر دیکھتے واصف پر جوش سا بولا

"تیرا کام ہو گیا ہے"

"ہمم دیکھ رہا ہوں"

اُسکے انداز میں خوشی اور جوش مفقود تھا۔ واصف بس اُسے گھور کر رہ گیا

"اُس سے ٹائمنگ پوچھ؟ میں کب تک اُسکا اکاؤنٹ اپنے پاس کھول سکتا ہوں؟"

واصف کو کال بند کرنے کو پر تو لے دیکھ کر اُس نے تیزی سے پوچھا۔ واصف نے اُسکا سوال آگے پیش کیا

"جب تک وہ ای میل کا یا اکاؤنٹ کا پاس ورڈ چنچ نہ کرے"

لڑکے کے بتانے پر اُس نے بتایا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"اور وہ کب تک کرے گا؟"

تھوڑی کھجائے اُس نے ایک اور سوال اٹھایا۔

"جب اُسے عقل آئے گی گھامڑ"

اسکا جواب تو واصف بھی جانتا تھا۔ تبھی چڑ گیا

"کم سے کم اتنی خراب قسمت نہیں ہے تیری کہ آج تو ہیک کرے اور آج ہی وہ پاسورڈ چینیج کر دے"

اُس نے مزید جھاڑا

"اگر اُسے شک ہو گیا؟"

وہ کچھ زیادہ ہی محتاط ہو رہا تھا۔ واصف کو دوبارہ اُس سے پوچھنا پڑا۔ اور اس دفعہ وہ اچھے سے اُسے سمجھانے لگا

"اُسے شک تب تک نہیں ہو گا جب تک اُسے کوئی تبدیلی محسوس نہیں ہوگی اپنے اکاؤنٹ میں۔ اور تجھے تبدیلی کرنی

بھی نہیں۔ بس خاموشی سے اپنا کام کرتے رہنا"

"اوکے"

وہ اب چیٹ باکس سے تمام چیٹس دیکھ رہا تھا۔ واصف نے کال رکھی تو اُسکی آنکھوں کی بڑھتی سرخی دیکھ کر تشویش

ہوئی

"کیا ہوا؟"

"یہ دیکھ"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُس نے سکرین واصف کی طرف موڑ دی۔ اور اب وہ بھی تمام چیٹس دیکھ رہا تھا
"اووہ تو یہ ہر لڑکی سے اسی طرح وعدے کرتا ہے۔"

واصف تاسف سے بول رہا تھا

"اپنا مطلب پورا کیا اور بس"

"اُسے کیا غرض لڑکی سے۔ اور لڑکی بیچاری تو یہ تک نہیں جانتی کہ وہ رہتا کہاں ہے"

"یہ دیکھ پہلے عشمیرہ کو بھی اپنے پیچھے لگائے رکھا کہ اپنے گھر والوں کو جلد بھیجے گا۔ اور جب عشمیرہ نے حقیقتاً زور لگایا
تو اب آخری حد اسکی یہ ہے"

"کہ اُسے اس طرح"

واصف مختلف چیٹس کھول کر پڑھتے ہوئے تبصرہ کر رہا تھا یہ جانے بغیر کے ساتھ بیٹھے شخص کا ضبط ٹوٹ رہا تھا
"پتہ نہیں عشمیرہ ایسے انسان کی باتوں میں کیوں آرہی ہے؟"

اُس نے کمال ضبط کا مظاہرہ کرتے ٹھنڈی آہ بھری

"اُسے کیا پتا میرے بار کہ وہ اُسے بیوقوف بنا رہا ہے"

اُسکی حالت کا اندازہ کرتے واصف نے عشمیرہ کی سائیڈ کلئیر کرنی چاہی۔

"تو اُسے پتہ ہونا چاہیے۔"

"اُسے کیا ضرورت پڑی ہے کہ اُس سے باتیں کرتی پھرے"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

واصف کی بات پر اُسکا دماغ بری طرح گھوما

"یہ"

"یہ دیکھ رہا ہے وہ کیسی باتیں کرتا ہے اُس سے"

عشتمیرہ کی چیٹ اُسکے سامنے کھولتے وہ پھٹ پڑا تھا۔ اُسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ لیپ ٹاپ اٹھا کر زمین پر دے مارتا
"ریلیکس یار۔"

"لڑکیاں نا سمجھ ہوتی ہیں"

واصف نے اُسے ٹھنڈا کرنا چاہا

"نہیں ہوتیں نا سمجھ"

مگر وہ مزید آپے سے باہر ہونے لگا

"میرا دل چاہ رہا میں"

"میں عشتمیرہ کو جان سے مار ڈالوں۔ وہ کیسے اُس کی اتنی گھٹیا باتیں سن سکتی ہے"

اُس نے اپنے بال ہاتھوں میں جکڑ لیے۔ اُسکی حالت دیکھ کر واصف کو دکھ ہوا۔ وہ اب لیپ ٹاپ کا رخ اُسکی طرف کرتے تحمل سے کہہ رہا تھا

"مگر وہ اُسے بڑھاوا نہیں دیتی۔ یہ دیکھ۔ وہ ہر میسج حدود کے دائرے میں رہ کر"

"میں انہیں حدود نہیں مانتا"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اب کی بار وہ لیپ ٹاپ کو درشتی سے دھکیلتے چلا اٹھا تھا
"اُسے..... اُسے جرات کس نے دی کہ وہ نامحرم کی ایسی گفتگو سنے"
"وہ"

"ناجانے وہ اُسکی تصویروں کو کن نظروں سے دیکھتا ہوگا۔"
اُسکی آواز اب بڑھتی جا رہی تھی۔ واصف نے لیپ ٹاپ سائیڈ پر کرتے اُسے دونوں کندھوں سے پکڑ کر واپس بٹھایا
"تبھی تو ایسی..... ایسی باتیں لکھتا ہے اُس کے لیے"
"اور وہ"

"وہ بے وقوف ان سے خوش ہوتی ہے"
اُس کا چہرہ سرخ اور آنکھیں لال انگارہ ہو رہی تھیں۔ واصف کے لیے اُسکو سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا
"یار سنبھال خود کو"

اٹھ کر اُسے پانی کا گلاس دیتے وہ نرمی سے بولا۔ غصے کی شدت اس قدر تھی کہ وہ غٹا غٹ پانی چڑھا گیا۔ واصف مزید
کچھ کہنا چاہتا تھا جب اچانک اُسکی نظر سکرین پر گئی
"عشمرہ نے اُسکے میسج کو لائیک کیا ہے"

اُس نے فوراً اُسے بتایا
"کونسا میسج؟"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُس نے سکرین پر دیکھنا پسند نہیں کیا تھا

"اُس نے ابھی عشمیرہ کو ایڈریس بھیجا ہے۔"

"اُس نے وہی لائیک کیا ہے"

واصف اب دوبارہ سکرین کے سامنے بیٹھا اُسے بتا رہا تھا۔ پھر کچھ دیر وہ واصف کے آگے بتانے کا منتظر رہا مگر واصف

کی خاموشی پر اُسے مڑ کر دیکھنا پڑا۔ اُسے چیٹ پڑھنے میں مگن دیکھ کر اُس سے رہانہ گیا

"اب کیا کہہ رہا ہے؟"

بالآخر اُس نے پوچھ لیا

"کچھ نہیں"

واصف نے سکرین تھوڑی نیچے کھسکاتے اُسے ٹال دیا۔ جیسے کچھ چھپانا چاہتا ہو

"دکھا مجھے"

واصف کے تیور سمجھتے وہ جھپٹنے کے سے انداز میں لیپ ٹاپ واپس اپنے سامنے کر گیا۔

"میری امی اور بہن تمہارا انتظار کریں گی۔ میں انہیں تمہارے آنے کا بتا چکا ہوں۔ اچھا سا تیار ہو کے آنا"

"دیکھ لو تم ہمیشہ کہتی تھی ویڈیو کال کروں۔ اور میں نے ڈائریکٹ تم سے ملنے کا ہی پلان بنالیا۔"

ضارب کے میسج پڑھ کر اُس کا پہلے سے کھولتا خون مزید کھولنے لگا۔ عشمیرہ نے ابھی کوئی میسج نہیں دیکھا ہوا تھا

"آج پہلی دفعہ تم سے ملوں گا۔ بہت سی باتیں کرنی ہے تمہیں سامنے بٹھا کر"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"میں شدت سے منتظر ہوں جانم۔"

اُس کے مزید دو میسج دیکھتے اور عشمیرہ کی طرف سے چاروں میسجز پر لائیک آتے دیکھ کر وہ ضبط کھو بیٹھا
"بسبس"

اُس نے اب کی بار لیپ ٹاپ جیسے پھینکنا چاہا۔ واصف نے سرعت سے لیپ ٹاپ اُس سے لیتے اُسے بیڈ پر بٹھایا۔
"یار پلیز سنبھال خود"

اُس نے واصف کے ہاتھ جھٹک دیے تھے۔

وہ اُسکے غصے پر تاسف سے سر ہلا کر رہ گیا پھر لیپ ٹاپ اُس کی پہنچ سے دور سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر اُسکے بالکل ساتھ آ بیٹھا
"تجھے عشمیرہ کو اُس سے بچانا ہے یار"

کچھ دیر بعد وہ بولا تو انداز سمجھانے والا تھا

"میں اُس لڑکی کی شکل تک دیکھنا نہیں چاہتا"

اُس نے نخوت سے سر جھٹکا

"نہ اُس نے اپنے گھر والوں کی ماں باپ کی کوئی عزت چھوڑی ہے اور نہ ہی اب اپنی رہنے دے گی"

تنفر سے بولتے وہ مسلسل اُسکے اپنی طرف بڑھتے ہاتھ جھٹک رہا تھا

"انکا خاندان ہی ایسا ہے۔ اس کے باپ کی بے جاسختیوں کا بھی ان بہنوں پر کوئی اثر نہیں"

ایک اور سخت فقرہ۔ مگر اس بار واصف تڑپ اٹھا تھا

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"زری کے بارے میں ایک لفظ برداشت نہیں کروں گا میں۔ تجھے سمجھ آیا"

آخر میں اُسکا لہجہ سنگین تھا۔ جیسے ابھی اُسکا ہی گریبان پکڑ لے گا

"اپنے باپ کی خاطر وہ میری محبت سے پیچھے ہٹ گئی۔ اپنے باپ کی مرضی کے مطابق اُس لڑکے سے شادی کی۔ اور

اب کہتی ہے کہ وہ خوش ہے اپنے ابو کے فیصلے سے"

اب کی بار واصل کی آواز خود کلامی کی سی تھی۔ مگر وہ بھی سن رہا تھا۔ واصل کا ضبط کرتا سرخ چہرہ دیکھ کر وہ گہری

سانس بھر کر رہ گیا۔ یہاں ہر کوئی دکھی ہی تھا۔

"آئندہ زری کے خلاف ایک لفظ نہیں۔"

"سمجھا؟"

اُسکی طرف سرخ آنکھیں اٹھا کر دیکھتے وہ جیسے وارن کر رہا تھا۔ اُس نے نظریں چرائیں۔ شاید کچھ زیادہ ہی بول گیا تھا

وہ۔

کچھ دیر دونوں کے بیچ خاموشی رہی۔ شاید دونوں ہی خود پر قابو پار ہے تھے۔ پھر واصل پہلے ہوش میں آیا

"اور اگر تجھے عشمیرہ سے اتنی ہی نفرت ہو رہی ہے تو آئندہ اُسکے پیچھے بھاگنے کی کوئی ضرورت نہیں"

وہ واصل کی طرف ہی دیکھ رہا تھا جواب ایک عزم سے اٹھ کھڑا ہوا تھا

"جار ہا ہوں میں عشمیرہ کو اُس حرام زادے سے بچانے۔ آئندہ اُسکے راستے میں مت آنا۔ چھوڑ دے اُسے"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

وہ بس واصف کو ہی دیکھے جا رہا تھا۔ جواب سائیڈ ٹیبل سے لیپ ٹاپ اٹھائے وِند کو بند کیے بغیر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اُسکی نظریں واصف کا ہی پیچھا کر رہی تھیں۔ دہلیز پر پہنچ کر وہ مڑا افسوس کرتی نگاہوں سے اُسکی طرف دیکھتے آخری دفعہ لب کشائی کی

"لڑکی غلط باتھوں استعمال ہو رہی ہے یہ سن کر تیری بھی سو کالڈ غیرت جوش مارنے لگی ہے"

"نکلانا تو بھی عام مردوں کی طرح ہی".....

اُس نے جیسے حقیقت کا آئینہ دکھایا پھر تیزی سے نکلتا چلا گیا۔ اندر کہیں واصف بھی جانتا تھا کہ حقیقت یہ نہیں تھی۔ کتنے ہی لمحے وہ اُس جگہ کو گھورتا رہا جہاں کھڑے واصف اُسے 'عام مرد' کا طعنہ مار کر گیا تھا۔

"رجاء"

"رجاء کہاں ہو بھئی".....

چھت پر کپڑے پھیلاتی رجاء اس پکار پر گہرا مسکرائی۔ نیچے سے آتش شوربتا رہا تھا کہ ایمن کالج سے آچکی تھی۔ وہ مسکراتی ہوئی اپنے کام میں مگن رہی جانتی تھی چند منٹ بعد وہ اُسے تلاش کرتے کرتے یہاں پہنچ جائے گی۔

"رجاء یا رکھاں گم ہو جاتی ہو۔ کب سے آوازیں دے رہی ہوں"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

توقع کے مطابق وہ سیڑھیاں پھلانگ کر ہانپتی ہوئی اُس تک پہنچی جواب منڈیروں پر دھلے ہوئے پردے پھیلا رہی تھی۔

"ارے ایسی اتنا شور کیوں مچا رکھا ہے؟ پتہ تو تھا تمہیں آج کالج سے کپڑے دھونے کے لیے ہی چھٹی کی تھی میں نے۔"

اُس نے مصروف سے انداز میں جواب دیا

"رجاء رجاء میری پیاری رجاء..... گیس کرو آج کیا ہوا؟"

وہ بے حد جوشیلے انداز میں، زبردستی اُسکے کندھے سے چپکتے بولی

"کیا ہوا؟"

رجاء نے ایک بھر پور نظر اُسکے کھلے ہوئے چہرے پر ڈالی۔ وہ کافی زیادہ خوش لگ رہی تھی۔

"تم گیس تو کرو..."

اُسکے کندھے پر سر رکھے وہ لاڈ سے پوچھ رہی تھی۔

"وہ تمہارے محبوب نے کال کی ہوگی۔"

اب کی بار اُسکے ہاتھ میں پکڑے موبائل پر گہری نظر ڈالتے رجاء نے اندازہ لگایا کیونکہ ایمن کے سر پر آجکل محبوب

عالم ہی سوار رہتا تھا۔

"نہیں۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"بلکہ وہ آج کالج کے باہر آیا تھا۔"

ایمن نے شرماتے ہوئے بتایا۔ چہرے پر بے تحاشا رنگ بکھرے ہوئے تھے
"کیا"

"ایمی پاگل ہو تم؟ کیوں بلایا تھا تم نے؟"

اُسکے برعکس رجاء اُسکی بات سن کر پریشان ہو چکی تھی۔

"آج میں نے چھٹی کی تو تم نے اتنا بڑا قدم اٹھالیا۔"

اُس نے ایمن کو پرے کرتے ناراضگی سے کہا

"یار رجاء موڈ مت خراب کرنا میرا۔"

ہمیشہ کی طرح وہ الٹا ناراض ہو گئی۔ جانتی جو تھی کہ رجاء ہمیشہ کہ طرح اُسکی خفگی کی پرواہ کرے گی۔

"مگر ایمی میری بہن یہ اچھی بات نہیں ہے۔ اگر کسی کو زرا سا بھی شک ہو تو تمہارے لیے مسئلہ بنے گا"

رجاء نے نرمی سے سمجھایا۔ وہ خاموش رہی پھر اُسکی بات سمجھتے بڑی آسانی سے بولی

"اچھا منع کر دوں گی اُسے کہ آئندہ نہ آئے۔"

"ویسے میں نے آج بھی منع کیا تھا پر وہ مانا ہی نہیں۔ کہہ رہا تھا ایک دفعہ تصویروں سے باہر دیکھنا چاہتا ہے"

اُس نے ہمیشہ کی طرح رجاء کو اُسکا کہا بتا دیا۔

آخری بات کہتے اُس نے ڈھیلی سی چٹیا سے لگتے بال شرما کر کانوں کے پیچھے اڑ سے

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"تمہیں پتہ ہے رجا وہ اتنا پیارا لگتا ہے مجھے اتنا پیارا کہ کیا بتاؤں"

ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ رجا نے آخری پردہ منڈیر پر پھیلاتے اُس کی مسرور سی آواز سنی
"پہلے جب میں آنکھیں بند کرتی تھی تو وہ میرے سامنے آ جاتا تھا۔ اور اب...."

اپنا کام مکمل کر کے رجا نے پلٹ کر اُسے دیکھا۔ ہمیشہ کی طرح وہ اپنی رازدان کے سامنے اپنے جذبات کا کھل کر
اظہار کر رہی تھی

"اب تو وہ مجھے کھلی آنکھوں سے بھی دیکھنے لگا ہے۔"

ہوا میں گول گول گھومتے وہ دیوانوں کی طرح بول رہی تھی۔

"چاروں اور، ہر منظر میں، ہر چہرے میں، ہر احساس میں بس وہی ہے۔"

کمر تک آتی ڈھیلی سی چٹیا ہوا کے دوش پر لہرا رہی تھی۔ دونوں بانہیں کھولے وہ بس ملائم ہوا کو اپنے اندر اتارتے
گھومے جارہی تھی۔ ہاں محبت نے اُسے ہواؤں کا باسی بنا دیا تھا۔ وہ اب زمین زاد کہاں رہی تھی؟
"اتنی محبت ایسی؟"

رجا نے اپنے سامنے کالج یونیفارم میں گھومتی اُس لڑکی کی محبت پر خوفزدہ ہوتے پوچھا

"ہاں بہت محبت کرتی ہوں اُس سے۔"

رجا کے سوال پر وہ رُک کر اُسے بتانے لگی۔ پھر اُس کے قریب جا کر

"اور تمہیں پتہ ہے وہ تو مجھ سے میرے سے بھی زیادہ پیارا کرتا ہے۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

لطیف سے انداز میں بولتی وہ مسکرائے جارہی تھی۔

"تمہیں کیسے پتہ؟"

رجاء نے اُس مسکراتے حسین چہرے کو دیکھ کر نگاہ چرائی۔ بھلا وہ کہاں چاہتی تھی کہ اُسکی عزیز از جان خالہ زاد، اُسکی سہیلی، اُسکی ہمراز کو اُس کی رشتک بھری نظروں سے نظر لگ جائے۔

"اُسکی باتوں سے"

"اتنی پیاری باتیں کرتا ہے۔ جیسے تم کہتی ہونا میری ہر بات میں اُسکا ذکر ہوتا ہے۔ ویسے ہی اُسکی ہر بات میں میرا ذکر ہوتا ہے۔"

وہ جب جب اُسکا نام لیتی تھی رجا کو اُسکے چہرے پر سکون اترتا محسوس ہوتا تھا۔ گزشتہ آٹھ مہینوں میں محبوب عالم کی محبت نہ صرف اُسکے دل میں بلکہ اُسکی رگ و پے میں سرایت کر چکی تھی۔ ہر بار محبوب کا ذکر کرتے ہوئے گلاب کی بند کلی سا ایسی کا چہرہ، پنکھڑی پنکھڑی کھلنے لگتا تھا۔

"اچھا کرتا ہوگا۔"

نثار ہوتی نظروں سے اُسے دیکھتی رجا نے کمال لا پرواہی کا مظاہرہ کیا۔ آخر یہ بھی ضروری تھا۔ وہ ایمن کو ہر طرح کے حالات کے لیے تیار رکھنا چاہتی تھی۔

"رجاء، محبوب کے خلاف مت بولا کرو۔ تم اُس سے خار کیوں کھاتی ہو؟"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

وہ تاسف سے پوچھ رہی تھی۔ ایک رجا ہی تو محبوب اور اُسکی محبت کے سب رازوں سے واقف تھی اور وہی اُسے ہمیشہ موقع ملنے پر ٹوک دیتی تھی

"نہیں بس مجھے ٹھیک نہیں لگتا یہ ریلیشن۔"

اُس نے دھیمی آواز میں کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی یار۔ تم اور بھائی بھی تو ایک دوسرے سے محبت کرتے ہو۔ بلکہ تم تو بھائی سے اتنا زیادہ پیار کرتی ہو"

ایمی نے ہمیشہ کی طرح برا مناتے، ساتھ اُسکی محبت بھی یاد دلائی۔ رجا نے سنجیدگی سے کہا

"بالاج کو تو میں جانتی ہوں۔ بچپن سے اُسے دیکھتی اور جانتی آرہی ہوں۔ میرا خالہ زاد ہے۔ میرے لیے قابل اعتبار اور قابل محبت ہے۔"

"آہم آہم"

"میرے بھائی بھی کم دیوانے نہیں ہیں تمہارے۔"

محبوب، ناراضگی اور اعتراض سب ایک لمحے میں بھولے وہ اب بس اپنی سکھی کو دیکھ رہی تھی جو پور پور اُسکے بھائی کی محبت میں سالوں سے گرفتار تھی۔ اُسکی بات پر اب کی بار رجا کے چہرے پر گلال اتر

"ہاں دیوانہ تو بہت ہے۔"

چہرے پر بکھرے رنگوں سے بے خبر رجا نے بھی کھلے دل سے اعتراف کیا۔

"آئے ہائے۔ میری بنو شرمہاں ہے"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

ایمی نے شرارت سے اُسکے ٹھوکا مارا

"کہتی ہو تو امی سے کہہ کر ہاتھ پیلے کروادوں"

آنکھ مارتے وہ مزید اُسے سٹپانے پر مجبور کر گئی

"چپ رہو بد تمیز۔"

رجاء نے نظروں چراتے اُسکے سر پر چیت لگائی

"بالاج کو لگے گامیں نے ایسی کوئی بات کہی ہے خالہ سے"

اب وہ اُسکے سامنے سے ہٹ کر چھت پر ٹھلنے لگی تھی

"اچھا ہے ناں بھائی تو خود یہی چاہتے ہیں بس کہتے نہیں ہیں۔"

اُس نے اپنی پشت پر ایمی کو بولتے سنا۔ بالاج کی چاہت کو رجاء سے بہتر کون جانتا تھا؟

اُسکا سامنا کرنے سے بچتی، وہ مسکراہٹ دبانے لگی۔

"اور جب اُنہیں پتہ چلے گا اُنکی رجاء نے کام آسان کر دیا وہ تو تمہارا منہ چومس"

"ایمی ایمی"

اس سے پہلے کہ وہ مزید گویا افشائیاں کرتی رجاء نے تیزی سے پلٹ کر اُسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

"بہت بے باک ہو گئی ہو تم۔ خاموش رہو۔!"

اُس نے ڈپٹا۔ البتہ ایمی اثر لیے بغیر اب شرارتی انداز میں بائیں آنکھ دبا رہی تھی۔ رجاء نے مزید گھبرا

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"اگر اب کچھ بولی ایسا ویسا میں غصہ ہو جاؤں گی۔"

اس دفعہ ایکی نے فرمانبراری سے سر ہلایا تو رجا نے اُسکے ہونٹوں پر سے ہاتھ ہٹائے

"افف نہیں بولتی بھئی۔ تم بس شرمانا بند کرو۔"

"مجھے یہ بتاؤ محبوب نے تصویر بھیجی یا نہیں؟"

رجا نے بات بدلی

"اُس نے کہا تھا پہلے ایک دفعہ مجھے دیکھے گا پھر تصویر بھیجے گا۔"

رجا نے آٹھ مہینوں میں اُسکی ہزاروں دفعہ سنی جانے والی شرط پھر سے سُن کر برا سامنہ بنایا

"ہاں وہ تو پتہ ہے۔ پر آج دیکھ تو لیا ہے پھر بھیجی کیوں نہیں تصویر؟"

اُسکے تیور بگڑے۔ محبوب عالم کو شیطیں رکھنا بہت پسند تھا اور اُسکی یہی بات رجا کو سب سے بری لگتی تھی۔

"بھیج دی ہے۔"

زبان دانتوں تلے دبا کر بولتی وہ بالکل بچی لگ رہی تھی۔ اب کی بار اُسکا چہرہ ہی نہیں آنکھیں بھی مسکرا رہی تھیں

"دیکھاؤ مجھے"

اُسکی چالاکی سمجھتی رجا نے جھپٹ کر اُسکے ہاتھ سے فون لینا چاہا مگر وہ پوری چھت پر بھاگنے لگی۔

"دیکھاناں ایکی"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

ایمی آگے آگے جبکہ رجا اُسکے پیچھے بھاگ رہی تھی۔ پوری چھت پر ایمی کی کھلکھاہٹ گونج رہی تھی۔ اُسی طرح بھاگتے ہوئے وہ نیچے جاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھی تو رجا بھی پھرتی سے اُسکے پیچھے لپکی۔ پہلی سیڑھی اترنے سے پہلے ہی وہ اوپر آتے وجود سے بری طرح ٹکرائی

"سنجھل کر رجا"

مقابل نے کندھوں سے تھام کر اُسے بروقت سنبھالا۔

جہاں اس آواز اور خوشبو پر رجا کا دل تیزی سے دھڑکا وہیں چند قدم کے فاصلے پر کھڑی ایمی نے کھانستے ہوئے دونوں کو متوجہ کیا

"آہم آہم۔"

"جب سنبھالنے والا ہر قدم پہ موجود ہو تو رجا کو کیا ضرورت احتیاط کی۔"

معنی خیز انداز میں خوبصورتی سے کیے ایمی کے تبصرے پر جہاں رجا بری طرح شرمائی، بالاج بھی اُس جادوئی لمحے سے نکل کر جھینپتے ہوئے اُس سے دور ہوا

"بہت بڑی باتیں کرنے لگی ہے میری ایمی۔"

اُس نے مصنوعی سنجیدگی سے کہتے ایمی کے سر پر چپٹ لگائی

"آپکی ایمی بڑی جو ہو گئی ہے۔"

اُس نے بڑے فخر سے گردن اکڑائی۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"اللہ میری 'بڑی ایبی' کے نصیب اچھے کرے۔"

بد نصیب بھائی بڑے خلوص سے دعا دے گیا۔ اس بات سے قطعی بے خبر کہ جوانی کا اتنا ناشاکسی غیر مرد کی محبت نے ہی چڑھا رکھا تھا۔

"یہ ہر وقت موبائل کے ساتھ ہی کیوں نظر آتی ہو تم دونوں۔؟"

ایبی کے ہاتھوں میں دبا موبائل دیکھ کر اُسے دونوں کے آگے پیچھے بھاگنے کی وجہ سمجھ آئی تو وہ کڑے تیوروں سے استفسار کرنے لگا۔

"ہم دونوں کا ایک ہی موبائل ہے ناں بھائی اس لیے اپنی اپنی باری کے لیے لڑتی ہیں ہم۔"

اُسکے سوال پر رجا بڑا کڑا لگئی تھی۔ جبکہ ایبی نے بغیر ڈرے بڑی خوبصورتی سے ٹالا

"اچھانی الحال چھوڑو اس موبائل کو۔ تمہیں امی بلار ہی ہیں کوئی کام کروانا ہے انہیں"

"اور رجا تم میرے کمرے میں آؤ۔"

اُس نے بڑے رعب سے ایک ساتھ دونوں کو مخاطب کیا۔

رجا کو فرمانبرداری سے سر ہلاتے دیکھ کر ایبی کو زبردست اچھو کا لگا۔ یہ حرکت سراسر دونوں کو چھیڑنے کے لیے

تھی۔ اُسکے معنی خیز اچھو کو سنتے بالاج نے جھینپ چھپاتے کڑے تیوروں سے ایبی کو مخاطب کیا

"رجا سے اپنے کپڑے استری کروانے ہیں۔ کہتی ہو تو تمہیں لے جاتا ہوں۔"

"نہ نہ بھائی مجھے معاف رکھیں۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

بالاج کے سنجیدگی سے کہنے پر اُس نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔ آجکل تو کام سے ویسے ہی اُسکی جان جاتی تھی۔ ہر وقت محبوب سے بات کا بھوت جو سوار رہتا تھا

"آپکی رجاء آپکو بہت مبارک ہو۔"

اُس نے اس فقرے کا اضافہ کرنا بھی ضروری سمجھا۔ رجاء مسلسل دونوں بہن بھائی سے نظریں چرا رہی تھی۔ اب کی بار تو بالاج بھی تیزی سے سیڑھیاں اتر گیا۔ ایسی کچھ زیادہ ہی تنگ کرنے لگی تھی انہیں۔

"بالاج کے سامنے بھی تمہاری زبان نہیں رکتی ایسی۔"

اُس کے جاتے ہی رجاء نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے اُسکا کان ہی پکڑ لیا۔

"اچھا ناں میری بنو کم شرمایا کر"

ایسی نے شرارت سے ٹوکتے اپنا کان اُسکی گرفت سے نکالتے سہلایا

"یار امی نے مجھ سے برتن دھلوانے ہیں۔ کب سے اس لیے ہی بلارہی ہیں۔ تم کردو میرا کام۔"

اُس نے مسکین صورت بنائی۔ رجاء نے آنکھیں چھوٹی کیے اُسے بھرپور گھوری سے نوازا

"رجاء پلیز ناں۔ محبوب کی کال آرہی ہے۔ یہ دیکھو"

رجاء کے ہاتھ پکڑے وہ منت پر اتر آئی۔ ساتھ موبائل کی سکرین اُسکے سامنے بھی کردی جہاں میسنجر پر واقعی اُسکی کال آرہی تھی۔

"نو۔ میں نہیں کر رہی تمہارا کام۔ ویسے بھی تم نے مجھے اُسکی فوٹو نہیں دکھائی۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

صاف انکار کرتی رجاء سیڑھیاں اترنے لگی

"تم میرا کام کر کے واپس آؤ پھر دکھاتی ہوں پلیززز۔"

ایمی نے لپک کر اُسکی کلائی تھامے التجا کی۔ کال پھر سے آنے لگی تھی اور اب کی بار وہ رجاء کا جواب سننے کے لیے بھی نہیں رُکی تھی۔

رجاء نے تاسف سے اُسے جاتے دیکھا پھر بالاج کے کمرے میں چلی گئی۔ وہ وہاں نہیں تھا البتہ واشروم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔ کچھ دیر پہلے اُسکے ساتھ ہوئے ٹکراؤ کو یاد کرتے وہ مسکراتی ہوئی بیڈ پر رکھے کپڑوں کی طرف بڑھ گئی۔

کپڑے استری کرنے کے بعد بڑی محبت سے جوتا اور باقی سامان ترتیب سے رکھنے کے بعد وہ اُسکی الماری میں سر دیے بکھرے ہوئے کپڑے درست کرنے لگی۔

"رجاء!"

اپنے کان کے پاس اچانک اُسکی بلند آواز پر وہ دہل کر پلٹی

"اففف ڈرادی مجھے بالاج"

دل پر ہاتھ رکھے اُس نے خفگی سے کہا

"بس یہی دن دیکھنا رہ گیا تھا جب میری رجاء مجھ سے ہی ڈرنے لگے۔"

وہ بھی بالکل ایسی کی ہی طرح تھا۔ رجاء کی خفگی پر الٹا اُسی سے ناراضگی سی باتیں کرنے والا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"ایسے اچانک آکر اتنی بھیانک آواز نکالو گے تو تمہاری رجا کیا کوئی بھی کمزور دل کا انسان ڈر جائے گا۔"

وہ غصے سے ڈانٹ رہی تھی

"اوہ اچھا کمزور دل ہے تمہارا"

بالاج نے ایک ہی جست میں درمیانی فاصلہ سمیٹتے اُسے الماری کے ساتھ لگنے پر مجبور کر دیا۔ اُسکی حرکت پر رجا کی پلکیں جھکیں جبکہ وہ اب بڑی فرصت سے اُسے تکتے کہہ رہا تھا

"ایک دو سالوں میں تم ہمیشہ کے لیے میری ہو جاؤ گی۔ پھر اس کمزور دل سے گزارا نہیں ہونا۔"

"تم بھی ناں بالاج۔ تب کی تب دیکھی جائے گی۔"

سرعت سے اُسے دھکیلتی اُسکے پہلو سے نکل کر وہ کچھ فاصلے پر جا کھڑی ہوئی

"ابھی کوئی اور کام ہے تو بتاؤ"

"ہاں اب تو ایک ہی کام رہ گیا ہے۔ رات کو چھت پر آنا۔ جھولے پر بیٹھ کر باتیں کریں گے۔"

بالاج نے نیا حکم نامی جاری کیا۔

"نہیں بالاج اب ہم بڑے ہو گئے ہیں۔ سب نوٹس کرتے ہیں اور"

وہ فوراً ٹوکنے لگی

READERS CHOICE

"وہ سب، ساری داستان جانتے ہیں رجا۔ بچپن سے ہم دونوں کا ایسا ہی ساتھ ہے۔ سب کو معلوم ہے خوبصورت

صبحوں، حسین شاموں اور چاندنی راتوں میں اُس جھولے کی رونق صرف رجا اور بالاج ہیں۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

وہ محبت سے بولا۔ نرمی اور محبت سے کہی اُسکی بات پر رجا نے خود کو ہواؤں میں محسوس کیا
"کہاں کھو گئیں؟"

اُسے کچھ دیر خاموش دیکھ کر بالاج نے چٹکی بجا کر اُسے متوجہ کیا
"تصور میں جھولے پر تو نہیں پہنچ گئیں؟"

بھرپور شرارت سے پوچھتا وہ بالکل ایسی کی فوٹو کاپی لگا تھا۔ رجا بری طرح سٹیٹائی۔ سر نفی میں ہلاتے اُسکے کمرے
سے سرپٹ بھاگی۔
بالاج مسکراتا ہوا نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔

دوپہر سے شام تک خالہ کے ساتھ سارے کام نمٹا کر، چھوٹی مشعال کو ہوم ورک کروا کر وہ ایمن کو تلاش کرتی
دوبارہ چھت پر گئی۔ حسبِ توقع وہ اب تک یونیفارم میں ملبوس جھولے پر بیٹھی کال سن رہی تھی۔
"ایمی"

"اب تک کال"

رجا کو واقعی تشویش ہوئی۔ ایک دو گھنٹے کی چیٹنگ اور کال سے شروع ہونے والا یہ معاملہ اب سنگین نوعیت اختیار
کر چکا تھا۔ ایمن نے اُسے دیکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر چند منٹ بعد کال کاٹ دی
"ٹائم دیکھ رہی ہو؟ مغرب کا وقت بھی نکل گیا ہے۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

رجاء نے سختی سے گھر کا

"کیا مغرب ہو بھی گئی؟"

ایمی بھی چونکی۔ ہاتھ میں پکڑے موبائل سے ٹائم دیکھا تو حیران رہ گئی۔ وقت گزرنے کا تو پتہ ہی نہیں چلا تھا۔

"ہاں بالکل۔ تمہارے اپنے کان کہاں تھے؟ آذان کی آواز سنائی نہیں دی؟"

رجاء نے غصے سے پوچھا

"نہیں مجھے محبوب کی آواز کے علاوہ کوئی آواز نہیں آرہی تھی۔"

جھولے کی پشت پر سر گرائے، آنکھیں موندے وہ تو کسی اور ہی جہان میں پہنچی ہوئی تھی۔

"ایمی دماغ خراب تو نہیں ہو گیا؟"

رجاء چاہ کر بھی لہجہ سخت نہیں رکھ سکی۔ اُسکے نرمی سے پوچھنے پر ایمی ہمیشہ کی طرح اپنے دل کا حال بتانے لگی

"ہاں رجاء۔ مجھے لگتا ہے میں محبوب عالم کی محبت میں پاگل ہو گئی ہوں۔"

"اتنی محبت مت کرو ایمی۔"

رجاء ٹوکتے ہوئے جھولے پر اُسکے ساتھ بیٹھ گئی

"ناجانے وہ ہے کون؟ تمہارے اتنے اعتبار کے قابل ہے بھی یا نہیں؟"

اپنے پہلو سے رجاء کی آواز سن کر وہیٹ سے آنکھیں کھول چکی تھی

"تم تو ہر وقت ایسے ہی کہتی ہو۔ مجھے تم سے بات ہی نہیں کرنی۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُسکی طرف سے منہ پھیرتی وہ جھولے سے ہی اٹھ گئی

"ایمی"

رجاء نے تڑپ کر اُسکی کلائی پکڑے روکا۔ اس پوری دنیا میں اپنی خالہ اور اُنکی تین اولادوں کے سوار جاء کا تھا ہی کون؟
پھر اُن میں سے کسی کو ناراض کرنے کا تصور ہی اُسکی سانس روکنے لگتا تھا۔ اور جتنا لگاؤ اُسے ایمی اور بالاج سے تھا اُسکی
تو کوئی مثال نہیں تھی

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

READERS CHOICE

اسلام علیکم!

مسٹر رائیٹ منال ثنا

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"میں نے کبھی بھائی کے متعلق ایسا کہا؟"

ایک پلٹ کر ناراضگی سے پوچھ رہی تھی۔ رجاء نے اُسے واپس اپنے ساتھ بٹھایا اور اب کی بار بے حد نرمی اور محبت سے کہا

"دیکھو ایسی میں ہمیشہ کہتی ہوں کہ تمہارا بھائی میرا خالہ زاد ہے۔ بچپن سے میں اُسکے ساتھ ہوں بالکل ویسے جیسے تم اور مشی ہو۔ وہ ہم تینوں سے محبت کرتا ہے۔ ہاں محبت کی نوعیت الگ ہے۔ مگر میرے لیے سب سے اہم بات ہے کہ وہ اچھا انسان ہے۔ وہ کبھی میرا بُرا نہیں چاہے گا۔"

"محبوب بھی اچھا انسان ہے اور تم تو ایویں کہتی ہو کہ وہ اعتبار کے قابل نہیں ہے۔ آج اُس نے اپنی دادی سے میری بات کروائی۔"

اُس نے منہ بنا کر نئی اطلاع دی۔ وہ رجاء کی بات سمجھی تھی نہ اُسے سمجھنا تھی۔ نادانی کی عمر میں جب آنکھوں پر محبت کی پٹی بندھ جائے پھر سہی غلط کی تمیز باقی نہیں رہتی۔ پھر محبت کے سوا کچھ نہیں سوچتا۔ ایسی کا بھی یہی حال تھا۔

"ہیں کیا سچ میں؟"

اس دفعہ رجاء بھی حیران ہوئی۔ اگر محبوب عالم اپنی دادی سے بات کروا رہا تھا تو وہ واقعی کھرا انسان تھا۔

"ہاں تو اور کیا۔ بہت اچھی ہیں وہ بھی۔ مجھ سے اتنے پیار سے بات کی، میری اتنی تعریف کی اور مجھے اپنے گھر انوائٹ بھی کر رہی تھیں۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

ایمی ناراضی بھلائے حسبِ سابق شروع ہو چکی تھی۔ پہلے صبحِ شام محبوب عالم کے قصیدے تھے تو اب اُن میں اُسکی دادی کا بھی اضافہ ہو چکا تھا۔

"واہ کیا بات ہے۔ اس محبوب عالم نے تو متاثر کیا ہے مجھے۔"

رجاء کے تبصرے پر اب کی بار ایمی اندر تک پُر سکون ہوئی

"اب فوٹو بھی دکھاؤ"

اس دفعہ اُسکے کہنے پر ایمی موبائل سے اُسکی تصاویر دکھانے لگی

"ہائے ایمی یہ تو کتنا ڈیشننگ، کتنا ہینڈ سم ہے"

رجاء تو حیران رہ گئی تھی۔ ایمی یو نہی دیوانی نہ تھی وہ واقعی پیارا تھا۔

"تمہاری ایمی کا ہے ناں اس لیے۔"

مسکراتے ہوئے اُس نے فخر سے اس بات کا اضافہ کیا۔ وہ تو اُسے، بس اُسے اپنا سمجھنے لگی تھی

"یہ پیچھے اس کا گھر اور گاڑی ہے؟"

رجاء کسی تصویر کو دیکھ کر پوچھ رہی تھی۔ ایمن نے زور و شور سے سر ہلایا

"وہ کہتا ہے میں، اُسکی اور اس گھر کی ملکہ ہوں۔"

ایمی کے چہرے سے تو مسکراہٹ جدا ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ اور چہرے پر اتر اگلا ل، وہ تو اُس روز سے اُسکے

چہرے پر ہمہ وقت رہتا تھا جب سے محبوب عالم اُسکی زندگی میں آیا تھا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"اوائے ہوئے ایبی۔ یہ تو سچی دیوانہ ہے۔"

رجاء پرجوش سی اُسکے ساتھ لپٹ گئی۔ اب ایبی بے تحاشا پُرسکون ہو گئی تھی کہ رجاء پہ چھائے بے اعتباری کے بادل چھٹ رہے تھے

"چلو اب میں ذرا یونیفارم بدل کر امی کو اپنی شکل دکھا آؤں۔"

ایبی نے اٹھتے ہوئے کہا

"رات کو بھائی کے ساتھ پھر میٹنگ ہے؟"

جاتے ہوئے وہ شرارت سے پوچھ بیٹھی

"ایبی یار۔ تمہیں اتنی ہماری میٹنگ میں دلچسپی ہے تو تم بھی آجانا۔ ہم بخوشی تمہیں بھی شامل کر لیں گے اور مل کر

باتیں کریں گے ویسے بھی ہم دونوں صرف تم سب کی ہی باتیں کرتے ہیں۔"

"اچھا اچھا زیادہ صفائیاں نہ دو۔ پتہ ہے مجھے مذاق کر رہی ہوں۔"

رجاء کے نان سٹاپ صفائی دینے پر ایبی نے روک دیا

"ویسے بھی میں نہیں آسکتی۔ رات کو مجھے محبوب سے بات کرنی ہے۔"

اُس نے نئی اطلاع دی۔ وہ چاہ کر بھی رجاء سے کچھ نہیں چھپا سکتی تھی۔

"پھر سے؟"

رجاء کو حیرت ہوئی

مسٹر رائیٹ منال ثنا

”مممم“

”ایکمی میں سوچ رہی تھی محبوب کی طرف سے بات اتنی آگے بڑھ گئی ہے تو کیوں ناں اب بالاج کو بتادیں تاکہ وہ رجاء نے مشورہ دیا مگر وہ فوراً ٹوک گئی

”نہیں رجاء۔ تمہیں قسم ہے میری۔“

”میرے راز کبھی کسی کے سامنے بھولے سے بھی نہیں کہو گی“

اُس نے پابند کرنا چاہا

”لیکن بالاج کو بتانا اچھا ہے۔ وہ تمہیں سپورٹ کرے گا۔ محبوب بھی تو شادی کرنا ہی چاہتا ہے ناں“

رجاء نے تحمل سے سمجھایا مگر وہ کسی صورت ماننے والی نہیں تھی

”نہیں رجاء۔ فی الحال کسی سے کچھ نہیں کہنا۔ پہلے مجھے محبوب سے پوچھ لینے دو۔“

پھر سے محبوب؟ رجاء نے تاسف سے اُسکی طرف دیکھا۔ جیسے کہہ رہی ہو ”اپنے بھائی سے بات کرنے کے لیے بھی

اب تم محبوب سے اجازت لو گی؟“

”تم قسم کھاؤ میرے سر کی۔“

رجاء کی آنکھوں میں نظر آتے شکوے دیکھ کر اُس نے اُسکا ہاتھ پکڑے اپنا سر پر رکھ لیا

”قسم کھاؤ کبھی بھی کسی سے کچھ نہیں کہو گی۔“

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"اگر امی یا بھائی کو پتہ چلا وہ مجھ سے موبائل لے لیں گے، محبوب سے بات کیسے کروں گی؟ اُسے دیکھوں گی کیسے؟

میں مری جاؤں گی اُسکے بغیر رجا۔ ایک لمحہ نہیں گزار سکتی اُس سے بات کیے بغیر"

وہ دہشت زدہ ہو گئی تھی جیسے اُس سے محبوب عالم کو چھین ہی لیا جائے گا۔

رجا جو اُسکی تڑپ پر ششدر تھی کچھ سنبھل کر بولی۔

"اچھا میری ماں نہیں کہوں گی۔ ایسے کمزور لڑکیوں کی طرح بی ہیومت کیا کرو۔"

اُس نے آگے بڑھ کر امی کی آنکھوں کے نرم گوشے صاف کیے۔ وہ مسکرا کر رجا کے کندھے سے لگی۔ یو نہی تو تھیں

وہ دونوں۔ ایک دوسرے کی بات کا پاس رکھنے والیں۔ ایک دوسرے پر جان چھڑکنے والیں۔

"چلو اب میں پھر ریٹ ہی کر لیتی ہوں۔"

کچھ دیر بعد امی کو شرارت سو جھی تو وہ اپنی پرانی ٹون میں لوٹ آئی۔

"ہیں اب ریٹ کہاں سے آگئی؟"

رجا نے چونک کر اُسے دیکھا جو زبان دکھا کر اُسے چڑاتی سیڑھیاں پھلانگنے لگی

"نہیں امی کی بچی۔ آج روٹیاں تم ڈالو گی۔"

اُسکی چالاکی سمجھتی رجا تیزی سے اُسکے پیچھے لپکی

"میں پہلے ہی تمہارے حصے کے اتنے سارے کام کر چکی ہوں۔ ویسے بھی تم زیادہ اچھی روٹی بناتی ہو۔"

"امی رُک جاا"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُسکے پیچھے بھاگتے وہ مسلسل بولتی جا رہی تھی اور کھلکھاتی ہوئی ایسی لاؤنج اور کمروں میں اُسے بھگاتی پھر رہی تھی۔

"ہااے میں تھک گئی۔ اچھا بنادوں گی روٹیاں"

تھک کر بیڈ پر ڈھیتے ایسی نے دہائی دی۔ رجا نے اُسکے مان جانے پر سکون کا سانس لیا اور بیڈ پر اُسکے ساتھ جا لیٹی۔ اب دونوں ہی اپنی بچکانہ حرکتوں پر کھلکھلا رہی تھیں۔ باہر لاؤنج میں بیٹھی خالہ اور بالاج اُنکی آوازوں پر مسکرا رہے تھے۔ اُنکی زندگیوں میں ساری رونقیں اُن دونوں کے دم سے ہی تو تھیں۔

ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے اُس نے لیپ ٹاپ ڈیش بورڈ پر رکھا اور گاڑی سٹارٹ کرنے لگا۔ ابھی چند سیکنڈ ہی گزرے تھے کہ اندر سے وہ بھاگتا ہوا آیا اور اُسکے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا

"کیوں آیا ہے؟"

واصف نے تیوری چڑھائے دریافت کیا

"میں نے وہ سب غصے میں کہہ دیا تھا۔"

سیٹ بیلٹ پہنتے اُسکا لہجہ کافی دھیماتا تھا

"تو؟"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُس کے تیور دیکھ کر بھی واصف کا موڈ بہتر نہیں ہوا تھا

"شدید محبت کرتا ہوں عشمیرہ سے۔"

اب کی بار اُس نے بتایا

"تو؟"

واصف کا انداز اب بھی ہنوز تھا جیسے اُسکے اعتراف سے کوئی فرق نہ پڑا ہو

"اُسے کسی حال میں، کبھی بھی نہیں چھوڑ سکتا۔"

واصف کے انداز سے چڑتے اُس نے دانت پیس کر کہا

"سوچ لے وہ اب بھی وہی عشمیرہ ہے جو ایک نامحرم کی محبت میں اس قدر کھو چکی ہے کہ اُسکی خاطر آج رات کے

اندھیرے میں اپنے گھر کی دہلیز پار کرنے والی ہے"

واصف نے جان بوجھ کر یہ الفاظ دوہرائے۔ جیسے اُسکی جذباتیت کے پیچھے کی سچائی جاننا چاہی تھی

"نہیں وہ میری ہے۔ صرف میری"

تڑپ کر اُسکی طرف دیکھتے الفاظ بے ساختہ ہوئے۔ اُس نے جبرے مضبوطی سے کسے واصف پر سے نظریں ہٹا کر کہا

"اُسے بس میرے پاس آنا ہوگا۔"

واصف پر سکون ہوا۔ پھر اُس کے کچھ کہے بغیر وہ گاڑی میرہاؤس کی طرف بڑھا گیا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُنہیں میراؤس سے کچھ فاصلے پر گاڑی روکے کتنا ہی وقت ہو گیا تھا۔ اس دوران عشمیرہ نے ضارب کو کال کی تھی مگر بد قسمتی سے لیپ ٹاپ پر وہ صرف میسجز ہی دیکھ سکتے تھے۔ اُس کال کے بعد سے وہ جیسے بالکل ٹھہر گیا تھا۔ سارا اضطراب بھی اُڑن چھو ہو گیا شاید اپنی بے بسی پہ وہ ہار مان کر سیٹ کی پشت پر سر گرائے آنکھیں موند گیا۔ البتہ واصف مسلسل بیرونی دروازے پر نظر رکھے بیٹھا تھا۔

دس بج کر پندرہ منٹ ہو رہے تھے جب لان کے کچھلے چھوٹے دروازے سے کوئی باہر نکلا۔ سیاہ سوٹ میں ملبوس سیاہ چادر سے سراور چہرہ ڈھکے وہ عشمیرہ ہی تھی "وہ دیکھ عشمیرہ"

اُسکا کندھا ہلاتے واصف نے فوراً متوجہ کیا۔ وہ بھی فوراً سیدھا ہو بیٹھا تھا۔ عشمیرہ اب موبائل پر رائیڈ کنفرم کروا رہی تھی جو چند منٹوں بعد گھر سے کچھ آگے رُکی۔ "کیب کروائی ہے اُس نے"

عشمیرہ کو گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھتے دیکھ کر اُس نے جیسے واصف کو بتایا پھر گاڑی چلنے پر تیزی سے اُسے ہدایت دی "کچھ فاصلے پر رہ کر پیچھا کر گاڑی کا۔"

اُسکے کہنے پر واصف نے گاڑی کیب کے راستے پر ڈال دی۔

ہاں مگر دونوں گاڑیوں میں جاتے بے خبر وجود اپنے پیچھے ایک اور داستان چھوڑ گئے تھے۔ دوسری منزل کے ایک کمرے سے جھانکتی دو آنکھوں نے پورا منظر دیکھ کر بڑی خاموشی سے پردے درست کر دیے۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

پچیس منٹ کی ڈرائیو کے بعد گاڑی جس علاقے میں رُکی وہ کافی سنسان تھا۔ چوڑی سڑک پہ کوئی اکاؤنٹ گھر بنے ہوئے باقی اطراف میں مکانات زیر تعمیر تھے۔ وہ شاید کوئی نئی ہاؤسنگ سکیم تھی۔ واصف بھی کچھ فاصلے پر گاڑی روک چکا تھا

"وہ اتر رہی ہے۔"

عشمرہ کو گاڑی سے نکلتے دیکھ کر واصف نے اُسے بتایا جو مسلسل ارد گرد کا جائزہ لے رہا تھا

"کتنی سنسان جگہ ہے۔ یہاں تو کوئی گھر بھی نہیں ہے"

اُس نے خود کلامی کی تھی۔ پھر ونڈ سکرین سے عشمرہ کی طرف دیکھتے بے تاب سے بولا

"وہ آگے بڑھ رہی ہے واصف"

"یہ کیوں نہیں سوچتی کہ اس جگہ تو کوئی گھر نہیں جہاں وہ بے غیرت اُسے اپنی ماں بہن سے ملوائے گا"

پریشانی پر غصہ حاوی ہونے لگا تھا

"اگر وہ تیرے جتنی سمجھدار ہوتی تو یہاں تک نہ آتی۔ اس لیے چپ کر کے جا سکے پیچھے"

واصف نے ہمیشہ کی طرح جھاڑ دیا۔ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا وہ اگر اتنی سمجھدار ہوتی تو گھر سے ہی نہ نکلتی۔ وہ واصف کو دیکھ کر رہ گیا۔ پھر چہرے کا رخ موڑے دھیمی سی آواز میں بولا

"میں نہیں جاؤں گا۔ اگر آج وہ سامنے آئی تو کسی صورت اپنا ہاتھ گھومنے سے روک نہیں پاؤں گا واصف"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

واصف خاموش ہو گیا۔ نظریں اب عثمیرہ پر تھیں جو سڑک کے کنارے پر کھڑی مسلسل کالز کر رہی تھی۔ لیپ ٹاپ پر اُسکی کالز کے نوٹیفکیشن ریسیو ہو رہے تھے مگر ضارب اس وقت شاید آن لائن نہیں تھا۔ وہ بھی چیٹ نہیں کھول سکتے تھے۔ اتنی دور سے بھی وہ عثمیرہ کی پریشانی محسوس کر سکتے تھے۔ واصف کو دکھ ہو رہا تھا البتہ وہ جتنی دفعہ اُسکی طرف دیکھتا سر جھٹک دیتا۔

"وہ دیکھ دو لڑکے بانیگ پر آرہے ہیں۔"

کچھ لمحے سر کے تو اُنکی گاڑی کی مخالف سمت سے موٹر سائیکل سوار آتے دکھائی دیے۔ واصف نے فوراً سے متوجہ کیا۔ ونڈ سکرین کے پار دیکھتا وہ جیسے ٹھٹھک گیا۔ بانیگ عثمیرہ کے بالکل قریب رُکی ہوئی تھی وہ جیسے اُس سے کچھ کہہ رہے تھے

"واصف جا پلیر۔"

"اُس کے پاس جا"

اُس نے تڑپ کر جیسے التجا کی۔ وہ خود نہیں جانا چاہتا تھا

"تو پکا نہیں جا رہا؟"

"واصف گووو" READERS CHOICE

واصف نے دوبارہ پوچھا تو وہ دبے دبے لہجے میں چلا اٹھا۔ ادھر عثمیرہ بھاگنے کے سے انداز میں تیز تیز چلتی اُن لڑکوں سے دور جا رہی تھی۔ واصف سرعت سے گاڑی سے اترا

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"تو عشمیرہ کو دیکھ میں اُن لڑکوں کو دیکھتا ہوں"

اپنے پیچھے واصل نے اُسکی آواز سنی۔ پھر تیزی سے اُس زیر تعمیر عمارت کی سمت بھاگا جہاں وہ لڑکے بانیک سے اتر کر عشمیرہ کے پیچھے لپکے تھے۔

اُس سنسان چار دیواری میں پیچھے دیکھ کر بھاگتی وہ کسی دیوار کی اوٹ میں ہو گئی۔ دل ایسے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی منہ کے رستے باہر نکل آئے گا۔ وہ کوئی آوارہ لڑکے تھے جو اُسکے اکیلے ہونے کا فائدہ اٹھا رہے تھے ایسے میں بھی اُس بدھو کو بس ضارب کا ہی خیال آرہا تھا۔ کانپتے ہاتھوں سے اُس نے ایک دفعہ پھر کال ملائی۔

"پلیز ضارب۔ پک آپ مائے کال"

یہ کوئی اتیسویں کال تھی جو ضارب نے ریسیو کرنا تو دور میسج کر کے کسی چیز سے مطلع کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا۔ عشمیرہ کی آنکھوں سے اب آنسو بہنے لگے اگر ایسا ہی ہوتا رہا تو وہ واپس کیسے جائے گی اُس نے تو واپسی کے لیے رائیڈ بھی نہیں منگوائی تھی۔

نہ ہی اُس نے ایسی کوئی صورت حال تصور کی تھی۔ اُسے یقین تھا کہ ایک خوشگوار ملاقات کے بعد ضارب خود اُسے واپس چھوڑ آئے گا مگر یہ سب کیا ہو رہا تھا؟ عشمیرہ کی سمجھ سے باہر تھا۔ بے بسی اتنی تھی کہ وہ بس روئے جا رہی تھی۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

پھر اُس نے واپس جانے کے لیے دیوار کی اوٹ سے جھانکا۔ باہر کوئی نہیں تھا۔ اُس نے کچھ سکون کی سانس لی۔ قدم باہر بڑھائے وہ اب کسی دوسری سمت سے اُس چار دیواری سے باہر نکلنے لگی جب ایک دفعہ پھر ناجانے کہاں سے اُن میں سے ایک اُس کے سامنے آن پڑا

"کک کیا چاہتے ہو تم؟"

عشمرہ کا جسم خوف سے کپکپا رہا تھا۔

"ابھی بتا دیتے ہیں حسینہ"

اُس نے معنی خیز مسکراہٹ اچھالتے کوئی مخصوص سیٹی بجائی تو کہیں سے دوسرا شخص بھی نکل آیا۔

عشمرہ کی آنکھیں خوف سے ابل کر باہر آنے لگیں۔ قدم پیچھے کی طرف اٹھاتے وہ گھر سے باہر نکلنے پر پچھتا رہی تھی۔ آنسو بہتے جارہے تھے۔ جبکہ اُسکی سیٹی دور کسی اور کے لیے بھی آسانی کر گئی تھی۔

"چل چپ چاپ اپنا فون اور پرس ہمارے حوالے کر"

ایک لڑکا اُسکی طرف بڑھتے بولا۔ عشمرہ نے ایک لمحے کو فون اُسے دینے کو سوچا مگر پھر واپس کیسے جائے گی یہ سوچ کر اُس نے خود کو مضبوط کیا۔ اُنکے مطالبے سے اُسے وہ کوئی چوراچکے لگے تھے۔ بے وقوف تھی ناں یہ بھول گئی تھی کہ اگر چوراچکے بھی ہوتے تھے تو مرد ہی ناں۔ اُسکے اکیلے ہونے کا فائدہ اٹھا کر کچھ بھی کر سکتے تھے۔ اُس نے خود کو مضبوط بناتے خشک آواز سے کہا

"بکو اس بند کرو اپنی"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"ہٹو میرے راستے سے"

"واہ واہ ایسے کیسے ہٹ جائیں"

وہ تو اُس کی دلیری پر عیش عیش کراٹھا تھا۔

"ابھی تو تجھے اپنے ساتھ لے کر جانا ہے"

تیزی سے اُسکی طرف بڑھتے اُسکا بیگ والا ہاتھ دبوچ لیا۔ عشمیرہ کے تو وہم گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ ایک ہی جست میں اُسکا ہاتھ جالے گا۔ وہ تڑپ ہی تو اٹھی تھی۔

"نن..... نہیں"

"دور رہنا مجھ سے"

اپنا بازو اُسکی گرفت سے نکالتے وہ زار و قطار رونے لگی تھی۔ ساری بہادری ایک سیکنڈ میں غائب ہوئی

"ہاتھ چھوڑو میرا۔ چھوڑو"

وہ مسلسل مزاحمت کر رہی تھی۔ دوسرے شخص کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر اُسکی رہی سہی ہمت بھی جواب دینے

لگی۔ اُسکے ہاتھ پاؤں کوئی مزاحمت کرنے کی بجائے ساتھ چھوڑنے لگے تھے

READERS CHOICE

"آج تم دونوں کا اچھا علاج ہوگا"

اچانک ایک سرد آواز پر وہ سب پلٹے

"واصف بھائی"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

کسی جانے پہچانے چہرے کو دیکھ کر عثمیرہ مچل گئی۔ جبکہ لڑکی کے منہ سے بھائی کا لفظ سن کر دونوں لڑکوں کے اوسان خطا ہوئے۔ کوئی ہوشیاری دکھانے کے لیے وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور پھر عثمیرہ کے دونوں بازوؤں کو پشت پر جکڑ دیا۔

وہ جو واصف کو دیکھ کر اپنے اندر تک سکون اترتا محسوس کر رہی تھی اس حرکت پر آنسو پہلے سے بھی زیادہ بے اختیار ہو گئے

"واصف بھائی پلیز مجھے بچالیں"

واصف نے آنکھوں سے تسلی دی۔ اُسی دوران چاروں طرف پولیس وین کے سائرن کی آواز گونجی۔ لڑکے نے عثمیرہ کو دھکا دیا اور دونوں بھاگ کھڑے ہوئے۔ واصف نے تو باقاعدہ اُنہیں باہر جانے کا راستہ دیا۔ جانتا تھا پولیس کس نے بُلائی ہوگی۔ اُس کا کام اتنا ہی تھا۔ تیزی سے وہ زمین پر گری عثمیرہ کی طرف لپکا۔

"واصف بھائی۔ مجھے۔ بچالیں"

بے اختیار ہو کر وہ اُسکے کندھے سے لگی ہچکیوں سے رونے لگی

"رو نہیں عثمیرہ"

واصف نے جھجک کر دور ہوتے تسلی دی۔

"مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے۔ وہ لڑکے کون تھے؟"

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"میں یہاں"

عشمرہ سنبھل کراٹھ کھڑی ہوئی۔ ایک لمحے کو وہ گڑ بڑا گئی۔ سوچیں جیسے منتشر ہونے لگیں

"آپ..... آپ کیوں آئے ہیں یہاں؟"

جب بولی تو سوال کے بدلے سوال ہی کیا۔ آواز لڑکھڑائی تھی۔

"میں بس ویسے ہی"

"میں گزر رہا تھا پاس سے"

اب کی بار واصل بھی گڑ بڑا گیا۔

"وہ لڑکے؟"

عشمرہ نے دونوں زخمی ہوئی کلائیاں سہلاتے اُسکی طرف دیکھا۔ آنسو اب بھی بہہ رہے تھے۔ واصل اُسکا حقیقت بتانے سے گریز سمجھ گیا۔ ہاں وہ اپنی یہاں موجودگی کی وجہ بتاتی بھی کیسے؟ البتہ اُن لڑکوں کی وجہ سے اُسکی پریشانی بجا تھی

"پریشان مت ہو۔ تم سیف ہو اب"

واصل نے پھر اطمینان دلایا

"میرا دوست تھا میرے ساتھ۔ وہ اُن لڑکوں کو اچھا سبق سکھائے گا"

دوست یعنی فرہاد؟ وہ ٹھٹھک گئی۔ جسم میں پھریری سے دوڑی جبکہ واصل اپنی ہی دھن میں بولا

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"چلو میں تمہیں گھر چھوڑ دوں"

"نن..... نہیں۔ کبھی نہیں"

فرہاد کا اُسکے ساتھ ہونے کا نتیجہ وہ اچھے سے جانتی تھی۔ میرز بیر تو اُسکا قتل ہی کر دیتے۔ یہ سوچ کر ہی دل ہولنے لگا۔ آنکھیں مسلسل نیر بہا رہی تھیں۔

"مم میں چلی جاؤں گی"

اتنا کہہ کر وہ قدم بڑھا چکی تھی

"عشتمیرہ۔ اتنا بے اعتبار نہیں ہوں میں"

"کم سے کم اُن لڑکوں جیسا"

واصف کی سپاٹ آواز پر وہ رُکی۔ شرمندگی سی شرمندگی تھی۔ وہ کیا سمجھ رہا تھا۔

"ایسی بات نہیں ہے واصف بھائی۔ آپ یہاں آئے ہیں تو میں بچ گئی۔ لیکن فرہاد"

فور آپلٹ کر اُس نے صفائی دی۔ فرہاد کے نام پر ایک دفعہ پھر اُسے جھر جھری آئی۔

"میں اُسے کچھ نہیں بتاؤں گا"

واصف نے اعتماد میں لینا چاہا

"آپکے ساتھ فرہاد ہے ناں؟"

وہ تصدیق چاہتی تھی۔ اور واصف کسی صورت تصدیق نہیں کر سکتا تھا جب تک اُس سے پوچھ نہ لیتا

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"مجھے پتا ہے وہی ہے"

اُسکی خاموشی پر وہ پُر یقین سی بولی۔ پھر آنسوؤں کا ایک نیار یلا بہہ نکلا۔ کوئی اندازہ بھی نہیں کر سکتا تھا کہ آج وہ گھر سے نکل کر کتنا پچھتا رہی تھی

"میں نہیں جاؤں گی آپکے ساتھ"

"بالکل نہیں۔ میں چلی جاؤں گی"

روتے ہوئے قدم قدم پیچھے لیتی وہ واصف کو فکر مند کر گئی تھی۔

کچھ سوچ کر اُس نے فوراً اسکا نمبر ملا یا۔ پہلی ہی بیل پر کال لی گئی

"یار عشمیرہ رو رہی ہے مسلسل"

"کہتی ہے میرے ساتھ نہیں جائے گی۔ اُسے شک ہو رہا ہے کہ میرے ساتھ فرہاد ہے"

واصف نے چھوٹے ہی مطلع کیا

"ہنہ اتنا ہی ڈر ہوتا تو گھر سے نہ نکلتی"

دوسری طرف اُسے تو پتنگے ہی لگ گئے۔

"یار رو رہی ہے بہت۔ کچھ خیال کر"

واصف کیسے نا خیال کرتا اُسکے سامنے ہی تو وہ زار و قطار رو رہی تھی۔

"اچھا تو اُسے اعتماد میں لے کہ تیرے ساتھ کوئی بھی نہیں۔ اور تو اُسے حفاظت سے گھر پہنچائے گا"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

کچھ دیر بعد گہری سانس بھرتے اُس نے ہدایت کی

"میں ویسے بھی اس وقت ان کمینوں کو پولیس کے حوالے کر رہا ہوں"

"تُو نے بلا بھی لیا تھا پولیس کو"

عشتمیرہ کو باہر نکلتے دیکھ کر واصف نے تیزی سے پوچھا

"میں پہلے سے بند و بست کر چکا تھا"

"تُو لے جاؤ۔ میں بھی کچھ دیر تک پہنچتا ہوں تیرے پاس"

تیزی سے بتاتے وہ رابطہ منقطع کر چکا تھا۔ واصف نے ایک نظر بے جان لائن کو اور پھر سامنے دیکھا۔ عشتمیرہ نظر نہیں

آئی تھی۔ وہ تیزی سے باہر نکلا کچھ دور فٹ پاتھ پر وہ چلتی نظر آ رہی تھی۔ اُسکی ہٹ دھرمی، واصف نے خون کے

گھونٹ بھرتے برداشت کی۔ اگر اُسکی جگہ وہ ہوتا تو یقیناً جھانپڑ لگا کر عشتمیرہ کا دماغ درست کرتا۔ واصف بس سوچ کر

رہ گیا۔

سنسان سڑک پر بھاگتے ہوئے وہ اُسکے برابر پہنچا۔ وہ فٹ پاتھ پر تھی جبکہ واصف سڑک پر وہ جیسے نظر انداز کرتی

رہی۔ مگر یہ وہی جانتی تھی کہ واصف کا خاموشی سے ساتھ چلنا کس قدر تحفظ کا احساس دلارہا تھا۔ اپنی گاڑی کے

قریب پہنچ کر واصف نے خالی گاڑی کی طرف اشارہ کیا۔ کچھ دیر سوچتے رہنے کے بعد وہ خاموشی سے فرنٹ سیٹ پر

بیٹھ گئی۔ واصف نے شکر کا کلمہ ادا کیا۔

سارے رستے وہ وقفے وقفے سے روتی رہی۔ واصف نے اُسے مخاطب کیا نہ وہ خود کچھ بول سکی۔ میر ہاؤس سے کچھ فاصلے پر واصف نے گاڑی روک دی۔ عشمیرہ کی نظر سیدھا روشنیوں میں نہاتے اپنے گھر کی طرف اٹھی۔ دل ایک دفعہ پھر بھرا گیا۔ کیا ضرورت تھی اتنی محفوظ پناہ گاہ چھوڑ کر خود کو غیر محفوظ کرنے کی۔ اگر آج واصف وہاں نہ آتا تو؟ آگے کا تصور کرنا بھی سوہانِ روح تھا۔ ضارب پر شدید غصہ تھا جو اُسے بلا کر خود آیا ہی نہیں تھا۔ اگر وہ آجاتا تو شاید آج یہ نوبت نہ آتی۔ ایک دم سوچوں کے دوران وہ ٹھٹھکی۔ میر ہاؤس روشنیوں میں نہایا ہوا تھا مگر کیوں؟ دونوں پورشنز کی بتیاں جاتے ہوئے تو گل تھیں مگر اب؟

"ساری لائٹس کیوں آن ہیں؟"

اُسکی آواز کپکپا گئی۔ واصف کی طرف دیکھتے وہ پھر روہانسی ہو رہی تھی

"مجھے ڈر لگ رہا ہے واصف بھائی۔"

"کوئی بات نہیں عشمیرہ۔ جاؤ تم۔ کچھ نہیں ہوتا"

واصف کو خود بھی تشویش ہوئی مگر رات کے اس وقت اُسکا واصف کے ساتھ گاڑی میں ہونا بھی ٹھیک نہیں تھا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

عشمرہ ہمت کرتے گاڑی سے نکلی اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی لان کے چھوٹے دروازے کی طرف بڑھنے لگی ابھی وہ کچھ دور ہی گئی تھی کہ ایک دم اُس کے قدم رُکے۔ مین گیٹ سے فرہاد نکلتا ہوا نظر آیا۔ عشمرہ کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

"فرہاد" ونڈ سکرین کے پار دیکھتے واصل کے لب پھڑپھڑائے۔ یہ اب یہاں کیسے پہنچ گیا؟ اُسکے ماتھے پر شکنوں کا جال بچھ گیا جبکہ باہر سے اُسکی دھاڑ نما آواز سنائی دی

"کہاں تمہیں تم؟"

"تمہیں کیا مسئلہ ہے۔ جہاں بھی جاؤں۔ تم کون ہوتے ہو سوال کرنے والے"

اُسے عشمرہ کی باغی آواز سنائی دی تو سر پیٹ کر رہ گیا۔ یہ لڑکی اگر جو کبھی سمجھداری کا مظاہرہ کر دیتی.....

"تمہاری اوقات ہے کہ تم سے سوال کیا جائے۔ شکل پر جواب لکھا ہے کہ رات کے اندھیرے میں عزت بیچنے نکلی تھی"

فرہاد دھاڑ رہا تھا۔ اُسکی بکواس پر عشمرہ سلگ گئی۔ یہ تک بھول گئی تھی کہ آج جو قدم وہ اٹھا چکی تھی اُسکے بعد زبان بند رکھنے میں ہی اُسکی بھلائی تھی۔ ساری شرمندگی اور خوف اڑن چھو ہو گیا۔ اپنے کردار پر بات آئی تو کیسے نہ بلبلا اٹھتی۔ انگلی اٹھا کر وہ سڑک پہ ہونے کا لحاظ کیے بغیر چلائی

"اپنی حد میں رہو فرہاد۔ ورنہ میں لحاظ نہیں کروں گی۔ خود تو ناجانے کیا کیا کرتے پھرتے ہو۔ اتنے سال باہر رہے میں نے سوال کیا کبھی کہ کس کے ساتھ منہ"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"بکواس بند کرو اپنی"

اُسکی زبان درزای پر فرہاد کا ہاتھ گھوما اور عشمیرہ کے گال پر اپنا نشان چھوڑ گیا۔ تھپڑ اس قدر شدید تھا کہ عشمیرہ کا جہڑا ہلا گیا۔ وہ کراہ بھی نہ سکی تھی۔ درد کی شدت سے آنسو بہہ نکلے

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھ پر"

کپکپاتی آواز میں وہ یہی کہہ سکی۔ آنسو لڑیوں کی صورت بہہ رہے تھے۔ واصف تو پھٹی پھٹی آنکھوں سے بس اُنہیں دیکھ رہا تھا جو بیچ سڑک پر تماشا لگا رہے تھے۔ وہ فوراً گاڑی سے باہر نکلا تیز قدموں سے چلتا وہ عشمیرہ کے ساتھ آکھڑا

ہوا

"واصف"

فرہاد اُسے دیکھ کر چونک گیا۔ اس وقت اُسکی یہاں موجود گی کا کیا مقصد ہو سکتا تھا؟

واصف کے کچھ کہنے سے پہلے میرز بیرمین گیٹ سے نکلے اور جارحانہ انداز میں عشمیرہ کا بازو دبوچتے اُسے گھسیٹتے ہوئے اندر لے گئے۔ فرہاد اور واصف دونوں پیچھے لپکے۔

عشمیرہ کا دل رکنے لگا تھا۔ اُنہوں نے اندر لاؤنج میں لا کر اُسے دوڑدھکیلا۔ اوندھے منہ زمین پر گرے وہ کراہ کر رہ

گئی

"ابو"

"کہاں تھی بے غیرت"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُنکی گرجدار آواز پر روتی ہوئی نورین بیگم بھی لاؤنج میں آگئیں۔ عشمیرہ نے ایک نظر باپ کو دیکھا پھر کچھ دور کھڑی منہ پر ہاتھ رکھ کر روتی ماں کو۔ نظر سامنے بھی گئی جہاں سیڑھیوں میں کھڑی فرحین اور چچی بھی تماشا دیکھ رہی تھیں۔ چچا بھی وہیں موجود تھے، صوفے پر براجمان وہ تاسف سے اُسے دیکھ رہے تھے۔ اُسے لگا جیسے قیامت آگئی ہو۔ قیامت ہی تو تھی سامنے اُسکا باپ غصے میں پاگل اُسکا احتساب کرنے کھڑا تھا اور باقی سب تماشا شائی تھے۔

"ابو وہ..... وہ میں"

میرزبیر کی خون آشام نظریں خود پر ٹکی محسوس کر کے وہ کچھ بول ہی نہ سکی۔ اُسی دوران فرہاد اور واصف بھی آگے پیچھے اندر داخل ہوئے۔ واصف کو دیکھ کر میرزبیر کا خون کھول گیا۔ زمین کی دفعہ سے ہی وہ اُنہیں مشکوک لگتا تھا۔ زمین کے آگے پیچھے منڈلاتا اُنہیں ایک آنکھ برداشت نہیں تھا مگر فرہاد کے کہنے پر وہ ہمیشہ سے چپ تھے۔

"اِس کے ساتھ تھی ناں؟"

اُنکا اشارہ واصف کی طرف تھا۔ عشمیرہ شرمندگی سے زمین میں گڑنے لگی۔ جبکہ واصف تو اس الزام پر جیسے تڑپ ہی اٹھا

"آپکو کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے انکل۔ عشمیرہ میرے ساتھ نہیں تھی۔ بلکہ میں تو اسے لے کر آیا ہوں"

READERS CHOICE

"واصف کہاں تھی یہ۔ سچ بتانا"

فرہاد نے سرخ آنکھیں اُس پر گاڑھے سوال کیا

"میں نہیں جانتا فرہاد"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

واصف نے صرف ایک دفعہ زمین پر گری عشمیرہ کو دیکھا پھر جو منہ میں آیا وہی بولتا گیا

"میں بس گھر جا رہا تھا۔ تو مجھے راستے میں عشمیرہ مل گئی"

"رات کافی ہو گئی تھی اس لیے میں نے ہیلپ کر دی بس یہی بات ہے"

فرہاد خاموش ہو گیا۔ واصف کی بات پر فرہاد کی خاموشی میر زبیر کے لیے ساری کہانی پر یقین کرنے کے لیے کافی تھی۔ فرہاد ہمیشہ واصف کو اہمیت دیتا آیا تھا اُس پر اندھا بھروسہ کرتا آیا تھا یقیناً وہ اُسے اچھے سے جانتا تھا۔ میر زبیر کا ذہن اب عشمیرہ کی طرف تھا۔

"کہاں گئی تھی؟"

اُسے بالوں سے پکڑ کر وہ غرائے۔ عشمیرہ کا تو دل بند ہونے لگا۔ جانتی تھی اُس کا باپ یہی سب کرے گا۔ سب جانتے تھے میر زبیر کے غصے کو۔ نورین ایک طرف کھڑی خاموشی سے آنسو بہا رہی تھیں۔ عشمیرہ چپ رہی کچھ بولنے کی ہمت ہی نہ تھی۔ اُسے روتے دیکھ کر میر زبیر نے جھٹکے سے اُسکے بال چھوڑ دیے۔ عشمیرہ کو رہائی ملتے دیکھ کر فرحین سے برداشت نہ ہو ا فوراً سیڑھیاں پھلانگتے میدان میں اتری

"تایا ابو یہ اُسی لڑکے سے ملنے گئی تھی جس سے میسج پر بات کرتی ہے۔"

"میں نے خود سنا تھا کچھ دن پہلے یہ کال پر اُس سے بات کر رہی تھی۔ اُس کے ساتھ ملاقات کی پلاننگ کر رہی تھی"

"اور جب یہ لان کے گیٹ سے باہر نکلی میں نے خود دیکھا تھا اُس نے کیب کروائی تھی۔"

فرحین نے ایک ہی سانس میں سب بتا دیا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

عشمرہ نے زخمی سی نظر اُس پہ ڈالی۔ وہ اُسکی بہترین دوست تھی۔ بچپن سے دونوں ایک دوسرے کی ہمراز تھیں مگر آج..... وہ اُسکے لیے ہر طرح کی مشکل کھڑی کرنے کو تیار تھی۔

اُسکے لیے ایک آگ قدرت نے جلائی تھی تو ایک طرف اُسکی سب سے 'اپنی' اُسکی 'بہترین رازدان' وہ آگ دھکانے کے لیے سب سے پہلی صف میں تھی۔ ٹھیک سنا تھا اُس نے انسان کا سب سے بڑا بھیدی ہی اُسکا سب سے بڑا اور طاقتور دشمن ہوتا ہے۔ عشمرہ کا دل زخم زخم ہو گیا۔ کچھ اور نہیں تو آج وہ یہ ضرور سیکھ گئی تھی کہ آئندہ کسی اپنے پر اعتبار نہیں کرنا۔ جو دیکھنے میں 'بہت اپنے' لگتے ہیں مشکل پڑنے پر وہی 'بہت بیگانے' پائے جاتے ہیں۔

"کون ہے وہ حرامزادہ؟ کیوں بلایا تھا اُس نے؟"

وہ زخمی نظروں سے فرحین کی طرف دیکھ رہی جب دور جاتے میر زبیر بھتیجی کی بات پر لپک کر دوبارہ اُسکے بال دبوج گئے

"ابو"

"مجھے نہیں پتا وہ نہیں آیا تھا وہاں"

یہ بتاتے ہوئے اُسکی آنکھوں سے بھل بھل آنسو بہنے لگے۔

"تو پھر کس کے ساتھ تھیں؟"

READERS CHOICE

مسٹر رائیٹ منال ثنا

جھٹکادیتے وہ غرائے۔ نورین بیگم کی سسکیاں بڑھنے لگیں۔ باقی سب خاموشی سے تماشا دیکھ رہے تھے۔ واصف کو جتنی ہمدردی اس وقت عشمیرہ سے ہو رہی تھی شاید کسی کو نہیں تھی۔ کاش زمین آج یہاں ہوتی۔ اگر وہ ہوتی تو ایسی کوئی نوبت نہ آتی۔ وہ یہ سب دیکھے بغیر واپس جانا چاہتا تھا مگر ناجانے کیوں جا نہیں پارہا تھا

"ابو"

انگی جان لیوا گرفت پر عشمیرہ سسکی۔

"زبان کھول جلدی۔ کہاں منہ کالا کیا ہے؟"

وہ اتنی زور سے دھاڑے کہ ایک لمحے کو نورین بیگم سمیت فرحین اور چچی بھی دہل گئیں

"ابو ایسا کک کچھ نہیں"

وہ اب ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ کوئی اب اُسکی باتوں پر کیسے اور کیونکر یقین کرتا؟

"جھوٹ نہیں"

اُسکے مسلسل نفی کرنے پر اُنکا ہاتھ اٹھا۔ عشمیرہ سُن ہوتے دماغ کیساتھ بل کھا کر دور جا گری۔ واصف اس تشدد پر دہل کر بول اٹھا

"انکل پلیز ایسا مت کریں۔ عشمیرہ وہاں اکیلی تھی۔ میں نے خود دیکھا تھا اور"

"تم بچ میں مت بولو واصف"

ہاتھ اٹھا کر وہ ہانپتی آواز میں بولے نہیں چلائے تھے۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"فرہاد کے دوست ہو اور یہ تم پر اعتبار کرتا ہے تو تمہیں چھوٹ ملی ورنہ"

انہوں نے انگلی اٹھا کر جیسے اُسے اُسکی حد یاد دلانی۔ واصف شرمندہ سا ہو گیا۔

"اتنا گندہ خون میرا نہیں ہو سکتا نورین"

سسکتی ہوئی عشمیرہ کی طرف بڑھتے وہ اب نورین بیگم پر دھاڑے۔ نورین کو یہ بات گالی کی طرح لگی۔ شوہر کو ایک دفعہ پھر جارحانہ انداز میں عشمیرہ کی طرف بڑھتے دیکھ کر وہ مامتا کے ہاتھوں مجبور ہوئیں۔ بھاگتے ہوئے باپ بیٹی کے پیچ آکر انہوں نے شوہر کے آگے ہاتھ جوڑ دیے

"زری کے ابو معاف کر دیں اُسے خدا کا واسطہ"

"جوان بچی پہ ہاتھ اٹھا رہے ہیں آپ"

"جوان بچی کے کر توت دیکھے تم نے۔ باپ کے منہ پہ رات کے اندھیرے میں کالک مل آئی"

وہ پوری آواز سے چنگھاڑے۔ عشمیرہ کا رو رو کر برا حال ہو چکا تھا۔ اب تو فرحین کا دل بھی دہل رہا تھا۔ چچی نے تاسف سے سر ہلایا۔

"فیصلہ ہو گیا ہے اب۔ آج کے سورج کی پہلی کرن کے ساتھ اسکا نکاح فرہاد کیساتھ پڑھوایا جائے گا"

انہوں نے ہانپتے ہوئے دو ٹوک انداز میں فیصلہ سنایا۔ جس کے بعد ایک لمحے کو چاروں طرف سناٹا چھا گیا۔ عشمیرہ اور نورین کا رونا تھا۔ فرحین کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ آگئی جبکہ واصف کی آنکھیں پھٹ گئیں۔ یہ آج کے دن کا سب سے خطرناک لمحہ تھا۔ وہ کیا فیصلہ سنانے والا تھا؟

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اس دوران چچی اور میرزبیر کی نظریں بس فرہاد پر تھیں جو سرخ آنکھیں جھکائے کھڑا تھا۔
پھر یکدم اُس نے سر اٹھایا۔ سرخ آنکھوں سے بس ایک نظر عثمیرہ کو دیکھا پھر درشتی سے سر جھٹکتے میرزبیر سے
مخاطب ہوا

"معذرت تایا ابو۔"

"مگر میں اتنا اعلیٰ ظرف نہیں کہ اب یہ سب دیکھ کر اسکو اپنی عزت بناؤں"
عثمیرہ کے علاوہ باقی سب گھر والوں کے پیروں تلے سے زمین کھسک گئی۔ فرحین نے ٹھٹھک کر بھائی کی طرف
دیکھا جو بچپن سے عثمیرہ کے نام کی مالا جپٹا آیا تھا۔ چچی کے میرزبیر کے بزنس اور دھن دولت پر قبضہ کرنے کے
خواب جیسے چکنا چور ہوئے تھے۔ اُنکا بیٹا سونے کی چڑیا ہاتھ سے نکال رہا تھا۔
"اسکا کیا بھروسہ کل کو میرے نکاح میں ہوتے ہوئے اسی طرح رات کے اندھیرے میں دوبارہ اُس لڑکے سے
ملاقات کرنے چلی ہو"

ٹھہر ٹھہر کر بولتا جہاں وہ واصف کو بری طرح ٹھٹھکا گیا وہیں میرزبیر بھی انگشت بدنداں تھے۔
"فرہاد تم یہ کیا کہہ رہے ہو۔"

نورین بیگم بھرائی آواز میں فرہاد سے مخاطب ہوئیں۔
READERS CHOICE

"تمہاری منگیتر ہے وہ"

"بچپن سے دونوں ایک ساتھ رہے ہو۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"نہیں تائی امی۔ بچپن میں یہ کچھ نہیں دیکھا تھا جواب دیکھ رہا ہوں۔ بہتر ہے کہ اسکا نکاح اُسی سے کروادیں جس کے ساتھ یہ رات گزارنے گئی تھی"

نخوت سے سر جھٹکتے وہ انتہائی نفرت سے بولا۔ میر زبیر کو حقیقتاً اپنا سر جھکتا محسوس ہوا۔ بیٹی کی وجہ سے اُنہیں آج فرمانبردار بھتیجے کا انکار سننا پڑا تھا۔ زندگی میں پہلی دفعہ کسی کو اُن کے فیصلے سے انحراف کرنے کی جرات ملی تھی اور وجہ اُنکی اپنی اولاد، اُنکی بیٹی تھی۔

سب خاموش سے ہو گئے تھے۔ نورین بیگم فرہاد کے مشورے پر اب بے آواز رہی تھیں۔ دم سادھے بیٹھی عشمیرہ فرہاد کی باتوں پر غصے سے پاگل ہوئی۔ ایک لمحے میں ہی اپنی حرکت اور میر زبیر کی موجودگی فراموش کرتے اُس نے بھرائی آواز پر قابو پاتے فرہاد کو مخاطب کیا

"میرے بارے میں یہ سب کہہ کر تم یہ ثابت کر رہے ہو کہ تم واقعی ایک جاہل انسان ہو۔"

"اور تم مجھے کیا ریجیکٹ کرو گے میں تمہیں پہلے ہی ریجیکٹ"

"بکو اس بند کر بد بخت"

اُسکی چلتی زبان میر زبیر کی دھاڑ اور پے در پے پڑنے والے تین چار زبردست تھپڑوں سے بند ہوئی۔ اب کی بار عشمیرہ کا سہی معنوں میں سر گھوما۔ تھپڑوں سے چہرہ سو جھ چکا تھا۔

"اندر دفعہ ہو جاؤ اپنی گندی اولاد کو لے کر"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

وہ پوری قوت سے نورین بیگم پر دھاڑے۔ وہ دہل کر اُن سے دور ہوئیں اور سرعت سے عشمیرہ کی طرف لپکیں۔ اُسے اپنے ساتھ زبردستی کمرے میں لے جانے لگیں۔

"فرہاد نے اپنا فیصلہ سنا دیا۔ اب میرا فیصلہ سن لیں سب۔ اسے اب میں کتوں کے آگے پھینک دوں گا پر اُس انسان کے حوالے نہیں کروں گا۔"

"جیسے کل میری مرضی سے شادی ہو رہی تھی اب بھی میری مرضی چلی گی۔"

"جسے اعتراض ہے وہ میرے سامنے آئے"

کمرے کی طرف جاتے دونوں ماں بیٹی نے اُنکی گرجدار آواز سنی۔ وہ باقاعدہ نورین بیگم کو سنارہے تھے۔ عشمیرہ کے قدم بے جان ہونے لگے

"نورین آئندہ مجھے اسکی شکل نظر نہ آئے۔ موبائل چھین لو اسکا۔ کھانا پینا بند کر دو"

وہ چنگھاڑے تھے۔ ایک ساتھ تناسب کچھ ہونا، مرضی جانے بغیر فیصلے، اتنے بڑے الزامات اور اُس پر اتنی بری مار وہ نازک جان برداشت نہ کر پائی نورین بیگم کے بازوؤں سے نکل کر پورے قد سے زمین پر ڈھے گئی۔

اُنکی چیخ نما پکار پر سب نے مڑ کر دیکھا۔ اور کوئی تو اپنی جگہ سے ہلا تک نہ تھا البتہ چچا اور واصل کو اُس جانب بڑھتے دیکھ کر وہ سپاٹ انداز میں بولے

"اگر کسی نے اُس بد ذات سے کوئی ہمدردی کی تو یاد رکھنا میں لحاظ نہیں کروں گا"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

دونوں کے قدم تھم گئے۔ واصف تو ویسے بھی گھر کا فرد نہ تھا اُس کا لحاظ تو وہ کسی طور نہ کرتے۔ عشمیرہ کی حالت پر وہ خود کو روک نہ سکا تھا مگر اب رُک گیا تھا۔ عشمیرہ کی بھلائی بھی اسی میں تھی کہ وہ خود کو اس معاملے سے دور ہی رکھتا۔

نورین نے ایک نظر سب پر ڈالی پھر شوہر کو دیکھا جو انتہائی کھوڑا لگ رہا تھا۔ منہ پھیرے کھڑے وہ کہیں سے عشمیرہ کا باپ نہیں لگ رہا تھا۔ آخر خود ہی گرتے پڑتے وہ عشمیرہ کو اُسکے کمرے میں لے جانے لگیں۔

"میں امید کرتا ہوں کہ جو سب یہاں ہوا ہے وہ تم اپنے تک محدود رکھو گے"

میرز بیرتھ ٹھنڈے انداز میں واصف سے مخاطب ہوئے۔ اُن کا انداز پابند کرنے جیسا تھا۔ واصف اُن کا طریقہ خوب سمجھتا تھا

"پلیز انکل۔ آپ مجھ پر بھروسہ کر سکتے ہیں۔ پہلے کسی معاملے میں نہیں کیا مگر کم سے کم اس معاملے میں کر سکتے ہیں"

تخل سے ایک ایک لفظ پر زور دیتا وہ ناجانے اُنہیں ایک ساتھ کتنے ہی معاملات کا حوالہ دے گیا۔ میرز بیرتھ لمحہ بھر کو ٹھٹھکے۔ وہ بڑے پرسکون انداز میں یقیناً نہیں زرمین کے لیے بھیجا جانے والا پرپوزل رد کرنے کا حوالہ دے رہا تھا۔ اُنہوں نے سر جھٹکا۔ یہ لڑکا بس اسی لیے اُنہیں اچھا نہیں لگتا تھا کہ بات بات میں ڈھکے چھپے الفاظ میں اُنکی زرمین کا ذکر لازمی کرتا تھا

"ہنسن"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُسکا کندھا زرا سا تھکتے اُنہوں نے ہنکارا بھرا

"چلتا ہوں۔ اللہ حافظ"

واصف خود بھی سپاٹ سا ہو گیا۔ جانے اُسے کون کون سا خسارہ یاد آیا تھا۔ فرہاد، میر عمیر یا کسی بھی تیسرے کی طرف دیکھے بغیر وہ تیز قدموں سے نکلتا چلا گیا۔

آج زرین کے علاوہ عشمیرہ کی حالت پر بھی اُسکا دل بے حد بو جھل ہو گیا تھا۔ اپنا پر پوزل ریجیکٹ کیے جانے پر زرین کا رونا، کچھ دن پہلے عشمیرہ کی باتوں پر اُسکا رونا اور آج عشمیرہ کا سسکنا، تڑپنا..... وہ خود کو گراں بار محسوس کر رہا تھا۔

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اُس نے بھاری ہوتا سر سٹئیرنگ پر گرا دیا۔ آج کا دن کتنا مشکل تھا۔

چند سیکنڈ بعد اُسے کوئی بڑی تیزی سے اپنے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھتا محسوس ہوا۔

وہ بغیر دیکھے بھی اُس وجود کو پہچانتا تھا۔ دھونکنی کے مانند اُسکی تیز چلتی سانس اُسکی بے چینی کا منہ بولتا ثبوت تھی۔

واصف کو کوفت ہوئی۔ اپنی ذہنی حالت کی وجہ سے کم سے کم اس وقت وہ کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اُسکا تو بالکل

بھی نہیں۔!

READERS CHOICE

پر اب وہ یہاں کیا لینے آیا تھا؟

مسٹر رائیٹ منال ثنا

Writer: MunahilSana 😊 [1:09 PM, 11/21/2023] ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ

کر اُس نے بھاری ہوتا سر سٹیرنگ پر گرا دیا۔ آج کا دن کتنا مشکل تھا۔

چند سیکنڈ بعد اُسے کوئی بڑی تیزی سے اپنے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھتا محسوس ہوا۔

وہ بغیر دیکھے بھی اُس وجود کو پہچانتا تھا۔ دھونکنی کے مانند اُسکی تیز چلتی سانس اُسکی بے چینی کا منہ بولتا ثبوت

تھی۔ واصف کو کوفت ہوئی۔ اپنی ذہنی حالت کی وجہ سے کم سے کم اس وقت وہ کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اُسکا تو

بالکل بھی نہیں۔!

پر اب وہ یہاں کیا لینے آیا تھا؟

"واصف تو اندر کیوں گیا تھا؟"

"اندر کیا ہوا ہے یار۔ تو اتنی دیر سے کیوں آیا؟"

"عشمرہ ٹھیک تو ہے ناں؟"

رات کی خاموشی کو اُسکی پریشان سی آواز نے چیرا۔ سوال پر سوال کرتا وہ اتنی پریشانی میں بھی واصف کو مسکراتے پر

مجبور کر گیا تھا۔

تو وہ اُس سے باقی معاملات جاننے آیا تھا، اتنی دیر تک اُسکی میر ہاؤس میں موجودگی کی وجہ جاننے آیا تھا۔...

Writer: 5. MunahilSana 😊 [1:09 PM, 11/21/2023]

مسٹر رائیٹ منال ثنا

بڑی تیزی سے اُس نے واصف کو کال ملائی

"ہیلو واصف"

"ابھی اسی وقت میرا ہاؤس جا۔"

"عشتمیرہ کا دماغ خراب ہو گیا ہے یار"

اُسکا لہجہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا۔ تیزی سے مختصر بات بتاتا وہ واصف کو بھی پریشان کر گیا تھا۔

"اوکے میں ابھی گھر ہی جا رہا تھا۔ اُنکے گھر سے کم ہی فاصلے پر ہوں"

چند منٹ بعد واصف نے گاڑی میرا ہاؤس کے باہر روکی۔ سرعت سے اندر بڑھنے لگا مگر قدم لان کے سامنے ہی رُک گئے

"شمارم یار عشتمیرہ تو میرے سامنے لان میں ہی بیٹھی ہے"

لان میں رکھی کرسیوں میں سے ایک پر اُسے بیٹھے دیکھ کر واصف نے فوراً اُسے مطلع کیا جواب تک لائن پر تھا۔
"شکر ہے"

وہ جو جلے پیر کی بلی کی طرح آفس میں چکر کاٹ رہا تھا واصف کی اطلاع سن کر کرسی پر ڈھے سا گیا

"اب؟ واپس جاؤں کیا؟"

واصف اب اُس سے پوچھ رہا تھا۔ کسی نے بھی نہیں دیکھا تھا وہ یہیں سے واپس جاسکتا تھا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"نہیں اُس سے بات کر۔ سمجھا اُسے کہ جو ہو رہا ہے ہونے دے اور"

"اور آنے سے پہلے کسی کو اُس پہ نظر رکھنے کا بولنا"

شکستہ سے انداز میں بولتا وہ واصف کو پابند کر رہا تھا

"کسے کہوں یار۔ فرہاد کی بہن ہی ہے یہاں اور وہ عشمیرہ کی سب سے بڑی دشمن بن چکی ہے"

واصف نے پیشانی مسلی۔ اس گھر کے ملین تو اُسکی سمجھ سے باہر تھے۔

"زرین کو کہنا۔ امی بتا رہی تھیں وہ وہیں ہے"

پہلی دفعہ کوئی اطلاع اُسے شام کی طرف سے ملی۔ اس نام پر دل تیزی سے دھڑکا تھا اُسکا جسے اُس نے سختی سے ڈپٹ

دیا

"اچھا پھر بات کرتا ہوں"

"نہیں کال مت رکھنا۔ مجھے سننا ہے اُسے"

وہ کال رکھنے لگا جب شام بے تابی سے بول اٹھا۔ واصف تاسف سے سر ہلا کر رہ گیا۔ متوازن چال چلتا وہ عشمیرہ کے

سامنے والی کرسی پر جا بیٹھا۔ موبائل درمیان میں موجود ٹیبل پر رکھتے اُس نے گلا کھنکار کر اُسے مخاطب کیا

"کیسی ہو عشمیرہ؟"

وہ جو ناجانے کن سوچوں میں مگن تھی چونک گئی۔ سر اٹھا کر واصف کی طرف دیکھا تو اب کی بار واصف چونک گیا۔ یہ

وہ عشمیرہ تو نہیں تھی جسے ایک مہینے پہلے وہ چھوڑ کر گیا تھا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

آنکھوں کے گرد نمایاں حلقے، پیوٹے بری طرح سو جھے ہوئے تھے۔ خالی آنکھیں، مرجھایا چہرہ واصف کو حقیقتاً صدمہ ہوا۔ اُسکے دل نے آج پھر اقرار کیا تھا، محبت واقعی کہیں کا نہیں چھوڑتی۔ اگر وہاں شام اُسکی محبت میں تڑپ رہا تھا تو یہاں وہ بھی اپنی محبت کے لیے کڑا امتحان دے رہی تھی۔

"ابو کہتے ہیں گندہ اور ڈھیٹ خون ہوں۔"

"اور بے غیرت بھی کہتے ہیں"

زخمی سا مسکراتے وہ کچھ توقف سے بولی تو واصف متوجہ ہوا

"فرہاد جب نظر آئے کہتا ہے جتنی ذلت ہوئی ہے تمہاری وجہ سے ہماری، اب تک تو تمہیں مرجانا چاہیے تھا۔ مگر

کافی بے شرم واقع ہوئی ہو"

"فرحین الگ کوستی ہے اور چچی الگ"

"اب آپ بتائیں کیسی ہو سکتی ہوں؟"

اُسکے چہرے پر مجروح سی مسکراہٹ تھی..... اپنی ذات کا، اپنی محبت کا اور اپنی عزت کا تمسخر اڑاتی زہریلی مسکراہٹ۔

یہاں واصف کو افسوس ہوا تو وہاں اپنے دفتر میں بیٹھے، سب سنتے شام کا دل زخمی ہوا تھا

"مجھے احساس ہے اس بات کا کہ سب غلط کر رہے ہیں۔ غلطی چاہے بڑی ہے مگر معاف کر دینا چاہیے"

واصف کا انداز سمجھانے والا تھا

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"لیکن لوگ معاف نہیں کرتے ہیں عشمیرہ۔ معاف کرنے والی ذات صرف اللہ کی ہے"

"ہمم آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں"

بھلا وہ اس بات سے انکاری ہو سکتی تھی؟

"یہ ہاتھ میں کیا ہے؟"

واصف نے اُسکے ہاتھ میں موجود گلابی سی ڈبیادیکھ کر پوچھا

"یہ ٹرینکولا نر ہیں۔"

بڑے سادہ سے انداز میں اُس نے جواب دیا۔ ادھر شمارم اضطرابی کیفیت میں پھر سے اٹھ کھڑا ہوا تھا

"کیا کرو گی اسکا؟"

واصف نے بھی اُسی سادہ سے انداز میں پوچھا

"خودکشی کرنے کا ذہن بنا رہی ہوں۔"

بڑے پُر اعتماد انداز میں بغیر ڈرے، بغیر گھبرائے اُس نے انکشاف کیا

"ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟ کوشش کرنے لگی تھی ہمت ہی نہیں ہوئی۔"

واصف کی اڑی رنگت دیکھ کر بھی اُسکا انداز ہنوز تھا۔ پھر کھوکھلی سی ہنسی ہنستے اُس نے واصف کی معلومات میں اضافہ

کیا

"میں نے آپکو بتایا تو ہے ابو کہتے ہیں بڑی ڈھیٹ ہوں"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

واصف نئے سرے سے افسردہ ہو گیا جبکہ شرم کے دل پر گھونسا پڑا تھا۔

"سب اتنا برا بھلا کہتے ہیں تمہارا دل نہیں چاہتا ان سے دور چلی جاؤ؟"

چند لمحے خاموشی کے بعد واصف نے پوچھا تو وہ سپاٹ سے انداز میں بولی

"دل چاہتا ہے تو مرنا چاہتی ہوں ناں"

"دور جانے کے لیے مرنا ضروری تو نہیں ہے۔"

واصف اب اُسکی طرف جھک کر کچھ رازداری سے بولا

"تم خاموشی سے نکاح کر لو۔ رخصتی ہو جائے گی تو خود بخود ان سے دور چلی جاؤ گی"

"آپ یقیناً مذاق کر رہے ہیں۔"

عشمرہ نے بے یقینی سے اُسکی طرف دیکھا؟ آج وہ پاگل کیوں لگ رہا تھا؟

"نہیں میں سنجیدہ ہوں"

واصف نے شائستگی سے بتایا

"اچھا تو آپ یہ بتائیں آپ نے کیوں اب تک شادی نہیں کی؟"

اچانک وہ بات کا رخ ایک سوائسی کے زاویے سے بدل گئی۔ واصف ایک لمحے کو گڑ بڑایا پھر سنجیدگی سے بولا

"لڑکی نہیں ملی مجھے۔"

"لڑکیاں تو بڑی ہیں۔ آپ یہ کہیں کہ پسند کی نہیں ملی"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

عشمرہ نے دلچسپی سے تبصرہ کیا

"ایسا ہی سمجھ لو"

واصف نے ہاں میں ہاں ملائی۔ اور کر بھی کیا سکتا تھا؟

"تو مجھے بھی پسند کا لڑکا نہیں مل رہا"

کچھ توقف کے بعد سپاٹ انداز میں بولتے وہ پیچھے ہو کر کرسی کی پشت سے ٹک گئی۔ شرم کا دل زخم زخم ہوا۔ وہ برملا ناپسندیدگی کا اظہار کر رہی تھی۔ اگر یہی سب اُسکے سامنے آکر بھی کرے گی تو یقیناً معاملہ سنگین نوعیت اختیار کر جائے گا۔ وہ سوچ کر رہ گیا۔

"شرم اچھا لڑکا ہے۔ بہت خوش رکھے گا تمہیں۔"

وہاں واصف اُسکے حق میں بول رہا تھا

"ہنہ جانتی ہوں اپنے دوست کو آپ اچھا ہی کہیں گے"

اُسٹہزائیہ انداز میں بولتے اُسکی دلیل کو عشمرہ نے ایک سیکنڈ میں رد کیا

"ابھی اُنہیں پتا چلے اُس میں سے کچھ جو میری زندگی میں ہوا ہے تو ایک پل نہ لگے اُنہیں انکار کرنے میں"

"وہ بھی فرہاد کی طرح کہیں گے سب"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

وہ کتنی انجان اور نادان تھی اسکا اُسے ایک فیصد بھی اندازہ نہیں تھا۔ اللہ نے اُسکے لیے بہترین لکھا تھا اور وہ ایک معمولی شخص کے لیے ہر نعمت سے منہ موڑ رہی تھی۔ اپنی بے خبریوں میں اُس بہترین کی منکر ہو رہی تھی۔ ہاں جلد اس پر بھی اُسکا کڑا حساب لیا جانا تھا۔

"اچھا جو بھی ہے تم ایسا کوئی قدم نہیں اٹھاؤ گی۔ یہ مجھے دو"

واصف نے ہار مانی۔ بالکل ویسے ہی جیسے شام کے آگے مان لیا کرتا تھا۔ عشمیرہ نے ایک نظر اُسکے اشارے کے تعاقب میں دیکھا پھر بڑی ہی شرافت سے وہ ڈبی واصف کو پکڑ دی

"شباباش"

"تم اچھی لڑکی ہو۔"

گلابی ڈبیا اپنے موبائل کے قریب رکھے وہ مسکراتے ہوئے سمجھانے لگا

"اپنی طرف سے تم نے بہت کوشش کی اپنے حق کے لیے مگر ناکام ہو گئی۔"

"اب ایک دفعہ اللہ کے فیصلہ میں راضی ہو کر دیکھو۔ اس دفعہ سب اچھا ہو گا۔ ٹرسٹ می۔"

وہ آخر تک مسکراتا رہا۔

"آپ سے بات کر کے ہمیشہ اچھا لگتا ہے۔ کاش مجھے جو لڑکا ملا تھا وہ آپ جیسا ہوتا"

عشمیرہ نے سراہا۔ دوسری طرف شام کا خون کھول گیا۔ اُسے شام کے علاوہ ہر کوئی ہی اچھا لگتا تھا۔ عشمیرہ کی بات پر شام کے تاثرات تصور کرتا واصف مسکرا ہٹ دبا گیا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"زری نے اچھا نہیں کیا آپ کے لیے سٹینڈ نہ لے کر آپ جیسا لڑکا تو کسی کا بھی آئیڈیل ہو سکتا ہے۔ مگر زری نے آپ کو کھو دیا"

وہ اب تاسف سے بول رہی تھی۔

"عشمرہ!!....."

اُسکے نام کی تنبیہی پکار کر وہ دونوں چونک گئے۔ عشمرہ نے مڑ کر بس ایک نظر پیچھے کھڑی زرین پر ڈالی پھر سر جھٹک گئی

"آپ میری بہن کو بھڑکار رہے ہیں"

واصف جو کھویا سا اُسکی طرف دیکھ رہا تھا اُسکی صدمے سے چور آواز اور شکوہ کرتی آنکھوں پر سرعت سے کھڑا ہوا

"ایسا کچھ نہیں ہے زری۔ میں تو بس"

"زرین نام ہے میرا!!....."

وہ خواہ مخواہی صفائی دینے لگا جب زرین سختی سے بات کاٹ گئی

"واصف بھائی؟"

وہ جو ان دونوں کو ایک دوسرے کے مقابل دیکھ رہی تھی اپنی جگہ سے اٹھتے واصف سے مخاطب ہوئی

"امی کے پاس اور بھی ہیں"

واصف کی استفہامیہ نگاہ اُس پر ٹکی دیکھ کر زرین بھی عشمرہ کی طرف دیکھنے لگی

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"ٹریکولائزر"

زبان دانتوں تلے دبائے اُس نے کہا اور تیزی سے نکلتی چلی گئی۔ واصف اور شارم دونوں کو چند سیکنڈ لگے تھے اُسکی بات سمجھنے میں جبکہ زرین اس لفظ پر پریشان ہوئی

"کیا؟ کیا بات ہو رہی ہے؟"

نا سمجھی سے اُسکی طرف دیکھتے پوچھا تو واصف نے مختصر اُکچھ بات بتادی۔ اتنا سا ہی سن کر زرین رونے لگی تھی۔

"آپکو کیسے پتہ چلا؟"

کچھ توقف کے بعد اُس نے پوچھا

"مجھے شارم نے بتایا"

واصف نے بغیر سوچے سمجھے کہا۔ اتنے عرصے بعد زرین اُس کے روبرو تھی، سوچنے سمجھنے کا وقت تھا بھلا؟

"کیا!..... عشمیرہ شارم سے"

زرین کو جھٹکا لگا۔ دوسری طرف شارم دانت پیس کر رہ گیا۔

"نن..... نہیں بالکل نہیں زری"

اپنی غلطی سمجھ آئی تو اُس نے فوراً نفی کی

"وہ عشمیرہ نے سارہ کو بتایا تھا۔"

اور پرانی غلطی کو سدھارنے کے لیے ایک دفعہ پھر اُس نے انتہائی غلط جواب دیا

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"وااٹ.... شام کی بہن سارہ؟ عشمیرہ کا سارہ سے کانٹیکٹ ہے؟"
زرین کے لیے یہ جھٹکا پہلے سے بھی بڑا تھا۔ اُسکی سانس پھولنے لگی تھی۔
"اوہ نوو"

واصف بڑی طرح گڑ بڑایا۔

"وہ اصل میں زری"

ایک جھوٹ پر سو جھوٹ بولنے سے بہتر تھا وہ ایک سچ ہی بتا دیتا۔
"اگر میں تم سے کچھ سنیر کروں، جو کہ صرف عشمیرہ کی بھلائی کے لیے ہو تو کیا تم اُسے ہمیشہ اپنے تک رکھو گی؟"
اپنے آفس میں بیٹھے شام کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ابھی میرا اُس جا کر و اصف کا گلہ دبا دیتا یا عشمیرہ کے دیے
ٹرینکولا ئز سارے اُسے ٹھسوا دیتا۔

"کیا بات ہے؟ سب ٹھیک تو ہے ناں؟"

اُسکے رازداری سے پوچھنے پر زرین کو اور تشویش ہوئی
"بیٹھو"

عشمیرہ والی نشست پر اشارہ کرتا وہ بیٹھ گیا۔ ٹیبل پر رکھے موبائل کو دیکھا تو اپنی شامت نظر آئی۔ لیکن اب کوئی چارہ
نہ تھا۔ زرین کو بتانے کا فیصلہ تو وہ کر چکا تھا۔ اُس نے موبائل لے کر کال کاٹ دی اور اب الفاظ بُننے لگا۔
"بیٹھ جاؤ زرین۔ زیادہ وقت نہیں لو نگا تمہارا۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُسے ہنوز کھڑے، ہچکچاتے دیکھ کر واصف نے تحمل سے کہا۔ کچھ سوچتے وہ بیٹھ گئی۔
واصف نے ضارب سے شروع ہونے والی داستان سے لے کر زمل فاطمہ تک اور زمل فاطمہ سے شام طلال تک کی تمام کہانی اُس کے گوش گزار کی۔

"اوہ خدایا"

زرین تو سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ اُسے ضارب تو ویسے بھی ایک آنکھ پسند نہیں تھا مگر شام ضرور اُسکی نظر میں ہیر و بنا تھا۔ یہ جانے بغیر کہ شام کی یہ حقیقت جب عشمیرہ کو پتہ چلے گی تو وہ کتنا ٹوٹے گی۔
"کیا کریں اس لڑکی کا"

زرین کو بس عشمیرہ کی فکر تھی۔ شام والا معاملہ وہ سمجھ گئی تھی اور اندر کہیں عشمیرہ کے لیے خوش بھی تھی۔ واصف جانتا تھا وہ سمجھ جائے گی۔
"دھیان رکھو اُسکا"

زرین اُسکی طرف دیکھنے لگی جو اپنے دوست کی محبت کی خاطر کیا کیا کر رہا تھا۔
"کم سے کم جمعے تک ہر وقت اُسکے آس پاس رہو۔ رات کو بھی اُسکے کمرے میں رہا کرو۔ وہ نہیں مانتی تو پیار سے،
نہیں تو زبردستی۔ مگر ایک لمحے کے لیے بھی اُسے اکیلا مت چھوڑو۔ باقی بعد میں خود ہی شام سنبھال لے گا
سب۔ پہلے بھی سنبھالتا رہا ہے۔"
"شام واقعی اُسے چاہتا ہے؟"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُسکے اتنے تفصیلی انداز پر اُسے جیسے شام کی محبت پر بے یقینی سی ہوئی۔ واصف نے سر ہلایا

"وہ سب ٹھیک کر دے گاناں؟"

بھری آنکھوں سمیت وہ پھر سوالیہ ہوئی

"مجھے بھروسہ ہے اُس پر"

"اللہ کرے ایسا ہی ہو"

واصف کے ٹھوس انداز پر اُس نے زیر لب دعا کی پھر تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی

"اوکے میں چلتی ہوں اب"

"رکوزری"

اُسے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے دیکھ کر واصف نے پکارا۔ وہ رُکنا نہیں چاہتی تھی مگر ناجانے کیوں رُک گئی پھر کچھ

توقف کے بعد پلٹی

"عشمرہ نے خضر کے متعلق جو بھی کہا وہ اگر سچ ہے تو تمہیں انکل کو بتانا چاہیے۔ کیوں ایسے تعلق سے خود کو سزا

دے رہی ہو"

خضر کی حقیقت تو وہ اپنے سائے تک سے چھپا کے رکھتی تھی ناجانے کیسے عشمرہ پر آشکار ہو گئی۔ اور اب اُسکی وجہ سے

واصف اور فرہاد بھی اُس روز جان گئے تھے۔

"یہ آپکا مسئلہ نہیں ہے۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُس نے سختی سے کہا..... واصف نے شکوہ کرتی ناراض نظر اُس پر ڈالی۔ زرین نظر چراگئی۔

"جو ہوا اُسے بھول جائیں۔ اب تو وہ سب ماضی ہو گیا ہے۔ آٹھ ماہ گزر گئے ہیں سب آگے بڑھ گئے مگر آپ وہیں

رُکے ہیں۔ پلیز آگے بڑھ جائیں۔ کیونکہ ایک جگہ رُکنے کا کوئی فائدہ نہیں۔"

وہیں رُکے اب کی بار دھیمے لہجے میں کچھ سنجیدگی سے بول رہی تھی۔

"وقت تیزی سے گزر رہا ہے اس پر غور کریں۔ آنٹی کی ڈیٹھ کے بعد عاصم اور کنزی دونوں اکیلے ہوں گے۔ عاصم تو

پھر بڑا ہے مگر آپ کو چاہیے تھا کہ کنزی کی خاطر ہی جلد اپنی زندگی میں کسی کو لے آتے۔ مگر آپ فرہاد کے ساتھ

پاکستان ہی چھوڑ گئے۔"

اُس نے یہ شکوہ کر ہی ڈالا۔ واصف نے چونک کر اُسکی طرف دیکھا۔ وہ اُسکے حالات سے بے خبر تو نہ تھی۔ اندر کہیں

خوشی ہوئی۔ اُسکے تاثرات دیکھتی وہ اب اپنا انداز بدل کر سپاٹ انداز اپنا گئی۔

"مجھے حیرت ہوئی تھی آپ پر کہ اتنے مشکل وقت میں آپ کنزی اور عاصم کو سنبھالنے کی بجائے انہیں اکیلا چھوڑ کر

چلے گئے۔ عاصم تو بڑا ہے، لڑکا ہے خود کو سنبھال سکتا تھا۔ دوستوں میں رہ کر گھوم پھر کر مگر کنزی بچی ہے۔ مجھے اُسکے

لیے بہت افسوس ہوتا ہے۔ گھر سنبھالنے کے لیے ایک عورت کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ میری بات پر غور کیجیے

READERS CHOICE

گا

وہ تسلی سے سب کہہ کر اُسکے جواب کی منتظر تھی۔ وہ دل سے چاہتی تھی کہ واصف شادی کر لے اپنی زندگی میں

مصرف ہو جائے مگر واصف بولا بھی تو بس اتنا "مشورے کا شکریہ۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"چلتا ہوں میں۔ اپنا خیال رکھنا"

اپنی جگہ سے اٹھتے وہ مسکرایا ایک نرم نگاہ اُس پر ڈال کر سرعت سے نکل گیا۔ پیچھے زرین اُسکی نگاہ کے حصار سے نکلتے شرمندہ سی اندر کی طرف بڑھ گئی اب واصف کا خیال بھی گناہ تھا۔ اُسے بس عشمیرہ کا خیال رکھنا تھا۔

گزشتہ دو دن میں شام نے اُس سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ عشمیرہ کے جذباتی پن پر غصہ تھا کہ ختم ہونے میں نہیں آ رہا تھا۔ زرین کو آگاہ کرنے کی وجہ سے وہ واصف پر بھی خوب گرجا تھا مگر اُسکی حرکت سے کچھ تسلی بھی ہو گئی تھی کہ اب زرین الٹ تھی۔

آج دو دن بعد اُس کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو دل پھر عشمیرہ سے بات کرنے کو ہمکنے لگا۔ وہ بے بسی سے مسکرا دیا۔ اس لڑکی کے معاملے میں وہ خاصا کمزور ثابت ہو رہا تھا۔ اُس نے خود کو سامنے رکھے لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ کرنا چاہا مگر بے سود۔ بالآخر اُس نے موبائل اٹھا ہی لیا۔ آخری چیٹ کے بعد عشمیرہ نے ہی کچھ پوسٹس اور ریلیز شئیر کی ہوئی تھیں جنہیں اُس نے اپنے غصے میں دیکھا ہی نہیں تھا۔

"ہائے عشمیرہ۔"

"کیسی ہو؟"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"پرسوں تو تمہاری شادی ہے۔ ہو گئی تیاریاں؟"

اُس نے مسکراتے ہوئے میسج کیا اور جواب کا انتظار کرنے لگا۔

کچھ دیر بعد کوئی کلائنٹ آگیا تو وہ اُسکے ساتھ مصروف ہو گیا۔ ایک گھنٹے بعد وہ ڈیل کر کے اٹھا تو شارم نے سب سے پہلے موبائل دیکھا

"ویسی ہی ہوں۔ مجھے کیا ہونا ہے۔ ہنہ"

"اور شادی کی بھی کیا خوب کہی۔ اسے شادی کہتے ہیں؟"

اُسکا میسج دیکھ کر شارم مسکرایا۔ جو کچھ وہ پہلے کر چکی تھی اُسکے بعد اب اُسکی بے بسی شارم کو عجیب سا لطف دیتی تھی۔

"ہاں یار وہی۔ نکاح کا فنکشن ہے۔"

ہنوز مسکراتے ہوئے اُس نے ٹائپ کیا

"نکاح ہی شادی ہوتا ہے۔ پہلے ایسے ہی ہوا کرتا تھا سب سادگی سے۔ یہ تو اب ٹرینڈ بن گئے ہیں زیادہ فنکشنز کرنے کے۔"

"تمہیں لگتا ہے مجھے اس سب میں انٹرسٹ ہے؟"

ایک سینکڈ میں دوسری طرف سے نخوت بھرا جواب موصول ہوا۔

"ظاہری بات ہے شادی ایک ہی دفعہ ہوتی ہے۔ اگر پسند کی نہ ہو پھر بھی خاموشی سے کمپروماز کرنا ہی پڑتا ہے۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُسکا جواب شام کو ہضم نہ ہوا تو اُس نے عشمیرہ کی لاچاری پر مزید اُسے سلگایا۔ بہت تنگ کر چکی تھی وہ اُسے مگر اب شام کو بھلا کوئی خوف تھا؟ دو دن بعد وہ اُسکے بیوی بن کر اُسکے گھر میں آنے والی تھی۔

اُسکا میسج پڑھا جا چکا تھا مگر دوسری طرف خاموشی تھی۔ شام لطیف سا مسکرا دیا اس بات سے بے خبر کے مقابل ہمیشہ کی طرح آج بھی اُسکے پیروں تلے سے زمین کھینچ نکالنے کی روایت برقرار رکھے گی۔

"ہاں میں خاموش تو ہوں۔ کیونکہ اپنے گھر میں مجھے کوئی ایکشن لینے کا موقع نہیں ملا۔ زری میرے ساتھ سائے کی طرح رہتی ہے۔"

"پر میں 'فی الحال' خاموش ہوں زمل"

اُسکے میسجز میں کچھ تو تھا جو شام سیدھا ہو بیٹھا

"اور تم دیکھنا اس شادی کے بعد مجھے جب بھی موقع ملا میں اُسکے گھر سے بھاگ جاؤں گی۔"

"جتنا یہ سب مجھے آزما رہے ہیں اتنا میں انہیں آزماؤں گی۔ منہ چھپاتے پھریں گے میری وجہ سے۔"

"اور اُسکو تو جاتے ہی سب بتا دوں گی۔ طلاق میرے منہ پر مارے پہ گا۔"

ایک ساتھ یہ تین میسج..... اور وہ واقعی شام طلال کے پیروں تلے موجود زمین کھسکا چکی تھی

"جو رشتہ ابھی جڑا بھی نہیں تم اُسے ختم کرنے کی بات کر رہی ہو؟"

وہ ششدر تھا۔ اور جتنے دکھ سے اُس نے پوچھا تھا مقابل نے اُس سے بڑھ کر کٹھور پن اپنایا

"ایسے رشتے کا تو ختم ہو جانا ہی بہتر ہے۔ اگر یہاں میری مرضی شامل نہیں تو دوسری طرف وہ لا پرواہ بیٹھا ہے۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

’وہ‘ سے اُسکی مراد شارم تھا۔ یعنی وہ شارم کے متعلق سوچ رہی تھی۔ ناجانے وہ کون سے چکر میں گھوم رہی تھی بلکہ اُسے گھمار ہی تھی۔ وہ حقیقتاً الجھا
"کیا مطلب؟"

"ارے شروع سے جانتے ہیں سب کہ میری منگنی فرہاد سے ہو چکی ہے۔ سالوں پہلے اُن سے مراسم تھے تو یہ منگنی بھی میرے بچپن کا ہی ایک قصہ ہے"

"اور پھر سالوں بعد دوبارہ شروعات اُس دن ریسٹورنٹ میں ہوئی مجھے اچھے سے یاد ہے وہ ریسٹورنٹ والا واقعہ۔ وہ وہیں موجود تھا تو جو کچھ وہاں ہوا صرف اندازہ نہیں اُسے تو اچھے سے معلوم ہو گیا ہو گا۔"
عشمرہ اور اتنی سمجھدار۔!

شاید دوسری دفعہ وہ اتنی سمجھداری کا مظاہرہ کر رہی تھی اور شارم داد دینا چاہتا تھا۔
"مجھے پورا یقین ہے کہ اُسکی ماں کو بھی کچھ کچھ علم ہو گا میرے رشتے کا اُس کے باوجود بھی اُنہوں نے رشتہ کر لیا۔ نہ کچھ پوچھنا نہ کہا۔"

"اگلوں کو کوئی تڑپ ہو جانے کی تو پتہ چلے کہ اُنہیں پرواہ بھی ہے۔ بس ایسے ہی منہ اٹھا کر سلسلہ شروع کر دیا۔"
اپنی بے خبری میں وہ کچھ زیادہ ہی بول رہی تھی۔
"ہم اب اس پہ کیا کہہ سکتے۔"

اُسکے اتنے دلائل پر شارم اس دفعہ خاموش رہا۔ بے خبر بندے کو کیا چھیڑنا؟

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اور عشمیرہ کے معاملے میں تو بے خبری ہی بہتر تھی۔

"کہہ نہیں سکتی پر کر ضرور سکتی ہوں۔"

دوسری طرف وہ تو سلگی بیٹھی تھی۔ آج وہ زمل کو کہنے اور کرنے کا فرق واضح کر دینا چاہتی تھی۔

"اُسے بتا دوں گی کہ میری ایک دفعہ منگنی ہو کر ٹوٹ چکی ہے۔ اور کیوں ٹوٹی ہے وہ بھی بتاؤں گی۔ پھر صاف الفاظ

میں فیصلہ سنا دوں گی کہ تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتی۔!"

آج وہ بالکل پرانی عشمیرہ لگ رہی تھی۔ جو کبھی بے بس نہیں لگی تھی۔ یقیناً وہ کچھ سوچ چکی تھی۔

"اگر تمہارے انتہائی ردِ عمل کے بعد بھی اُس نے تمہاری بات نہ سنی تو؟"

شارم پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔

"تو کیا؟"

"میں بس اس گھر میں اپنے ماں باپ کی وجہ سے مجبور ہوں۔ وہاں جا کر میری کوئی مجبوری نہیں رہے گی۔ آزاد ہو

جاؤں گی۔"

"ہزار وکیل تو اپنے شہر میں ہی مل جائیں گے۔ وہ طلاق نہیں دے گا تو میں دے دوں گی۔ پڑھی لکھی ہوں اچھے سے

جانتی ہوں کہ طلاق صرف مرد نہیں دے سکتا عورت بھی دے سکتی ہے۔"

اور یہ تھا آج کے دن کا دوسرا دھماکہ۔ تو یہ سب سوچ رکھا تھا اُس نے۔ شرم کو افسوس ہوا۔ وہ لڑکی واقعتاً ناکوں چنے

چبوانا جانتی تھی۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"مگر کیوں کرو گی تم ایسا؟"

شارم بے بسی کی تصویر لگا۔ مانا کہ جو سب وہ سوچ رہی تھی اُسے کر کے دکھانا ایک لڑکی کے لیے ناممکن تو نہیں مگر کافی مشکل تھا مگر دُکھ تو یہ تھا کہ اُسے نے ایسا سوچا بھی کیوں؟

"یہ سوال تم کر رہی ہو؟ حالانکہ ہر بات جانتی ہو"

اُس نے واقعی حیرت ظاہر کی۔ آخر زمل اُس سے ایسے سوال کیوں کرتی تھی جس کے جواب وہ خود بہت اچھے سے جانتی تھی۔ خیر اُس کا کیا قصور؟ وہ حقیقت سے واقف ہی کہاں تھی؟

"تم بس پاگل ہو چکی ہو اور کوئی بات نہیں ہے۔"

شارم کا دماغ گھوم چکا تھا۔ اُس نے آج اپنی کھولن نکالنے کا موقع نہیں چھوڑا تھا۔

دوسری طرف عشمیرہ اُسکے بیزار سے جواب پر اب ناجانے کیا کیا رپلائی کر رہی تھی۔ شرم نے دیکھا نہ وہ دیکھنا چاہتا تھا۔ اُس کا دماغ تو کچھ اور ہی سوچ رہا تھا۔

کتنی ہی دیر جوڑ توڑ کرنے کے بعد بالآخر وہ کسی فیصلے پر پہنچ ہی گیا تھا۔ اُس نے واصف کو میسج کر کے اپنی فوری آمد کی اطلاع دی اور آفس سے نکل گیا۔

READERS CHOICE

"اتنی ایمر جنسی میں آیا ہے تو۔ سب خیر ہے؟"

کچھ دیر بعد وہ واصف کے گھر، ڈرائنگ روم میں بیٹھا تھا اور واصف ہمیشہ کی طرح اُسکی آناکانا آمد پر حیران تھا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"میں میرز بیر سے ملنا چاہ رہا تھا۔ اب یہ بتانے آفس ملاقات ہوگی یا گھر جانا ہوگا؟"

میرز بیر سے ملاقات؟ واصف ٹھٹھک گیا پھر سنبھل کر پوچھا

"کیا کام ہے؟"

"ایک شرط انہوں نے رکھی تھی اب ایک میں رکھنا چاہتا ہوں۔!"

اُسکی سنجیدگی میں واصف کو سردین سا محسوس ہوا۔ اُس شخص کے دماغ میں کچھ تو غیر معمولی چل رہا تھا مگر کیا؟

"کیسی شرط؟"

"میں چاہتا ہوں طلاق کا اختیار بس میرے پاس محفوظ رہے۔"

اُسکا انداز عجیب سا تھا۔ نہ سپاٹ نہ معمولی۔ واصف اندازہ نہ کر سکا

"پر تو ایسا کیوں چاہتا ہے؟"

واصف کے نا سمجھی سے پوچھنے پر اُس نے جھکا ہوا سر اٹھایا۔ اُسکی آنکھوں کی سرخی نے واصف کو چونکا دیا۔

"وہ کہتی ہے مجھ سے نکاح کر کے میرے گھر آ کر مجھ سے طلاق مانگے گی۔"

وہ بولا تھا۔ اب کی بار لہجے میں بے بسی تھی، ہار تھی، اور کوئی انجانا سا خوف بھی۔

"وہ بیوقوف اور جذباتی ہے۔ اس وقت وہ سب سے زیادہ لاچار ہے اور ایسے میں وہ بس یہی باتیں کر سکتی ہے۔ تو اُسکی

جذباتی باتوں سے ڈر رہا ہے۔ لیکن میرے بھائی جب ایک دفعہ تیری ہو جائے گی تو صرف اپنا پابند کر لینا۔ سمپل۔"

واصف نے تحمل سے کہتے اُسے تسلی دینے کیساتھ عثمیرہ کی ذات کا تجزیہ بھی کر ڈالا

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"وہ کہتی ہے شہر میں سو وکیل ہیں۔ طلاق تو عورت بھی دے سکتی ہے۔ کوئی مشکل کام ہے۔؟"

وہ پھر سر جھکا چکا تھا۔ واصف اُسے دیکھ کر بس افسوس ہی کر سکتا تھا۔ کچھ دیر دونوں کے بیچ خاموشی رہی پھر وہی بولا "میں جانتا ہوں واصف کہ وہ شدید جذباتی ہے۔ جذباتی فیصلے ہی کرتی ہے مگر جذبات میں کیا گیا ایسا کوئی فیصلہ اُسے چند لمحوں میں مجھ سے دور کر دے گا یار۔"

اُسکا لہجہ بے بسی کی آنچ پر سلگ رہا تھا۔ واصف کو بے اختیار ترس آیا تھا اُس پر۔

"تو پریشان نہ ہو۔ وہ بس ایسی باتیں کر کے اپنی فرسٹریشن نکال رہی ہے۔ بعد میں سمجھوتہ کر لے گی۔ زری نے بھی تو کیا ہے ناں۔"

اُسکی پشت تھکتے اُس نے سمجھایا۔

"ز زمین اور عشمیرہ دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔"

جھٹکے سے سر اٹھاتے اُس نے واصف کی آنکھوں میں دیکھتے کہا۔ کیا کچھ نہ تھا اُن آنکھوں میں واصف آسانی سے پڑھ سکتا تھا۔ اس سے پہلے کہ واصف اُسکی آنکھوں میں درج کسی تحریر کو الفاظ میں ڈھالتا وہ خود ہی بات بدل گیا "فرق نہ بھی ہو پھر بھی مجھے اپنی طرف سے سکیورٹی چاہیے۔!"

اب کی بار اُسکا انداز دو ٹوک تھا۔ واصف جو ماحول کے حساب سے سنجیدہ تھا یکدم اُسکے مطالبے پر ہنس دیا "اوو میرے بھائی سکیورٹی لڑکیوں کو چاہیے ہوتی ہے۔ لڑکی اور اُسکے گھر والوں کے تحفظات ہوتے ہیں۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"پر یہاں تو اُلٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ ہمارے لاڑے کے تحفظات ہیں۔ اُسے ایک بے ضرر سی لڑکی سے سکیورٹی چاہیے۔"

واصف متبسم لہجے میں بولتے آخر میں کچھ شرارتی ہوا۔ پروہ تو ہنوز سنجیدہ تھا

"بے ضرر نہیں ہے وہ واصف۔!"

اُسے عشمیرہ کے متعلق، واصف کے تبصرہ سے اختلاف تھا

"آزاد فضاؤں میں اونچی اڑان بھرنے والے کی آزادی ختم کرنے کے لیے اُسکے سارے پرکاٹ دیے جائیں اُس پر بھی اُسے قید کر کے مزید زخمی کر دیا جائے تو وہ بے ضرر نہیں رہتا۔"

"زخمی انسان کبھی بے ضرر نہیں ہو سکتا یار۔"

معاملے کی گہرائی کو اچھے سے محسوس کرتے اُس نے بالکل درست تجزیہ کیا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا تیری بات۔"

واصف نے بالآخر اُسکے تحفظات پر ہار مان ہی لی

"پر تجھے اُسکے لیے میرز بیر سے شرطیں ورطیں رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔!"

اُس نے کچھ سوچتے شارم کو ٹوک دیا

"پرائی کی اجازت کے بغیر کیسے؟"

شارم کو تشویش ہوئی

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"دماغ گھوم گیا ہے کیا؟ اب اجازت لے گا؟"

"تو وہ سوچیں گے کہ اسکو ایسا بھی کیا خوف ہے؟"

واصف نے اُسے گھر کا

"تو پھر کیا کروں یار؟"

وہ خاصا پریشان ہو گیا تھا

"او بھئی تو کون سے زمانے میں رہ رہا ہے۔ اب کون نکاح نامے دیکھتا ہے۔ پچیس کلاز ہوتے ہیں نکاح نامے کے جن

میں سے بائیس کلاز میں صرف لڑکا لڑکی کی کمٹمینٹس ہوتی ہیں۔ اور آجکل تو لوگ اور مولوی صاحبان اتنی جلدی

میں نکاح پڑھواتے ہیں کہ مہر والے کلاز کے علاوہ کسی پردھیان نہیں دیا جاتا۔"

"اور جس کی ثوابت کر رہا ہے یہ تو کوئی اٹھارواں یا انیسواں کلاز ہے۔ اتنی نیچے کوئی نہیں جاتا۔"

واصف نے اُسے آجکل کے ماڈرن زمانے کی ماڈرن عوام کی ایک زبردست نااہلی بتائی۔ یہ نااہلی اور نکاح کے معاملے

میں جلد بازی آجکل عام ہے جس کا خمیازہ زیادہ تر لڑکی اور اُسکے خاندان کو بھگتنا پڑتا ہے۔ تو یہاں بھی اس غیر قانونی

کام کا کچھ ایسا ہی استعمال کیا جانے والا تھا۔ کام تو بھلے ہی غلط تھا اور سراسر غیر قانونی بھی مگر اس وقت شرم کو "گڈ

سٹیزن" (اچھا شہری) کا ٹیگ نہیں بلکہ عشمیرہ چاہیے تھی۔!

"اگر کسی نے دیکھ لیا اور اُس ٹائم پر سوال کیا؟"

وہ قائل ہو چکا تھا مگر ایک نئے خوف نے پر پھیلانے

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"اول تو ایسا کچھ ہو گا ہی نہیں۔ ٹرسٹ می۔ اگر ہوا بھی تو میں ہوں ناں سنبھال لوں گا۔"

واصف نے بھرپور اطمینان دلایا۔ وہ اچھے سے جانتا تھا کہ جتنی جلدی میر زبیر کو اس نکاح کی تھی وہ کبھی اتنی تفصیلات میں نہ پڑتے۔ ویسے بھی آجکل تو اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ ان باریکیوں میں پڑے بغیر اپنی بیٹیوں کی زندگیاں داؤ پر لگا رہے تھے پھر میر زبیر کا تو معاملہ ہی الگ تھا۔

پھر وہ کچھ دیر ہی مزید واصف کے پاس رکا جب ایک اور خیال ذہن میں آیا۔ اُس نے فوراً واصف سے رخصت لیتے گھر کی راہ لی۔ یہ ایک ہفتہ اُسکی زندگی کا سب سے مضطرب دور تھا اُسے لگا تھا کہ اب بس اگلے دو دن ہی مشکل ہونے والے تھے پھر عشمیرہ اُسکی دسترس میں ہوگی مگر کون جانتا تھا کہ اُسکے ضبط کا امتحان تو ابھی شروع ہونا تھا۔

کالج گیٹ کے باہر ہوتی دھکم پیل سے کچھ پیچھے وہ دونوں اپنی وین کا انتظار کر رہی تھیں
"ایمی میں تمہیں پھر کہہ رہی ہوں مت جاؤ پلیز۔"

آج محبوب کے بلانے پر ایمن کالج سے اُسکے ساتھ جا رہی تھی اور یہ صبح سے کوئی ہزارویں دفعہ تھا جب وہ ایمن سے التجا کر رہی تھی۔ اور ایمن نے ایک دفعہ پھر بس اُس پر شکوہ کناں نظر ڈال دی جس پر رجا کو خاموش ہونا پڑا۔
چند لمحوں بعد وین کی بجائے بانیٹ پر آتے بالاج کو دیکھ کر رجا کی ہوائیاں اڑیں۔ وہ گھبراتی ہوئی ایمن کے سر ہوئی

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"ایمی دیکھو اب بالاج لینے آ گیا ہے۔ وہ پوچھے گا تمہارا۔ میں کیا کہوں گی؟"

بالاج کو دیکھ کر ایک لمحے کو تو ایمی کا رنگ بھی پھیکا پڑا مگر اب جبکہ وہ جانے کا فیصلہ کر چکی تھی تو کبھی پیچھے نہ ہٹی۔
"یار رجا اب میں محبوب کو کنفرم کر چکی ہوں۔ اُس کا گھر بھی یہاں سے دور ہے اور وہ نکل گیا ہوا ہے پھر دادی کو بھی میرے آنے کا بتا چکا ہے میں کیسے منع کر دوں"

ایمی کے اپنے ہی بہت مسئلے تھے اُنکے سامنے تو رجا کا مسئلہ بے حد معمولی تھا۔ محبوب کی التجاؤں پر بڑی ہمت اور حوصلے سے وہ یہ قدم اٹھانے والی تھی اب قدم اٹھانے سے پہلے ہی کیسے پیچھے ہو جاتی۔ خود اُس پر بھی محبت کا نشہ سوار تھا۔

"میرے لیے بالاج سے جھوٹ بولنا بہت مشکل ہے ایمی۔ وہ تو میری آنکھیں پڑھ لیتا ہے۔"

رجا بس کسی بھی طرح اُسے اپنے ساتھ لے جانا چاہتی تھی

"کچھ نہیں ہوتا رجا۔ بس آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جھوٹ بولنا ہے اور کوئی فینس بالکل لوز نہیں کرنا۔ اگر نظریں چراؤ گی تو پکڑی جاؤ گی۔"

تو یہ تھے اُس نادان، کم عقل اور بد نصیب لڑکی کے قیمتی مشورے۔!

READERS CHOICE

"ایمی"

رجا نے نے بسی سے اُسکی طرف دیکھا۔ جیسے جیسے ایمی کے بغیر واپس جانے کا وقت قریب آ رہا تھا ویسے ہی رجا کی سانس سوکھتی جا رہی تھی۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"تم جاؤ تو سہی کچھ نہیں ہوگا۔ بس جو میں نے کہا وہ کہہ دینا۔ اور زیادہ سے زیادہ دوڑھائی گھنٹے لگیں گے بس پھر میں خود کال کر دوں گی۔ امی کا موبائل اپنے پاس رکھنا۔"

اُس نے رجاء کے دونوں ہاتھ پکڑے تسلی کے ساتھ ہدایت بھی دی۔

"اوہ دیکھو محبوب کال بھی آرہی ہے۔ لگتا ہے وہ باہر آگیا۔"

میسنجر پر آتی کال پر اُس نے ہمیشہ کہ طرح سکرین رجاء کے سامنے لہرائی

"تم پہلے بھائی کو لے کے نکلو گی تو میں جاؤں گی ناں۔"

اُس نے گم صم کھڑی رجاء کو ہوش دلایا۔ رجاء سے زیادہ اُسے رجاء کو بھیجنے کی جلدی تھی

"رجاء پلیز جاؤ جلدی۔ ٹائم ویسٹ ہو رہا ہے۔"

وہ ہنوز کھڑی تھی اس آس پر کہ شاید وہ اب آکر محبوب کیساتھ جانے سے انکار کر دے۔ مگر اب وہ اُسکی سہیلی ایمین

کہاں رہی تھی بلکہ اب وہ کچی عمر کی محبت کی اور محبوب عالم کی داسی بن چکی تھی۔

رجاء ہار گئی تھی۔ اور اب کی بار وہ بغیر اُسے دیکھے نکلتی چلی گئی۔ اس وقت ذہن میں بس ایک ہی خیال تھا کہ جتنی

جلدی وہ جائے گی اتنی ہی جلدی واپس آئے گی۔ مگر کون جانے کہ ہر سفر کی واپسی نہیں ہوتی۔!

اُس بد نصیب ایبی کے سفر کی نہ تو کوئی منزل تھی اور نہ ہی واپسی۔!

"بالاج تم کیوں لینے آگئے؟"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

کندھے پر بیگ درست کرنے کے ساتھ اُس نے اپنے اڑے ہوئے تاثرات کو بھی درست کیا۔

وہ جو اُسکی ایک جھلک کے لیے بے تاب ہو رہا تھا اُسکے سوال پر بری طرح بد مزہ ہوا
"کیوں میں نہیں آسکتا کیا؟"

کہاں سے جا کر پکڑا تھا بالاج نے۔ خود پر قابو پاتی رجاء بری طرح گڑبڑا گئی
"نہیں..... وہ میرا مطلب..... وین والا"

"ہوائیاں کیوں اڑ گئیں مجھے دیکھ کر کھا نہیں جاؤں گاتمہیں۔"

بالاج کا انداز ہلکا پھلکا ہی تھا۔ مگر رجاء اس وقت چور کی داڑھی میں تنکا والے محاورے پر پوری طرح اتر رہی تھی
"اچھا ایسی کہاں ہے؟ اُسے بھی بلاؤ۔ آج وین والے نے چھٹی کر لی۔"

رجاء سے اُسکا بیگ لیتے وہ اب اپنے کندھے پر ڈال رہا تھا۔ اور کوئی وقت ہوتا تو رجاء اس حرکت پر جھینپنے کے ساتھ
ٹوک بھی جاتی مگر اُسکا دھیان بالاج کی حرکت پر نہیں بلکہ اُسکی بات پر تھا۔ اُسکا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑنے لگا
تھا۔ بالاج آج شاید کچھ زیادہ ہی غور سے اُسے دیکھ رہا تھا یا ایسا بس رجاء کو محسوس ہوا۔ وہ نظریں چرانے لگی۔

"ایمی کا آج پرکٹیکل بھی ہے بالاج۔ اُس نے لیب سے لیٹ فری ہونا ہے۔"

بڑی مشکل سے اُس نے لب کشائی کی تھی۔ وہ بھی نظریں چراتے۔ پتہ نہیں ایمی کیسے کہتی تھی کہ آنکھوں میں
آنکھیں ڈال کر جھوٹ بولا کرو رجاء ورنہ مقابل یقین نہیں کرتا۔

"کتنا لیٹ؟"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

وہ اب بھی نارمل ہی تھا۔ خود پڑھتا تھا تو بہنوں کو بھی بڑے شوق سے پڑھا رہا تھا

"وہ..... پتہ نہیں۔ کال کر دے گی وہ"

رجاء اب پھر گڑ بڑا گئی۔ مگر اس دفعہ اُس نے جلدی خود پر قابو پالیا

"تم ویٹ کر لو۔ دونوں کو ایک ساتھ"

"نہیں خالہ کو گھر پہ کام ہو گا۔ تم مجھے چھوڑ دو پلیز۔"

اِس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتا رہا سرعت سے ٹوک گئی۔ وہ کبھی بالاج کی بات نہیں ٹالتی تھی پر آج کچھ تو عجیب بیہو کر رہی تھی وہ۔ بالاج جو پہلے اُسکی حالت پر متوجہ نہیں تھا اب اُسکا انکار سن کر ضرور ہو گیا تھا۔

"اوکے۔ بیٹھو"

اُس نے اپنے الجھے تاثرات کو درست کیا۔ ضروری تو نہیں کوئی گڑ بڑ ہو۔ اُسکا وہم بھی تو ہو سکتا تھا۔

رجاء فوراً سوار ہوئی۔ بایک سٹارٹ ہوئی تو اُس نے ڈوبتے دل پر ہاتھ رکھتے پیچھے کالج گیٹ کی طرف دیکھا جہاں سے اب ایسی نکل کر کسی کالی گاڑی تک پہنچ رہی تھی۔

اُس کی نظریں مسلسل وہیں ٹکی تھیں جب کانوں میں بالاج کی تیز آواز پڑی

"رجاء میں تم سے مخاطب ہوں۔"

"ہہ.... ہاں بولو"

وہ چونک کر متوجہ ہوئی۔ ناجانے وہ کب سے اُسے بلارہا تھا

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"میں پوچھ رہا تھا آئسکریم کھاؤ گی۔"

"نہیں بالاج میرا سر بہت دُکھ رہا ہے۔ جلدی گھر چھوڑ دو پلیز"

اُس نے اپنا سوال دوہرایا تو رجا نے فوراً انکار کر دیا۔ بالاج کو پھر کچھ غیر معمولی لگا۔ مگر اُسکے سر درد کو ہی اس سب کی وجہ سمجھا۔

رجا پھر سے مڑ کر ایسی کو دیکھنے لگی۔ اتنی دور سے اب اُسکی پہچان کرنا مشکل تھا مگر وہ دیکھ سکتی تھی کہ ایسی گاڑی میں بیٹھنے کی بجائے باہر ہی کھڑی تھی شاید وہ مزید دیکھ لیتی اگر بالاج بائیک نہ موڑ لیتا۔

ناجانے کیوں اُسے لگ رہا تھا کہ اپنا دل وہیں چھوڑے جا رہی تھی۔ آنکھیں جھپک کر نمی اپنے اندر اتارتے وہ اپنی حالت پر مسکرا دی۔ اُسکا اپنا ہی تو قصور تھا جو بالاج اور ایسی کو اپنا سب کچھ بنایا ہوا تھا۔ انسانوں سے ضرورت سے زیادہ وفانہانے والا یوں بھی نقصان ہی اٹھاتا ہے۔ رجا بھی اٹھانے والی تھی۔

ایسی جو بھائی کی بائیک کے دور جانے کا انتظار کر رہی تھی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے انجان شخص کو دیکھ کر چونکی۔ جسکا کہنا تھا کہ اُسے محبوب عالم نے لینے بھیجا ہے۔ اُس نے فوراً محبوب کو کال ملائی جو اُسے دادی کے کسی کام میں مصروفیت کا کہہ کر اُسی کیساتھ آنے کا کہہ رہا تھا۔ دل ڈر رہا تھا پر ایسی کو اُس پر اندھا اعتبار تھا پھر جب اتنا بڑا قدم وہ اٹھا چکی تھی تو یہ کرنے میں کیا حرج؟ یوں بھی ذلت کی دلدل کے لیے بس پہلا قدم اٹھانا کٹھن ہوتا ہے اُسکے بعد تو وہ خود انسان کی راہیں سہل کرتے کرتے بالآخر اُسے نکل لیتی ہے۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

وہ خاموشی سے پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی سارے راستے بھی وہ اپنے ڈپر قابو پانے کے لیے محبوب سے چیٹنگ کرتی رہی اور قریباً پچیس منٹ کی ڈرائیو کے بعد وہ اُسکے بنگلے کے باہر موجود تھی۔

ڈرائیور کی معیت میں وہ اندر داخل ہوئی تولان میں ہی اُسے محبوب ٹھہلتا ہوا نظر آگیا۔ اُسے دیکھ کر ایبے کی رُکی سانس بحال ہوئی۔ وہ بھی سرعت سے ایبے کی طرف لپکا

"شکر ہے محبوب تم نظر آئے مجھے۔"

جھجک دور کرتے وہ بولنے لگی

"میں تو پریشان ہو گئی تھی کہ پتہ نہیں کون مجھے لینے آگیا۔"

"میں نے ہی بھیجا تھا اُسے۔ اپنی ایبے کو لینے۔"

محبوب تو اُسے دیکھ کر اندر تک شاد ہو گیا تھا۔ تصویروں میں وہ جتنی خوبصورت لگتی تھی حقیقت میں اُس سے بڑھ کر پایا تھا۔

"ویسے بہت مشکل سے مانی ہو تم آنے کے لیے۔"

محبوب کو اب تک یقین نہیں آرہا تھا کہ اُسکے خوابوں کی آج تعبیر ہو گئی تھی۔ اُس نے واقعی ایبے کو بڑی مشکلوں سے منایا تھا۔

READERS CHOICE

"ایک لڑکی کے لیے اپنے گھر والوں کا اعتبار توڑ کر، اُنکی عزت گروی رکھ کر کسی غیر مرد کے لیے نکلنا بہت مشکل ہوتا ہے محبوب"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

وہ تاسف سے بولی۔ یعنی اندر ہی اندر اُسکا بھی ضمیر ملامت کر رہا تھا

"چاہے اُس غیر مرد سے محبت کا دعویٰ ہو؟"

گہری نظروں سے اُسکی طرف دیکھتے اُس نے پوچھا۔

"ہاں بالکل۔ کیونکہ تم بعد میں میری زندگی میں آئے ہو اور وہ شروع سے میرے ساتھ ہیں۔ مجھ سے محبت کرتے

ہیں۔ میری امی، مشی، بھائی اور..... رجاء"

اُن سب کا ذکر کرتے ہوئے اُسکے چہرے پر نرم سی مسکان تھی جسے محبوب عالم نے بڑی محویت سے دیکھا۔ اندر کہیں اس مسکان پر وہ شیطانی ہنسی ہنسا تھا۔

"اچھا اب ناراض مت ہو۔ تم بعد میں آکر بھی اُن سب سے اہم مقام رکھتے ہو۔"

اُسکے سنجیدہ تاثرات سے اُسکی ناراضگی گمان کرتی وہ سرعت سے بولی۔ اس اظہار پر محبوب عالم کا تو سینہ چوڑا ہو گیا تھا ایسی ہی دیوانگی تو چاہیے تھی اُسے۔

"چلو اب مجھے اپنی دادی سے ملوؤ۔ پھر واپس بھی جانا ہے مجھے۔ رجاء کو کہا تھا گھر میں کہہ دے کہ آج ایمی کا پریکٹیکل ہے دیر سے واپس آئے گی۔"

وہ جھٹپٹ بول رہی تھی اور اُسکا حسین چہرہ دیکھتا محبوب اُسکی معصومیت پر مسکرا دیا۔ یہ لڑکی دیر سے ہی واپس جائے تو اچھا رہے گا۔

"آؤ ملوؤں۔ چلو"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُس نے خیر مقدمی مسکراہٹ اچھالتے ہاتھ پھیلائے ایبی کو اندر جانے کا راستہ دیا

"نہیں تم پہلے چلو۔ پھر پتہ نہیں کب ملنا ہو ہمارا۔ میں چاہتی ہوں تمہارے قدموں پر قدم رکھ کر چلوں"

ہائے یہ ایبی اور اسکی محبوب سے محبت۔! وہ واقعی داسی تھی۔ بد نصیب داسی۔!

قسمت اور محبوب دونوں ہی اُس داسی پر تمسخرانہ مسکرائے۔

وہ اب اُس سے ایک قدم آگے چل رہا تھا اور ایبی اُسکے پیچھے۔ اُسکے ہر قدم پر اپنے قدم رکھتی وہ عجیب ہی خوش محسوس کر رہی تھی۔

محبوب اب سیڑھیاں چڑھنے لگا تھا۔ راہداری میں پہنچ کر ایبی رُک گئی چاروں طرف نظریں گھماتے اُس نے ستائشی انداز میں کہا۔

"تمہارا گھر بہت خوبصورت ہے محبوب۔"

وہ بھی پلٹ کر اُسے دیکھنے لگا۔ آخر اُس لڑکی کے چہرے پر یہ کیسی چمک تھی؟

"پر مجھے تو تم سے زیادہ کچھ خوبصورت نہیں لگتا۔"

یہ خمار آلود تبصرہ اُس نے واقعی دل سے کیا تھا۔ وہی دل جو اُسکے سینے میں تھا۔ کالا اور بے ایمان۔

"اچھا اب مجھے ایسے تو مت دیکھو۔"

اُن نگاہوں کی لپک پر وہ جھجک گئی

"دادی سے ملوؤ۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"اُس روم میں ہیں دادی۔ جاؤ میں آتا ہوں۔"

اُس نے راہداری میں قطار سے بنے کمروں کی طرف اشارہ کیا

"میں اکیلی نہیں جاؤں گی۔ مجھے شرم آتی ہے۔"

اُس نے سر جھکا لیا تھا۔ محبوب نے بیزار نظر اُس پر ڈالی پھر نرمی سے بولا

"ویسے مجھے ایک کام تھا۔ پر چلو ساتھ ہی چلتے ہیں۔"

ایمی کے سر ہلانے پر وہ اُسکے ساتھ ہی کمرے میں گیا۔ ایمی کے قدموں میں بے اختیار سستی آگئی۔ عجیب سی جھجک

مانع آرہی تھی۔ محبوب اندر جا چکا تھا۔ اُس نے گہری سانس بھر کر خود کو نارمل کیا اور کھلے دروازے سے اندر چلی گئی

"کہاں ہیں دادی۔؟"

خالی کمرہ دیکھتے اُس نے پوچھا مگر محبوب کے جواب کی بجائے دروازہ بند کیے جانے کی آواز پر وہ چونکی

"محبوب....."

"دروازہ کیوں بند کر دیا۔؟"

اُس کا دل سوکھے پتے کی مانند لرزا۔ آج کے دن میں وہ پہلی دفعہ سہمی تھی۔

اچھے سے لاک کر لے وہ پلٹا اور ایمی کی طرف قدم بڑھاتے معنی خیز لہجے میں پوچھا

"ایک بات تو بتاؤ۔ کیا کرنے آئی ہو یہاں؟"

"تم سے ملنے اور۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُس سے پہلے کے کہ وہ دادی کا نام لیتی وہ سرعت سے اُسکی بات اچک گیا
"تو تمہیں یہ نہیں پتا تھا کہ ملاقات بند دروازے کے پیچھے ہوتی ہے۔؟"

اُس نے مزید دو قدم اُسکی طرف بڑھائے سر سراتے، ذومعنی میں پوچھا۔ ایسی کا دل ناخوشگوار انداز میں دھڑکا۔ بڑی
بے ساختگی میں اُس نے بھی قدم پیچھے کی طرف لینے شروع کیے
"میں تمہاری دادی کی موجودگی میں"

اُسکے عجیب سے انداز ملاحظہ کرتی وہ بولنے لگی تھی کہ وہ پھر بات کاٹ گیا
"نہ نہ"

"ملاقات تو بند دروازے کے پیچھے بالکل اکیلے میں ہوتی ہے ایسی ڈیر"
ایسی کو اُسکی مسکراہٹ اجنبی لگی تھی۔

اور اُس نے پہلے کی طرح آج بھی بالکل ٹھیک پہچانا تھا۔ وہی محبوب جو پہلے اپنا اپنا لگتا تھا آج اجنبی لگ رہا تھا۔
"یہ کیا طریقہ ہے محبوب۔ یہ سب کیا بول رہے ہو؟"

ایسی اپنے لہجے کی ناگواری چھپا نہیں سکی تھی۔

"مذاق کر رہا ہوں یار"

وہ جو دھیرے دھیرے اُسکی طرف بڑھ رہا تھا ہنستے ہوئے بات بنا گیا۔ ایسی نے کبھی کسی کے رویے میں اتنا واضع اور
فوری بدلاؤ محسوس نہیں کیا تھا۔ یقیناً اچھا اداکار تھا وہ۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"اِس مذاق سے میری جان نکل جاتی تو۔؟"

اُس کی آواز کانپی تھی۔

"تمہاری جان ہی تو نکالنی ہے ایسی۔"

ایک دفعہ پھر وہی ذو معنی سا انداز۔ ایسی کا چہرہ تیزی سے سفید پڑا۔ رویے میں فوراً بدلاؤ، ذو معنی باتیں، بے باک نظریں..... یہ وہ محبوب نہیں تھا جسے ایمن جانتی تھی۔

"تم بس اب مجھے واپس چھوڑ آؤ۔"

اُس کے پہلو سے نکلتی وہ دروازے کی طرف بڑھی

"دادی سے نہیں ملو گی؟"

وہ سرعت سے کلائی پکڑے روک گیا۔

واصف کے پاس سے واپس آکر اُس نے سب کیساتھ لنچ کیا پھر سارہ کو بلاتے اپنے کمرے میں آ گیا۔

"بھائی آپ آواز دے رہے تھے؟"

کچھ دیر بعد اُس نے کھلے دروازے سے اندر جھانکا۔ وہ بے ترتیب سابیڈ پر لیٹا تھا سارہ کے پوچھنے پر سر ہلاتے اٹھ بیٹھا

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"خیریت؟ کوئی کام ہے؟"

"ہاں بیٹھو یہاں"

بھائی کے ساتھ بیٹھے اُسے تشویش ہوئی۔ آج وہ جلدی آگیا تھا اور تب سے ہی پریشان لگ رہا تھا۔

"امی نے دوبارہ کال کی؟"

وہ اچھے سے جانتی تھی کسے کال کرنے کے متعلق سوال کیا جا رہا ہے پر آج شرارتاً چھیڑنے سکی کہ بھائی کے چہرے پر آج خوشی ڈھونڈے نہیں مل رہی تھی۔

"نورین آنٹی تو تقریباً ہر روز ہی کال کرتی ہیں۔ امی سے بہت اچھے سے بات کرتی ہیں۔ ایک بات اور امی کو لگتا ہے کہ وہ زبیر انکل سے چھپ کر کال کرتی ہو گئی۔"

اُس نے تفصیل کیساتھ زہرا کا خیال بتایا۔ شام ٹھٹھکا۔ اُسکی ماں ہمیشہ درست بات پر کیسے پہنچ جاتی تھی؟
"اور ایسا کیوں لگا؟" یہ سوال بھی بنتا ہی تھا۔ اُنکے اندازوں کی آخر کیا وجہ تھی وہ جاننا چاہتا تھا۔

"بھائی وہ دن میں کال کرتی ہیں۔ امی کہتی ہیں کہ جیسے وہ اور زرین آپنی صرف ایک نکاح کے فنکشن کے لیے ہی جتنی تیاریاں کر رہی ہیں اتنی گرمجوشی انکل نہیں دکھا رہے۔"

اُس نے زبیر انکل کو بہت ہرٹ کیا ہے سارہ۔

شام نے نظریں چراتے کہا۔ پھر مدھم آواز میں اُس نے پوری کہانی سارہ کے گوش گزار دی۔ اُسے سب بتانا بھی ضروری تھا۔ وہ جو شام کی سنائی کہانی پر ششدر تھی کافی دیر بعد گہرے تاسف سے بولی

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"آپ ہرٹ نہیں ہو رہے جو سب کچھ وہ کر رہی ہیں؟ اور جو اُس رات اُس لڑکے سے ملنے " اُسے اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ دانستہ خاموش ہوئی۔

"بہت ہرٹ ہوں۔ بلکہ ہر روز نئے سرے سے ہرٹ کرتی ہے وہ مجھے۔ اور بے بسی کی انتہا دیکھو کہ وہ ہر چیز سے انجان ہے "

وہ اب چہرہ جھکا چکا تھا۔ اور سارہ..... وہ تو بھائی کی حالت دیکھ کر تڑپ اٹھی تھی

"بھائی پلیز سنبھالیں خود کو۔"

"ایسا کریں گے تو اُنہیں راہِ راست پر کیسے لائیں گے؟"

اُس نے بھائی کا حوصلہ بڑھانا چاہا

"اُسی کے لیے تو ہر روز اپنا ٹوٹا وجود جوڑتا ہوں۔ ناجانے کیسا بیہوش کرے گی وہ آگے "

"آپکی اب بات نہیں ہوتی اُن سے زمل فاطمہ والے اکاؤنٹ سے؟"

"ہوتی ہے۔ بلکہ وہ زمل کے سامنے ہی تو اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرتی ہے۔"

"ہر روز اپنے ہونے والے شوہر کو ہزار بدعائیں دیتی ہے۔ کبھی کہتی ہے وہ مر جائے، کبھی "

زخمی سا مسکراتے اُس نے بتایا تو ششدر بیٹھی سارہ فوراً ٹوک گئی

"بھائی پلیز۔ مجھے نہیں سننا یاد "

"بہت بری ہیں وہ "

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُس کی آواز بھرا گئی۔ اُسکے اتنے اچھے بھائی کے متعلق وہ ایسی بات کر بھی کیسے سکتی تھی؟
وہ بھائی جو اُسکو اتنی مشکلات سے نکال کر، اُس سے ہر حال میں محبت کیے جا رہا تھا۔
"آئی ہیٹ ہر"

سارہ نے تنفر سے یہ اضافہ بھی ضروری سمجھا۔ شرم گہرا مسکرایا۔ اگر سارہ کا ایسا رد عمل تھا تو زہرا؟ سوچ کر ہی اُس
نے جھرجھری لی

"تمہارے بھائی کی پہلی اور آخری چاہت ہے وہ"
"مگر وہ میرے اکلوتے پیارے بھائی کو بد دعائیں دیتی ہیں۔"
اُسکی آواز اب بھی بھرائی ہوئی تھی۔ خاصی تنفر ہو گئی تھی وہ عشمیرہ سے۔
"اُسکی بے بسی ہے بس۔"

"خود کے لیے بھی ایسی ہی دعائیں کرتی ہے۔"

بو جھل سانس ہوا کے سپرد کرتے وہ مدھم آواز میں بولا

"جانتی ہو دو دن پہلے کیا کہہ رہی تھی؟"

"کہہ رہی تھی میرا دل چاہتا ہے خود کشی کر لوں۔ وہ بے حد سیریس تھی۔ اُس نے مجھے تصویر بھیجی۔ نیند کی گولیاں
ہاتھ پہ نکال رکھی تھیں"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

سارہ کی آنکھیں اُبل پڑیں۔ اتنی خطرناک لڑکی اُسکی بھابھی بننے جا رہی تھی۔ ششدر تو باہر کھڑیں زہرا بھی رہ گئیں۔ یہ اُنکا بیٹا تھا؟
"میں"

"میں تڑپ گیا تھا سارہ"

"دل کیا اڑ کر اُس کے پاس چلا جاؤں"

"اُسے روک لوں اِس سب سے"

"میری سانس رکنے لگی تھی"

وہ خاموش ہوا۔ سارہ کی پلکوں پر آنسو ٹھہرے ہوئے تھے۔ اتنا دکھی کبھی بھائی کو نہیں دیکھا تھا
"پھر کیا ہوا؟"

اُس نے پوچھا تو شام نے اُسے مزید تفصیل بھی بتائی۔ جسے سن کر سارہ نے پُر سکون سانس خارج کی
"شکر ہے اُنہوں نے ایسا کچھ کیا نہیں۔"

"کیوں ہیں وہ ایسی؟"

"بہت تنگ کرنے لگی ہے آجکل۔ پہلے سے بھی زیادہ"

شام کے ذہن میں اُسکی آج والی باتیں تھیں

"بھائی آپ کیسے اُنہیں سنبھال پائیں گے؟"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"بس ایک دفعہ میری ہو جائے۔ پھر بس مجھے ہی چاہے گی"

یہ جانتے ہوئے بھی کہ عشمیرہ اتنی آسانی سے نہیں سدھرے گی، اُسے یقین تھا کہ وہ سب ٹھیک کر لے گا۔
"بہت ضدی ہیں وہ۔ مجھے نہیں لگتا کہ"

سارہ کچھ ہی دیر میں عشمیرہ کی ذات کا درست تجزیہ کر چکی تھی۔
"ایسی نہیں ہے وہ سارہ"

شارم نے اُسکی بات اچک لی

"بس جس سراب کے پیچھے وہ بھاگ رہی ہے اُس نے پاگل کر رکھا ہے اُسے"

"مجھے اور کسی چیز کی فکر نہیں۔ بس خیر خیریت سے پرسوں تک کا وقت گزر جائے۔ وہ سہی سلامت مل جائے مجھے"
تاسف سے بولتے وہ آخر میں تھکا تھکا سا مسکرا دیا

"اللہ سب بہتر کرے گا۔ آپ فکر نہ کریں"

سارہ تسلی دیتے اٹھ کھڑی ہوئی

"میں جاؤں؟ آپ آرام کریں اب"

"نہیں بیٹھو ابھی"

شارم نے واپس بٹھالیا

"اسلام آباد کب جا رہی ہو؟"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اب وہ اصل مدعے کی طرف آرہا تھا۔

"اب اپنے بھائی کا نکاح کروا کے، اپنی ضدی بھابھی سے مل کر ہی جاؤں گی"

اُسکے لہجے میں خوشی مفقود تھی البتہ وہ مسکرا نے کی کوشش کر رہی تھی

"نہیں تم کل چلی جاؤ۔ اور جب تک میں نہیں بلاتا تم نہیں آؤ گی۔"

شارم کا انداز دو ٹوک تھا

"واااٹ بھائی"

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟"

سارہ کی توجیرت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ خود اپنی دونوں اولادوں کی آواز سنتی زہرا بھی حیران اور پریشان تھیں

"سارہ وہ میں ایک غلطی کر چکا ہوں"

مجرموں کی طرح سر جھکائے کہتا وہ ہچکچا گیا۔

"کیا ہوا بھائی؟ کھل کر بتائیں"

سارہ الجھی۔ اور پھر شرم نے اُسے زل فاطمہ بن کر اُسکی تصاویرِ عشمیرہ کو بھیجنے کا بتایا۔ سارہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی

رہ گئیں۔ یہ اُسکا سمجھدار بھائی تھا؟

خیر وہ بھی کیا کر سکتا تھا؟ اب ایک غلط کام کیا تھا تو اُسے برقرار رکھنے کو اتنا کچھ مزید کرنا ہی پڑا۔

"اووہ بھائی"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"آپ اُنکی خاطر کیا کیا کرتے رہے ہیں"

سارہ تو باقاعدہ سر پکڑ کر بیٹھ چکی تھی۔ اور زہرا..... وہ شام کا دماغ درست کرنا چاہتی تھیں۔

"خیر یہ تو اچھی بات ہے ناں اُنہیں پتہ چل جائے اب سب حقیقت کا۔ اب چھپا کر کرنا بھی کیا ہے؟"

کچھ دیر بعد وہ بولنے کے قابل ہوئی تھی۔ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی اب سب پتا چل ہی جانا چاہیے اُسے۔

"نہیں سارہ ابھی نہیں"

شام نے فوراً نفی کی۔ ناجانے اب اُس نے اور کیا سوچ رکھا تھا؟

شاید آج سے پہلے تک وہ بھی یہی کرتا مگر اب آج والے عشمیرہ کے ارادے جان کر وہ اُسے فوری یہ جھٹکا نہیں دینا

چاہتا تھا بدلے میں بھلے اُسے یہ سب کرنا پڑ جاتا۔

"پلیز میری خاطر تمہیں میرے لیے چند مہینوں کی قربانی دینی پڑے گی۔"

اب سارہ کے ہاتھ پکڑے وہ التجائیہ ہوا

"آپ میرے اکلوتے بھائی ہیں۔ میں آپکا سپیشل ایونٹ کیسے مس کر دوں۔"

سارہ نے منع کرنا چاہا۔

"میں سب ٹھیک ہونے کے بعد تمہاری خاطر ایک بڑا سار سپیشن کر لوں گا۔ مگر پلیز سارہ ابھی ایک دم اُسے اتنے

جھٹکے دینا اُسکے لیے بھی ٹھیک نہیں اور اُسے سدھارنے کے لیے ابھی مجھے بھی بہت کچھ کرنا ہے جو سب حقیقت

آشکار ہونے کے بعد ممکن نہیں ہو سکے گا۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

وہ سمجھا رہا تھا۔ سارہ رونے والی ہو چکی تھی مگر اُسے از حد پریشان دیکھ کر انکار کیسے کرتی؟

"بھائی"

"صرف آپ کی خاطر"

بالآخر سوچ سوچ کر اُس نے ہامی بھر ہی لی۔ اُسکے لیے یہ فیصلہ کتنا کٹھن تھا شارم سمجھ سکتا تھا۔

"لیکن امی کیسے مانیں گی؟"

سارہ نے ہامی بھرنے کے باوجود ایک اور پہلو سامنے رکھا۔ ایک لمحے کو شارم بھی گنگ ہوا۔ ابھی تو یہ محاذ بھی رہتا تھا۔ پھر اُس نے یہ محاذ سارہ پر ڈال دیا۔

"اُنہیں تم مناؤ گی۔ کہہ دنیا مشکل سیمسٹر ہے۔ یا کہہ دو ڈیٹ شیٹ آگئی ہے یا جو بھی بہانا کرو سارہ مگر"

"شارم یہ بہن کو کیا سکھا رہے ہو؟"

زہرا سخت لہجے میں پوچھتیں کمرے میں داخل ہوئیں۔ اب انتہا ہو چکی تھی۔

"امی آپ"

"وہ میں بس سارہ کو"

ماں کی یوں اچانک آمد پر شارم گڑ بڑا گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید کوئی بہانہ گڑتا زہرا نے سختی سے ٹوک دیا

"ایک اور جھوٹ مت بولنا شارم۔ سب باتیں سُن چکی ہوں تم دونوں کی"

"تو یہ کرتے پھر رہے ہو تم دونوں"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

بے یقین سی وہ دونوں کو گھور رہی تھیں۔ اب کی بار سارہ کی سٹی بھی گم ہوئی۔ دونوں شرمندہ سے اب بغلیں جھانک رہے تھے۔

"اور وہ لوگ"

"کتنے چالاک ہیں۔ اپنی بیٹی کے اتنے سارے عیبوں پر پردہ ڈال کر میرے بیٹے کو پھنسانا چاہ رہے ہیں" زہرا کا تو دماغ گرم ہونے لگا تھا۔ اتنا سب کچھ اُنکے سامنے ہوتے ہوئے بھی پوشیدہ تھا اُنکی برہمی تو پھر بجا تھی۔

"امی پلیز"

"آپکا بیٹا خود اس سب کے لیے راضی ہے"

شارم نے ماں کی بدگمانی دور کرنا چاہی مگر زہرا کو یہ سب کسی طور منظور نہ تھا۔

"تمہیں ایسی لڑکی کیسے قبول ہو سکتی ہے جس کا یہ حال"

"عشمر ہر حال میں قبول ہے امی۔!"

اُس نے سرعت سے اُنکی بات اچک لی۔ زہرا بے یقینی سے اُسکی طرف دیکھنے لگیں۔ ایسا مرد پہلی دفعہ دیکھا تھا جو اتنا کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بھی بھول جانا چاہتا تھا۔

"میں نے بہت جتن کیے ہیں اُسے اپنانے کے لیے۔ بہت انتظار کیا ہے امی۔"

اُنکے ہاتھ تھامے وہ انہیں بیڈ پر بٹھاتے خود اُنکے قدموں میں بیٹھ گیا۔ سارہ نم آنکھوں سے بھائی کی تڑپ دیکھ رہی تھی۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"پلیز میری زندگی کی پہلی اور آخری ضد سمجھ کر مجھے یہ سب کرنے دیں جو میں چاہتا ہوں"

اُسکا اضطراب تو زہرا بھی دیکھ رہی تھیں مگر بیٹے کی ماں ہو کر اتنی آسانی سے یہ سب کیسے ہضم کر لیتیں۔؟

"شارم تم میرے اکلوتے بیٹے ہو میں کیسے ایسی ویسی لڑکی"

"ایسی ویسی نہیں ہے امی۔!"

"وہ تو بس آپکے بیٹے کی چاہت ہے۔"

"پلیز آپکا ساتھ چاہیے۔"

اُنکے سامنے التجائیہ ہوتا وہ اُنہیں مشکل میں ڈال رہا تھا۔ اُنہوں نے بمشکل نفی میں سر ہلایا۔ ماں کا کٹھور پن دیکھتے سارہ ناراضگی سے اُنہیں دیکھتی کمرہ چھوڑ گئی۔ جب وہ بھائی کی خوشی کے لیے قربانی دے رہی تھی تو امی کیوں نہیں؟

"ایسے مت کریں امی پلیز۔ نہیں تو میں اور کمزور پڑ جاؤں گا۔ پہلے ہی بہت مشکل میں ہوں"

شارم نے تھک کر اُنکی گود میں سر رکھ دیا۔

یہ لڑکا زہرا کی سمجھ سے باہر ہو رہا تھا۔ ایک ہی بیٹا تھا انکار کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مگر ہاں کر دینا بھی آسان تو نہ تھا۔

READERS CHOICE

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"چالیس منٹ تو ہو گئے مجھے آئے۔ پہلے واپس کالج جانا ہے پھر گھر بھی پہنچنا ہے۔ اب کسی سے ملنے کا ٹائم نہیں ہے۔"

ایمی نے سختی سے کلائی واپس کھینچی اور لہجے کی لڑکھڑاہٹ پر قابو پاتے بولی۔ اُسکے لہجے کی روکھائی محسوس کرتے محبوب نے ناراضگی سے کہا

"تم تو میری ہر بات مانتی ہونا۔ اب کیا ہوا؟"

ایمی نے پھر چونک کر اُسکی طرف دیکھا۔ وہ دوبارہ لہجہ بدل چکا تھا۔ کیا یہ سب اُسکا وہم تھا یا وہ واقعی اچھا اداکار تھا؟
"مجھے واپس جانا ہے بس۔ بہت دیر ہو گئی۔ کال کر کے رجا کو بھی بتا"

لہجے کو حتی الامکان نارمل بنائے بولتی وہ دروازے کے لاک کی طرف ہاتھ بڑھا چکی تھی جب ایک شدید جھٹکے نے اُسے مڑنے پر مجبور کیا۔

یہ جھٹکا اُسے پیچھے کھڑے محبوب نے دیا تھا؟ وہ ابھی سمجھ بھی نہ سکی تھی کہ ایک زبردست تھپڑ نے اُسکی چاروں اطراف میں اندھیرا کر دیا۔

"دفعہ ہو جاؤ وہاں۔"

اُسے دور دھکیلتے محبوب اُس پر دھاڑا تھا۔ تھپڑ کی شدت سے اُسکا جڑ اہل گیا تھا۔ اُس نے بے یقینی سے اُسکی طرف دیکھا

"مُح..... بوب"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"یہ کیا کر؟"

وہ مزید بول نہیں سکی۔ اپنے ساتھ ہوئے اس تشدد پر وہ گنگ رہ گئی تھی

"دادی سے ملوانا ہے ناں ابھی۔"

محبوب نے ایک دفعہ پھر لہجے میں چاشنی سموئے کہا۔ ایسی کا دماغ مسلسل خطرے کے سگنل دینے لگا تھا۔

"دادی جی"

"اوہ دادی جی"

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

READERS CHOICE

اسلام علیکم!

مسٹر رائیٹ منال ثنا

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"پیری دادی کہاں ہو؟"

اب وہ دروازہ کھولے پاگلوں کی طرح بار بار پکار رہا تھا۔ ایسی کو اُس کا انداز کھٹک رہا تھا۔ اتنا تو اندازہ ہو گیا تھا کہ اُس نے یہاں اُسے کسی اچھے مقصد کے لیے نہیں بلایا تھا مگر بات صرف یہاں تک محدود نہیں تھی۔! جو کچھ اُسے کبھی پہلے محسوس تک نہیں ہوا تھا وہ آج ہو رہا تھا۔ چند لمحوں بعد اُس نے ایک ادھیڑ عمر عورت کو ٹرے اٹھائے اندر آتے دیکھا۔ اُس کا دھیان ٹرے کی بجائے اُس عورت پر تھا جو لان کا گھسا ہوا سوٹ پہنے، عجیب رو بوٹک سے انداز میں چلتی کہیں سے بھی اس عالیشان بنگلے کا اہم حصہ نہیں لگ رہی تھی۔

"اوہ دادی بیگم کہاں رہ گئی تھیں؟"

محبوب کے ڈرامے عروج پر تھے

"جی صاحب" وہ مؤدب ہوئی۔ ایسی کا دل کانوں میں دھڑکنے لگا تھا

"ایسی یہ ہیں میری دادی جن سے تم بات کرتی تھی۔"

محبوب نے اپنے مخصوص نرم لہجے میں مسکراتے ہوئے تعارف کروایا۔

"اور دادی جی، یہ ہے آپکے پوتے کی 'گرفرینڈ'۔"

بڑے کمینے انداز میں گرل فرینڈ پر خاص زور دیتے وہ ایک لمحے میں ایسی کو اڑا کر گیا تھا۔

"بہتر صاحب" سر جھکائے کھڑی ملازمہ کا انداز ہنوز تھا۔

اور ایسی اپنے تعارف پر ششدر کھڑی تھی۔ وہ تو محبوب عالم کو اپنا کل عالم مانتی تھی اور وہ اُسے اتنا ادنیٰ بنا رہا تھا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

تو یہ تھا اُس کا تعارف۔؟

نہیں یہ تو گالی تھی۔!

مگر پھر کیا تھا اُس کا تعارف؟

اُسکی کزن..... نہیں۔! کلاس فیلو یا کولیگ نہیں۔!

اُسکی منکوحہ..... ہر گز نہیں۔!

پھر ٹھیک تعارف ہی تو کروایا تھا اُس نے۔ محبت میں وہ خود کیا سمجھ رہی تھی مگر حقیقت میں کیا تھی۔ ناجانے وہ کتنے لوگوں کے سامنے ایمن نامی لڑکی کو گر لفرینڈ کا حوالہ دیتا رہا تھا۔ اُسکے ارد گرد دھماکے ہو رہے تھے۔

"انکی تعریف میں کچھ کہیں گی نہیں؟"

وہ محبوب کی زندگی میں اپنی حیثیت کا اندازہ ہی کرتی رہ جاتی اگر محبوب کی مسکراتی آواز اُسکے کانوں میں نہ پڑتی۔ وہ اُس عورت سے مخاطب تھا جو اُسکے سوال پر نفی میں سر ہلا گئی

"ارے وہی بول دیں جو میں نے سکھایا تھا آپکو۔"

ایسی کی طرف دیکھتے اُس نے پھر اُس عورت کو مخاطب کیا جو اُسکے ایک دفعہ کہنے پر طوطے کی طرح شروع ہو گئی

"تم بہت پیاری ہو بیٹا۔ میرے پوتے کی تو قسمت جاگ گئی۔"

"میں آج محبوب سے کہہ رہی تھی کہ ایسی بیٹی"

"باہا باہا بس بس اتنا کافی ہے دادی بیگم۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

بے ڈھنگے قہقہے لگاتا وہ اس وقت بے حد مکروہ لگ رہا تھا۔ عورت کی آواز اور انداز پر بے یقین، ششدر اور ساکت و جامد کھڑی ایسی کا دل پھٹنے لگا تھا۔ آنکھوں کی زمین تیزی سے نم ہوئی۔

"یہ لاؤ یہاں"

وہ اب کرخت لہجے میں اُس عورت سے ٹرے لے رہا تھا۔ ایسی کی نظر اب ٹرے میں رکھے مشروب پر پڑی تو پیروں تلے زمین بدلتی محسوس ہوئی

"محبوب تم"

"تم ڈرنک؟"

"ششش"

ہنوٹوں پر انگلی رکھتے وہ اُسکی سہمی آواز نکلنے سے پہلے ہی دبا گیا۔

"پیوگی؟"

سرخ مشروب کو ایک گلاس میں انڈیلتے اُس نے چہرے پر کمینی مسکراہٹ سجائے ایسی کو بھی آفر کی۔ اُس نے درشتی سے سر جھٹکا۔ اُسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ یہاں سے بھاگ نکلتی۔

"ہو گیا تمہارا سارا کام؟ اور سارے ملازموں کو فارغ کر دیا؟"

ایک ساتھ سارا گلاس خالی کرتے اُس نے کھر درے لہجے میں دروازے پر کھڑی عورت سے پوچھا

"جی صاحب۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"اور وہ بڑا صاحب کب آئے گا؟"

اُس نے مزید سوال کیا پھر جواب کا انتظار کیے بغیر سہمی ہوئی ایبی کی طرف دیکھتے جتاتے ہوئے اضافہ کیا
"اِس بنگلے کا اصل مالک۔!"

"وہ تو جی کل صبح تک آئیں گے۔"

عورت نے جواب دیا۔ ایبی کی ہمت جواب دینے لگی تو کندھے پر لٹکے بیگ پر گرفت مضبوط کیے آگے بڑھتے دو ٹوک
انداز میں بولی

"مجھے گھر جانا ہے بس بہت ہوا۔"

"ٹھیک ہے تم جاؤ۔"

اُس عورت کو جانے کا کہتے، ایبی کی پیش قدمی پر وہ تیزی سے اُسکے راستے میں آگیا
"ایک مسئلہ ہو گیا ہے جی۔"

محبوب نے خون آشام نظر اُس پر ڈالی تو وہ گھگھکاتے ہوئے بتانے لگی

"وہ لڑکا..... وہ جو اس لڑکی کو لایا ہے وہ مزید پیسوں کا مطالبہ کر رہا ہے۔"

"اِس سالے کی تو میں" READERS CHOICE

"چھوڑوں گا نہیں ان کمینوں کو"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

وہ ایک دم آپے سے باہر ہوا۔ ایسی کے سامنے سے ہٹتے ملازمہ کو وہیں چھوڑے اب کی بار وہ دروازہ باہر سے بند کر گیا۔

کتنے ہی لمحوں بعد کمرے میں موجود جامد خاموشی کو ایسی کی سرسراتی آواز نے توڑا

"یہ..... سب کیا..... ہے؟"

"میں توجی حکم کی غلام ہوں۔"

عورت نے چند سیکنڈ بعد لب کشائی کی

"یہ میرے مالک ہیں بی بی۔ ہم دوسرے شہر سے آئے ہیں اور یہ بنگلہ مالک کے دوست کا ہے۔"

"مالک کچھ مہینوں سے میرے علاوہ کچھ اور ملازموں کو یہاں لائے ہیں۔ کل پاپرسوں ہم سب واپس چلے جائیں گے۔"

مدھم آواز میں اُس نے سب بتا دیا۔ ایسی کی ریڑھ کی ہڈی میں پھریری سی دوڑی۔ چہرہ لٹھے کی مانند سفید تھا

"اِس نے مجھے کیوں؟"

READERS CHOICE

بھرائی آواز میں وہ بمشکل پوچھ سکی

"آپ ایسے انجان کیوں بن رہی ہو جیسے صاحب کے یہاں بلانے کا مقصد معلوم نہیں تھا۔"

اب کی بار عورت کا لہجہ تلخ تھا۔ ایسی کے منہ پر زبردست طمانچہ پڑا مگر اُس نے پھر بھی صفائی دینا چاہی۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"مجھے"

"مجھے واقعی معلوم نہیں تھا۔ یہ یہاں مجھے اپنی دادی سے"

اُس سے مزید بولا نہ گیا تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ ملازمہ کو وہ قابلِ رحم لگی تھی پر وہ رحم کرنے کا اختیار نہیں رکھتی تھی البتہ اُسکی طرف دیکھتے یہ ضرور بولی

"آپکو یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔"

"آپ مجھے بچالیں پلیز۔ خدا کے لیے"

آگے بڑھ کر اُسکے ہاتھ پکڑتے وہ روتے ہوئے التجا کر رہی تھی

"یہ بڑے لوگ ہیں بی بی۔ ہمارا سارا خاندان انکا غلام ہے۔ ہم ان سے ٹکر لینے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔"

نرمی سے اپنے ہاتھ چھڑواتے وہ میکاکی سے انداز میں بولی تو روتی ہوئی ایسی زمین پر بیٹھتی چلی گئی

"میں آپکے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں پلیز مجھے بس یہاں سے باہر نکال دیں"

عورت اُسکی التجاؤں پر تاسف سے سر ہلا کر رہی گئی۔ اُسی دوران دھاڑ سے دروازہ کھولتا وہ واپس آیا اور اُسکی آخری

بات سنتے سختی سے بولا

"بس اور کوئی بکواس نہیں"

"اور تم..... نکلو یہاں سے۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

ملازمہ پر گرجتے اُسے جانے کا اشارہ کیا تو وہ سر ہلاتے تیزی سے نکل گئی۔ روتی ہوئی ایبی بھی فوراً دروازے کی طرف لپکی مگر وہ اُسے بچہ راستے میں ہی روک گیا۔

"تو اب پتہ چل گیا ایبی کو سب"

اُسے بازو سے پکڑے گھسیٹتے ہوئے وہ بیڈ پر پھینک چکا تھا

"تم یہ کیا کر رہے ہو مجھے جانے دو۔"

"تم حواس کھو چکے ہو۔ مجھے واپس جانا ہے۔ چھوڑو"

درشتی سے اپنے ہاتھ اُسکی گرفت سے نکالتی وہ چلا رہی تھی جب اُس نے ایک اور زناٹے دار تھپڑ اُسکی نازک گال پر

جڑتے اُسے کانوں میں سیسا انڈیلا

"ایسے کیسے جائے گی تو"

"ارے پورے سال کی محنت ہے میری۔ پورا سال محبت کا ڈھونگ کر کے ہاتھ لگی ہے۔ ایسے نہیں جانے دوں گا"

"ڈھونگ؟"

"تم..... مجھ سے جھوٹ"

دھچکا اس قدر زبردست تھا کہ وہ کچھ بول نہیں پارہی تھی

"شش..... بہت سُن لی تیری یہ سریلی آواز۔ اب مجھے اپنی محنت وصول کرنی ہے بس۔"

جھٹکے سے اُسکے بال اپنی مٹھی میں جکڑے اُس پر جھکے اُس نے صور پھونکا۔

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"نہیں..... نہیں"

"وہ..... تمہاری محبت"

"نہیں کرتا محبت۔ سمجھ نہیں آتی ایک بات"

دھاڑتے ہوئے وہ اُسکی پہلے سے دبی آواز کا گلا گھونٹ گیا تھا

"میں کسی سے محبت نہیں کرتا۔ بڑا بورنگ کام ہے یہ محبت و محبت"

"میں تو بس تھرلنگ ایڈوانچرز کرتا ہوں تاکہ فل انجوائے ہو سکے۔"

اُسکے چہرے پر دل جلانے والی مسکراہٹ تھی۔ ایمن کا دل تو پہلے ہی ٹوٹ چکا تھا مگر اُسکے منہ سے سنتے اُسکی آنکھوں

سے بھل بھل آنسو گرنے لگے۔ کاش کہ وہ کبھی اُسکی محبت کا یقین نہ کرتی مگر اُس نے کیا کیا؟

اُسکے جھوٹے جذبات پر یقین بھی کیا اور اُسکی بھرپور پزیرائی بھی۔!

کاش وہ اپنے دل کو قابو میں رکھتی۔ کاش کبھی رجا کی بات مان لیتی۔ مگر اب کیا فائدہ؟

اب تو آخری دم تک بس کاش کا اور اُسکا ساتھ تھا۔!

"چھوڑ مجھے۔"

اُسکی آنکھوں میں وحشت اتر آئی۔ پوری طاقت سے اُسے دوردھکیلتے وہ سرعت سے بیڈ سے اتری

"میرے اندھے اعتبار کے بدلے میں تم اس گھٹیا پن پر اتر آئے ہو۔ دور رہنا مجھ سے"

بھرائی آواز میں وہ چلا رہی تھی۔ اس دفعہ محبوب نے اُسکی باتوں کا برا منائے بغیر مصالحت آمیز انداز اپنایا

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"اچھا ایک کام کرتے ہیں۔ تم..... تم اپنا مائنڈ بنانے کا ٹائم لے لو۔"

"میں وہاں بیٹھ کر ویٹ کرتا ہوں۔"

روتی ہوئی ایبی کو ششدر چھوڑ کر وہ سائیڈ ٹیبل سے ملازمہ کالایا ہوا مشروب اٹھائے بیڈ کے سامنے رکھے صوفے پر جا بیٹھا۔

"دروازہ کھولو مجھے جانا ہے۔"

وہ بھاگتی ہوئی دروازے کی طرف لپکی اور زور زور سے پیٹنے لگی مگر بے سود۔ وہاں شاید اس وقت وہ صرف اکیلی تھی۔ اگر کوئی تھا بھی تو وہ کبھی نہ آتا۔

"باہر جانے کا کوئی راستہ نہیں۔"

ایبی نے اپنے پیچھے اُسکی آواز سنی۔ مڑ کر اُسکی طرف دیکھا جو بڑے مزے سے گلاس پر گلاس چڑھاتا ایبی کی بے بسی ملاحظہ کر رہا تھا۔

"دیکھو تم اتنی مشکل سے اپنے گھر والوں کی عزت کو روند کر نکلی ہو۔ کم سے کم اُسی کا شمر لے جاؤ مجھ سے"

اُسکے حواس اب تک بحال تھے۔ وہ اس قدر گھٹیا ہو گا اُس نے کہاں سوچا تھا۔؟ ایبی کو اُس سے کراہیت آنے لگی۔

"بکو اس بند کرو".....!

"بند کرو اپنی بکو اس"

"میری اتنی محبتوں کا یہ صلہ دیا تم نے۔؟"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُسکی پھٹی آواز کمرے کی دیواروں سے گونجتی واپس اُسی کی طرف لوٹ رہی تھی۔

"میں نے اپنا سب کچھ تم پر وار دیا اور تم اتنے بے حیا نکلے"

آنسو بے مول ہوتے جا رہے تھے۔ اُن آنسوؤں میں اُسکی محبت تھی جو قطرہ قطرہ پگھل کر ضائع ہو رہی تھی۔

"بہت حیا والی ہو تم؟"

وہ تمسخرانہ انداز میں بولتا اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ ایسی کے دل کی دھڑکن سست پڑنے لگی تھی۔

"چلو آج چیک کرتے ہیں کہ کتنی حیا ہے تم میں۔"

کمینگی سے بولتا وہ اُسکی طرف بڑھنے لگا۔ ایسی نے سر اسیمنگی سے چاروں طرف دیکھا بچاؤ کا کوئی چارہ نہ تھا۔ یکدم اُسے

اپنا موبائل یاد آیا مگر اُسکا بیگ؟ وہ تو کندھے پر تھا۔ اب کہاں گیا؟

اُسکی نظریں اب بیگ کی تلاش میں تھیں جو اُسے بیڈ پر دھکا دیتے ہوئے وہیں گر گیا تھا۔ اُسکا سارا جسم لرز رہا تھا مگر

اپنے اندر ہمت اکٹھا کرتے، اُسکے قریب پہنچنے پر اُس نے زوردار دھکا دیا۔ وہ لڑکھڑایا تھا اور ایسی تیزی سے بیگ کی

طرف لپکی۔ کانپتی گرفت میں بیگ سنبھالتے وہ اٹیچ باٹھ کی طرف بھاگی اور دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ جیسے مرنے

والا انسان موت کے ڈر سے اپنے بچاؤ کے لیے ہاتھ پاؤں مارتا ہے ویسے عزت کھودینے کے ڈر سے اپنے بچاؤ کے لیے

انسان اپنا آپ مار دیتا ہے۔ ایسی نے تین لاک لگا کر بولٹ بھی چڑھا لیا۔ روتے ہوئے کانپتے ہاتھوں سے موبائل نکال

کرامی کا نمبر ملا یا جو پہلی ہی رنگ پر اٹھا لیا گیا تھا۔

"جی ایسی صاحبہ مل لیا اپنے محبوب اور اُسکی دادی سے؟"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

دوسری طرف رجاء جو خالہ کامو بال ہاتھ میں لیے بے صبری سے اُسکی کال کا انتظار کر رہی تھی وہ نان سٹاپ شروع ہو گئی۔ ایکی کا چہرہ پھر سے بھگنے لگا تھا

"اتنی دیر کر دی ہے تم نے۔ بالاج پوچھ پوچھ کے تھک گیا کہ ایکی کی کال آئی کہ نہیں۔ اب تو کالج کی ٹائمنگ بھی ختم ہو رہی ہے یار"

"رجاء"

اُس نے کچھ بولنا چاہا مگر آواز ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ دوسری طرف رجاء کی زبان کو فوراً بیک لگا۔ اُس نے محسوس کیا ایکی کی سانس پھولی ہوئی تھی۔

"ایکی....؟"

"ایکی کیا ہوا؟"

"رجاء مجھے بچالو"

اُسکا دل پھٹ رہا تھا۔ اور دوسری طرف رجاء کو کچھ بہت غلط ہونے کا احساس ہوا

"رجاء یہ..... یہ وہ محبوب نہیں ہے۔"

"یہ وہ محبوب نہیں ہو سکتا۔ یہ تو کوئی درندہ ہے"

"یہ مجھے نوچ لے گا رجاء۔ مجھے بچالو۔ خدا کے لیے بچالو۔"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

وہ زار و قطار رونے لگی تھی۔ اُسکی ہچکیاں سنتی رجا چکر اگئی۔ آسمان ٹوٹ پڑنا کسے کہتے ہیں اُسے آج پتہ چلا تھا۔ کچھ لمحے خاموشی سے اُسکا بلکنا سننے کے بعد بالآخر رجا نے پوچھا

"مم..... میں کیا کروں؟"

اُسکا جواب جانتے ہوئے بھی وہ پوچھ رہی تھی۔

"بھائی کو..... بھائی کو بتادو"

اور اُس نے وہی جواب دیا جس سے رجا خوفزدہ تھی۔ ایسی سے اپنا دامن چھڑوانا نہیں چاہتی تھی مگر بالاج کی نظروں سے خود کو گرتا دیکھنے کا تصور جان لیوا تھا۔

"اُن سے کہنا ایسی تمہارے ایک دفعہ کہنے پر جان دے دے گی۔ بس مجھے یہاں سے لے جائیں۔ رجا میں لٹنا نہیں چاہتی۔"

رجا زلزلوں کی زد میں تھی۔ ایک طرف وہ تھی اُسکی بہنوں سے بڑھ کر۔ ہر رشتے سے بڑھ کر۔ جسے اپنے پورے خاندان کے بدلے میں پایا تھا اور دوسری طرف وہ تھا جو اُسکی ایک نظر کے لیے اُسے نیند سے جگا دیتا تھا۔

"بالاج مجھے مار ڈالے گا ایسی۔ وہ..... وہ ہم دونوں کو مارے ڈالے گا"

اُس نے بالآخر کہا۔ یہ بالاج کو بتانے کا خوف نہیں تھا اُسکی زندگی میں اپنا مقام کھودینے کا خوف تھا۔

"نہیں۔ وہ تو تمہیں بہت چاہتے ہیں ناں رجا۔"

"وہ کم سے کم"

مسٹر رائیٹ منال ثنا

اُس نے آستین سے آنسو پونچھنے کی کوشش کی

"وہ مجھے لٹنے سے تو بچالیں گے۔ پھر بھلے عمر بھر مجھ سے بات نہ کریں۔ مگر رجا"۔

آنسو صاف کرنے کی اُسکی کوشش ناکام ہو گئی۔ وہ دھاڑیں مار کر رونے لگی۔ رجا کا دل مٹھی میں آگیا تھا۔ اُسی دوران اُسے واشروم کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ وہ لاک میں چابی گھما رہا تھا اور ایسی کا خون خشک ہونے لگا۔ آنکھیں اُبل کر باہر کو آرہی تھیں

"وہ..... وہ آگیا رجا"۔

اُس کی دہشت زدہ آواز پر رجا خوفزدہ ہوئی

"رجا!"

اور وہ اُسکی مسلسل خاموشی پر پھٹی آواز میں چلائی

"رجا! میرا دل پھٹ جائے گا"

"ایمی..... میں..... بالاج کو ابھی بتاتی ہوں۔"

لرزتے دل کو سنبھالتے اُس نے کہا۔ جو بھی ہو گا دیکھی جائے گی مگر فی الحال ایمی کو بچانا تھا۔ اُس کے کہنے پر بھی ایمی کو ڈھارس نہیں ملی تھی کیونکہ وہ خطرہ خود سے چند قدم کے فاصلے پر دیکھ رہی تھی۔

"تم اپنا تحفظ کرو۔ جیسے ہو سکے۔ میں بالاج کو بتاتی ہوں۔"

رجا نے تیزی سے ہدایت دی

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"اُنہیں کہنا ایسی کو مرتے دم تک سزا دے لیں مگر ابھی بچالیں رجا۔ ابھی بچالیں"

وہ جو متوحش ہو کر دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی دو تین زوردار جھٹکوں سے دروازے کا بولٹ گرتا دیکھ کر اُس کے ہاتھوں سے موبائل چھوٹ کر واشروم کے چکنے فرش پر گرا

"ہیلو ایسی ڈیر"

یہ آواز تھی.....؟ نہیں۔ یہ تو موت کا پروانا تھا جو اُسے دکھایا جا رہا تھا بلکہ صور تھا جو اُسکے کانوں میں پھونکا گیا تھا

"مجھے جانے دو۔"

"خدا راجھے جانے دو۔"

اس آواز میں کس قدر بے بسی تھی وہ لائن پر موجود رجا محسوس کر سکتی تھی۔

"ایسی"

ایسی کی آواز کے جواب میں سپیکر پر ابھرتے بے ہنگم قہقہوں پر اُس کے لب پھڑپھڑائے۔ دل سوکھے پتے کی مانند لرزاتا تھا۔ مگر دوسری طرف اب اُسکی ایسی جواب دینے کے لیے موجود نہ تھی۔

"چھوڑو مجھے۔"

محبوب آگے بڑھ کر اُسے گھسیٹتے ہوئے باہر لے جانے لگا۔

"میں مر جاؤں گی"

اُسکی ہمت جواب دینے لگی تھی۔ ٹانگیں بے جان ہو چکی تھیں

مسٹر رائیٹ منال ثنا

"رجاء"

"بھائی"

یہ اُسکی آخری تڑپتی سی آواز تھی جو سپیکر پر رجا نے سنی تھی اور اب کی بار وہ پاگلوں کی طرح بھاگتی ہوئی بالاج کے پاس گئی۔ ادھر ایسی مزاحمت ترک کر چکی تھی۔ کب تک آخر کب تک اُسکی مزاحمت بھی کام آتی؟ ایک کمزور لڑکی کب تک اُس حواسوں سے بیگانہ، انسان نہما بھدے جانور کا مقابلہ کر سکتی تھی؟ ایسی کے پچھتاؤں اور التجاؤں، رجاء کی کوششوں اور بالاج کی بھاگ دوڑ کے لیے اب دیر ہو چکی تھی۔ بہت دیر۔!

READERS CHOICE